بوڑھا
اور
سمندر
ارنسٹ ہیمنگوے
ترجمہ
شاہد حمید

ارنسٹ ہیمنگوے 1899 میں امریکہ (USA) میں پیدا ہوے۔ انھوں نے بحیثیت صحافی اپنے کیریئر کا آغاز کیا۔ بطور صحافی انھیں جنگِ عظیم اوّل اور دوم کے ساتھ ساتھ ہسپانوی خانہ جنگی میں شرکت کا بھی موقع ملا۔ ہیمنگوے طبعاً سیلانی تھے۔ افریقہ، فرانس اور کیوبا میں بھی رہے۔ پیرس میں انھوں نے کئی سال گرٹرڈ سٹائن، ایذرا پاؤنڈ، فٹز جیرالڈ اور فورڈ میڈکس فورڈ کے ہمراہ گزارے۔ انھیں 1954 میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔ ہیمنگوے نے 1961 میں خودکشی کر لی۔

شاہد حمید یکم اکتوبر 1928 کونکودر (جالندھر) میں پیدا ہوے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے انگریزی میں ایم اے کیا اور درس و تدریس سے منسلک ہو گئے۔ پروفیسر ریٹائر ہوے۔ شاہد حمید نے اپنے ادبی کیریئر میں کئی عظیم ناولوں کا ترجمہ کیا جن میں جنگ اور امن (War and Peace)، کراما زوف برادران (Brothers Karamazov)، تکبر اور تعصب (Pride and Prejudice) اور بوڑھا اور سمندر (The Old Man and the Sea) شامل ہیں۔ وہ لاہور میں مقیم ہیں۔

بوڑھا اور سمندر

ارنسٹ ہیمنگوے

ترجمہ

شاہد حمید

موجودہ ایڈیشن

الفا پبلیکیشنز 2015

'الفا پبلیکیشنز' اور 'ریڈنگز' الان وتال پرائیویٹ لمیٹڈ کے ذیلی ادارے ہیں۔

انٹرنیشنل سٹینڈرڈ بک نمبر (ISBN)
978-9-69-640024-0

سرورق: فاطمہ سعید

خطاطی: نوری نستعلیق

طباعت
وارث پرنٹرز، سوہن سنگھ سٹریٹ، گوالمنڈی، لاہور

الفا پبلیکیشنز

K-12، مین بلیوارڈ، گلبرگ 2، لاہور 54660
پاکستان

فون: 92 42 3575 7877
فیکس: 92 42 3575 5576
publications@readings.com.pk
www.readings.com.pk

وہ بوڑھا تھا اور تن تنہا گلف سٹریم[1] میں مچھلیاں پکڑا کرتا تھا۔ چوراسی ایام گزر چکے تھے لیکن اس کے ہاتھ ایک بھی مچھلی نہیں آئی تھی۔ پہلے چالیس دنوں کے دوران میں ایک لڑکا بھی اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ دن پر دن گزرتے رہے اور وہ خالی ہاتھ واپس آتے رہے۔ چالیس ایام کے اختتام پر لڑکے کے والدین نے اسے بتایا کہ بوڑھا یقیناً اور قطعاً salao ہے۔ ہسپانوی زبان میں salao انتہائی بدقسمت شخص کو کہا جاتا ہے۔ لڑکے نے والدین کے حکم کی تعمیل کی اور ایک دوسری کشتی میں چلا گیا۔ اور اس کشتی نے پہلے ہی ہفتے کے دوران میں تین عمدہ مچھلیاں پکڑ لیں۔ لڑکا یہ دیکھ کر رنجیدہ ہوتا تھا کہ بوڑھا ہر روز اپنی خالی کشتی لے کر واپس لوٹتا ہے۔ وہ ہر روز نیچے سمندر میں اترتا اور کشتی سے ڈور کے گولے، گیف[2] (gaff)، ہارپون[3] اور بادبان کو، جو مستول کے اردگرد لپٹا ہوتا، اتارنے میں اس کی مدد کرتا۔ بادبان پر آٹے کے تھیلوں کے پیوند لگے ہوئے تھے اور جب یہ (مستول کے اردگرد) لپٹا ہوتا، دائمی شکست کا علم دکھائی دیتا۔

بوڑھے کا جسم دبلا پتلا اور سوکھا سڑا تھا۔ اس کی گردن پر پچھلی جانب موٹی موٹی جھریاں پڑی ہوئی تھیں اور اس کے رخساروں پر بے ضرر جلدی کینسر کے بھورے دھبے، جو استوائی سمندر پر دھوپ کا عکس پڑنے پر نمودار ہو جاتے ہیں، نمایاں طور پر نظر آ رہے تھے۔ یہ دھبے اس کے رخساروں پر خاصا نیچے

تک موجود تھے۔ جہاں تک اس کے ہاتھوں کا تعلق ہے، ان پر ان زخموں اور رگڑوں کے، جو رسوں سے وزنی مچھلیاں کھینچنے سے آ جاتی ہیں، نشانات تھے۔ تاہم ان میں سے ایک بھی نشان تازہ نہیں تھا۔ یہ اتنے ہی قدیم تھے جتنے بے ماہی صحرا میں تودوں کے ادھر ادھر لڑھکنے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

آنکھوں کے ماسوا اس کے جسم کی ایک ایک چیز قدیم تھی اور اس کی آنکھوں کی رنگت وہی تھی جو کہ سمندر کی تھی۔ یہ مسرور و مطمئن تھیں اور ان سے یہ عندیہ ملتا تھا کہ وہ شکست سے ناآشنا ہیں۔

''سانتیاگو،'' لڑکے نے سمندر کے کنارے پر، جہاں کشتی اوپر کھینچ لی گئی تھی، چڑھتے ہوئے کہا۔ ''میں دوبارہ آپ کے ساتھ جا سکتا ہوں۔ ہم نے کچھ پیسا کما لیا ہے۔''

بوڑھے نے لڑکے کو مچھلیاں پکڑنا سکھایا تھا اور لڑکا اس سے محبت کرتا تھا۔

''نہیں،'' بوڑھے نے کہا۔ ''تم خوش قسمت کشتی کے ساتھ ہو۔ تم انھیں کے ساتھ رہو۔''

''لیکن یاد کریں کہ آپ ستاسی روز خالی ہاتھ واپس آتے رہے اور پھر ہم مسلسل تین ہفتے ہر روز بڑی بڑی مچھلیاں پکڑتے رہے۔''

''مجھے یاد ہے،'' بوڑھے نے جواب دیا۔ ''مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے اس لیے چھوڑ کر نہیں گئے تھے کہ تمھیں مجھ پر شک تھا۔''

''چھوڑنے کا حکم مجھے ابا نے دیا تھا۔ میں لڑکا ہوں اور مجھے ان کی لازماً اطاعت کرنا چاہیے۔''

''مجھے معلوم ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ''بالکل معمول کی بات ہے۔''

''انھیں کوئی خاص یقین نہیں ہے۔''

''نہیں،'' بوڑھے نے کہا۔ ''مگر ہمیں تو ہے۔ ہے نا؟''

''ہاں،'' لڑکے نے کہا۔ ''ٹیرس[4] (Terrace) پر چلتے ہیں۔ وہاں میں آپ کو ایک بوتل بیئر پلاؤں گا اور پھر ہم یہ سامان گھر لے چلیں گے۔''

''کیوں نہیں؟'' بوڑھے نے کہا۔ ''یہ ماہی گیروں کا آپس کا معاملہ ہے۔''

وہ ٹیرس پر بیٹھ گئے۔ متعدد مچھیرے بوڑھے کے ساتھ دل لگی کرتے رہے لیکن اس نے برا نہ مانا۔ تاہم دوسرے معمر ماہی گیر اسے دیکھتے رہے۔ وہ رنجیدہ تھے لیکن انھوں نے اپنے چہروں پر

رنجیدگی کا اظہار نہ ہونے دیا۔ وہ شائستہ انداز سے سمندری رو اور گہرے پانیوں کا، جہاں وہ اپنی ڈوریں ڈھیلی چھوڑا کرتے تھے، تھمے ہوئے خوشگوار موسم اور جو جو کچھ انھوں نے دیکھا تھا، اس کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ اس روز کے کامیاب ماہی گیر پہلے ہی واپس آ چکے تھے، وہ اپنی مارلن (marlin)[5] مچھلیاں باہر کھلی فضا میں ذبح کر چکے اور انھیں دو تختوں پر، جن کے سرے دو دو آدمیوں نے تھام رکھے تھے، لمبائی کے رخ لٹا کر بدِقت تمام مچھلی مارکیٹ کی طرف لے جا چکے تھے۔ وہاں وہ برف کے ٹرک کا، جس نے یہ مچھلی ہوانا کی منڈی میں پہنچانا تھی، انتظار کر رہے تھے۔ جن لوگوں نے شارک مچھلیاں پکڑی تھیں وہ انھیں کھاڑی کی دوسری جانب شارک فیکٹری میں لے گئے۔ وہاں انھیں چرخی پر چڑھا دیا گیا، ان کے جگر نکال لیے گئے، ان کے پر کاٹ دیے گئے، ان کی کھالیں اتار لی گئیں اور نمک لگانے کے لیے ان کے گوشت کو قتلوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

جب پروا چلتی، شارک فیکٹری سے گودی کے پار بو آنے لگتی لیکن آج یہ بو برائے نام سی تھی کیونکہ آج ہوا نے شمال کا رخ اختیار کر لیا تھا اور پھر بالکل بند ہو گئی تھی۔ موسم خوش گوار تھا اور ٹیرس پر دھوپ چمک رہی تھی۔

''سانتیاگو،'' لڑکے نے کہا۔

''کیا بات ہے؟'' بوڑھے نے پوچھا۔ اس کے ہاتھ میں گلاس تھا اور اس کا دھیان برسوں پچھلی جانب تھا۔

''میں جاؤں اور آپ کے لیے سارڈین[6] مچھلیاں لے آؤں؟ آپ کو کل ان کی ضرورت پیش آئے گی۔''

''نہیں۔ جاؤ اور بیس بال کھیلو۔ میں ابھی کشتی کھے سکتا ہوں اور جال راجیلو ڈال دے گا۔''

''میں آپ کے ساتھ جانا چاہوں گا۔ اگر میں آپ کے ساتھ مچھلیاں نہیں پکڑ سکتا، میں کسی دوسرے طریقے سے آپ کی خدمت کر سکتا ہوں۔''

''تم میرے لیے بیئر خرید چکے ہو،'' بوڑھے نے کہا۔ ''تم پہلے ہی بالغ ہو چکے ہو۔''

''جب آپ پہلی مرتبہ مجھے اپنی کشتی میں لے گئے تھے، میری عمر کتنی ہو گی؟''

''پانچ سال۔ تم ہلاک ہوتے ہوتے بچے تھے۔ میں نے مچھلی کے سانس پورے ہونے کا انتظار نہ کیا۔ بس جھٹ پٹ اسے کشتی میں ڈال لیا۔ اس نے وہ اودھم مچایا کہ کشتی کے تقریباً بخیے ادھیڑ دیے۔ تمھیں یاد ہے؟''

''مجھے یاد ہے۔ وہ اپنی دم سے زور زور سے کشتی کو تھپیڑے مار رہی اور اس کی دھنائی کر رہی تھی۔ آپ کی سیٹ ٹوٹ پھوٹ رہی تھی اور کچھ اس قسم کی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں جیسے لاٹھیاں برسائی جا رہی ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے مجھے اٹھا کر کشتی کے اگواڑے[7] میں پھینک دیا تھا۔ وہاں گیلی ڈوروں کے گچھے پڑے تھے۔ مجھے کچھ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری کشتی تھرتھرا رہی ہو۔ اور آپ کے اس پر ڈنڈے برسانے سے کچھ اس قسم کی آوازیں پیدا ہو رہی تھیں جیسے کسی درخت کو کاٹ کر نیچے پھینکا جا رہا ہو۔ اور مجھے اپنے سارے جسم پر میٹھے خون کی بو محسوس ہو رہی تھی۔''

''کیا تمھیں واقعی یہ سب کچھ یاد ہے یا پھر یہ ساری باتیں میں نے تمھیں بتائی تھیں؟''

''مجھے اس وقت سے، جب ہم پہلی مرتبہ اکٹھے (مچھلی کے شکار پر) گئے تھے، ایک ایک بات یاد ہے۔''

بوڑھے نے اسے اپنی دھوپ میں جھلسی ہوئی پُراعتماد اور شفیق آنکھوں سے دیکھا۔

''اگر تم میرے بیٹے ہوتے، میں تمھیں اپنے ساتھ لے جاتا اور خطرہ مول لے لیتا۔ لیکن تم اپنے ماں باپ کے بیٹے ہو اور تم خوش نصیب کشتی کے ساتھ ہو۔''

''میں سارڈین مچھلیاں لے آؤں؟ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بڑی مچھلی پھانسنے کے لیے چار عدد چارے کی مچھلیاں کہاں سے مل سکتی ہیں۔''

''میرے پاس آج کچھ بچ گئی تھیں۔ انھیں میں نے نمک میں ڈال دیا ہے۔''

''میں چار تازہ لے آتا ہوں۔''

''ایک'' بوڑھے نے کہا۔ اس کا اعتماد اور امیدیں کبھی یک سر ختم نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن اب کے ان میں کچھ اس نوع کی تازگی محسوس ہو رہی تھی جیسی بادِ نسیم کے چلنے سے جسم میں محسوس ہوتی ہے۔

''دو'' لڑکے نے کہا۔

''چلو دو ہی سہی،'' بوڑھے نے کہا۔ ''تم نے یہ چرائی تو نہیں تھیں؟''

''ضرورت پڑی تو چوری بھی کرلوں گا،'' لڑکے نے کہا۔ ''لیکن یہ میں نے خریدی تھیں۔''

''شکریہ،'' بوڑھے نے کہا۔ وہ اتنا سیدھا سادھا تھا کہ اس نے یہ کبھی سوچا ہی نہیں تھا کہ اس میں عاجزی کب آئی تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ یہ اس میں آچکی ہے اور وہ جانتا تھا کہ یہ کوئی شرمناک چیز نہیں اور اس کی وجہ سے سچے پندار کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی۔

''اگر یہ رو چلتی رہی، کل کا دن اچھا ثابت ہوگا،'' اس نے کہا۔

''آپ کہاں جائیں گے؟'' لڑکے نے پوچھا۔

''اتنی دور کہ جب ہوا کا رخ تبدیل ہوگا، واپس نہیں آسکوں گا۔ میں پو پھٹنے سے پہلے روانہ ہونا چاہتا ہوں۔''

''میں کوشش کروں گا کہ وہ کافی دور چلنے پر آمادہ ہوجائے،لڑکے نے کہا۔ ''پھر اگر آپ نے واقعی کوئی بڑی مچھلی پھانس لی، ہم آپ کی مدد کے لیے پہنچ سکیں گے۔''

''اسے دور جانا پسند نہیں ہے۔''

''نہیں،'' لڑکے نے کہا۔ ''لیکن میں ایسی ایسی چیزیں دیکھ لیتا ہوں جو اسے نظر نہیں آتیں۔ مثلاً کوئی پرندہ جو شکار کے لیے نکلا ہو، میں اسے ڈولفن کے پیچھے لگا دوں گا۔''

''اس کی آنکھیں اتنی خراب ہیں؟''

''وہ تقریباً اندھا ہے۔''

''یہ تو عجیب سی بات ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ''وہ تو کبھی کچھوے کے شکار پر نہیں گیا۔ آنکھوں کا ستیاناس تو اسی سے ہوتا ہے۔''

''لیکن آپ تو ماسکیٹو ساحل[8] پر مدتوں سبز کچھوے کا شکار کرتے رہے اور آپ کی آنکھیں بھلی چنگی ہیں۔''

''میں عجیب قسم کا بوڑھا ہوں۔''

''لیکن آپ میں اتنا بل بوتا ہے کہ اصلی بڑی مچھلی پکڑ سکیں؟''

''میرا تو یہی خیال ہے۔ پھر اس کام کے لیے متعدد داؤ پیچ ہیں۔''

''آئیں، یہ سامان گھر لے چلیں،'' لڑکے نے کہا۔ ''پھر میں چھوٹا جال اٹھاؤں گا اور سارڈین مچھلیاں لے آؤں گا۔''

انھوں نے کشتی سے سامان اتارا۔ بوڑھے نے مستول اپنے کندھے پر لاد لیا اور لڑکے نے چوبی صندوقچہ اٹھا لیا۔ اس میں اچھی طرح کسی ہوئی بھوری ڈوروں کے گولے، گیف اور ہارپون بمعہ دستہ پڑے تھے۔ چارے کا ڈبا اور ڈنڈا، جو بڑی مچھلیوں کو جب وہ پکڑی جاتیں اور کشتی پر کھینچ لی جاتیں قابو کرنے کے کام آتا تھا، دنبالے کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔ انھیں وہیں پڑا رہنے دیا گیا۔ کوئی بھی شخص بوڑھے کی اشیا نہیں چراتا تھا، تاہم بادبان اور ڈوروں کے گولے گھر لے جانا ہی بہتر تھا کیونکہ اوس ان کے حق میں زہر قاتل تھی اور اگرچہ بوڑھے کو یقین تھا کہ مقامی لوگ اس کی اشیا نہیں چرائیں گے، پھر بھی گیف اور ہارپون کو کشتی میں پڑے نہیں رہنے دینا چاہیے کیونکہ انھیں دیکھ کر کسی نہ کسی کا جی خواہ مخواہ للچانے لگے گا۔

وہ دونوں بوڑھے کے جھونپڑے کی طرف سڑک پر چلنے لگے۔ جھونپڑے کا دروازہ کھلا تھا اور وہ اندر داخل ہو گئے۔ بوڑھے نے مستول کو بادبان سمیت، جو اس کے اردگرد لپٹا ہوا تھا، دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور لڑکے نے صندوقچہ اور دوسرا سامان اس کے قریب رکھ دیا۔ مستول کی لمبائی تقریباً اتنی ہی تھی جتنی کہ اس کے جھونپڑے کے ایک کمرے کی۔ جھونپڑا رائل پام کے، جنھیں guano کہا جاتا ہے، سخت جان سپر نما پتوں سے بنا ہوا تھا۔ اس کے اندر ایک پلنگ، ایک میز اور ایک کرسی پڑی تھی۔ کچے فرش پر چولہا بنا ہوا تھا۔ اس میں لکڑی کے کوئلے جلائے جاتے تھے۔ رائل پام کے سخت جان، ریشے دار، چپٹے اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھے ہوئے پتوں کی بھوری دیواروں پر یسوع مسیح کے قلب مقدس کی رنگین تصویر لٹک رہی تھی۔ ایک اور تصویر کوبرے (Cobre) قصبے کے مریم عذرا کے مجسمے کی تھی۔ یہ اس کی بیوی کی نشانیاں تھی۔ کبھی دیوار پر اس کی بیوی کی ہلکے رنگوں میں تصویر بھی ہوا کرتی تھی لیکن اس نے اسے اتار دیا تھا کیونکہ اسے دیکھ کر اسے اپنے اکلاپے کا شدت سے احساس ہونے لگتا تھا اور یہ اب کونے کی پرچھتی پر اس کی اپنی صاف ستھری قمیص کے نیچے پڑی تھی۔

''آپ کے پاس کھانے کے لیے کیا ہے؟'' لڑکے نے پوچھا۔

''زرد چاولوں اور مچھلی کا پیالہ۔ کچھ کھاؤ گے؟''

''نہیں، میں گھر پر کھاؤں گا۔ آگ جلا دوں؟''

''نہیں، میں بعد میں جلا لوں گا یا پھر چاول ٹھنڈے ہی کھا لوں گا۔''

''میں چھوٹا جال لے جاؤں؟''

''بالکل۔''

وہاں کوئی جال نہیں تھا اور لڑکے کو یاد تھا کہ یہ انھوں نے کب بیچا تھا۔ لیکن وہ یہ قصہ ہر روز دہراتے رہتے تھے۔ وہاں چاولوں اور مچھلی کا کوئی پیالہ بھی نہیں تھا اور لڑکے کو اس کا بھی علم تھا۔

''پچاسی خوش قسمتی کا عدد ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ''اگر میں اتنی بڑی مچھلی پکڑ لاؤں جس کا وزن صفائی کے بعد ایک ہزار پاؤنڈ سے اوپر ہو، پھر تم کیا کہو گے؟''

''میں چھوٹا جال اٹھاتا ہوں اور سارڈین مچھلیاں لے آتا ہوں۔ دروازے میں دھوپ آ رہی ہے۔ آپ وہاں بیٹھنا پسند کریں گے؟''

''ہاں، میرے پاس کل کا اخبار ہے اور میں بیس بال کی خبریں پڑھوں گا۔''

لڑکے کو معلوم نہیں تھا کہ کل کا اخبار بھی کوئی خیالی چیز ہے یا اصلی۔ لیکن بوڑھے نے اسے اپنے بستر کے نیچے سے نکال لیا۔

''یہ مجھے کل پنساری کی دکان پر پیریکو نے دیا تھا،'' اس نے وضاحت کی۔

''جب مجھے سارڈین مچھلیاں مل گئیں، میں واپس آ جاؤں گا۔ میں آپ کی اور اپنی دونوں برف پر رکھ دوں گا اور کل صبح بانٹ لیں گے۔ جب میں واپس آؤں گا تو تم مجھے بیس بال کے بارے میں بتا سکتے ہو۔''

''یانکی[9] ہار نہیں سکتے۔''

''لیکن مجھے کلیولینڈ[10] کے انڈینز سے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔''

''بیٹے، یانکیوں پر اعتماد رکھو۔ سوچو، عظیم دی ماجیو[11] ان کی طرف سے کھیلتا ہے۔''

''مجھے ڈیٹرائٹ[12] کے ٹائیگروں اور کلیولینڈ کے انڈنیز دونوں کی طرف سے خطرہ محسوس ہوتا ہے۔''

''محتاط رہو، ورنہ تم سنسناٹی کے ریڈز اور شکاگو کے وائٹ سوکس[13] سے بھی خوف کھانے لگو گے۔''

''خیر، آپ اخبار پڑھیں اور جب میں واپس آؤں، مجھے بتادیں۔''

''ہم پچاسی سینٹ کا لاٹری کا میعادی ٹکٹ خرید لیں؟ کیا خیال ہے؟ کل پچاسی واں دن ہے۔''

''ہم خرید سکتے ہیں،'' لڑکے نے کہا۔ ''لیکن آپ کا اپنے ستاسی روز کے عظیم ریکارڈ کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

''ایسا واقعہ دوسری مرتبہ وقوع پذیر نہیں ہوسکتا۔ تمھیں پچاسی کا مل جائے گا؟ کیا خیال ہے؟''

''میں اس کا آرڈر دے سکتا ہوں۔''

''ایک کاپی۔ یہ اڑھائی ڈالر ہوے۔ ہمیں اتنی رقم کہاں سے ادھار مل سکتی ہے؟''

''بالکل آسان معاملہ ہے۔ میں جب جی چاہے، اڑھائی ڈالر قرض لے سکتا ہوں۔''

''میرا خیال ہے کہ مجھے بھی مل سکتا ہے لیکن میری کوشش ہوتی ہے کہ قرض نہ ہی اٹھاؤں۔ آدمی ایک روز قرضہ لیتا ہے اور اگلے دن بھیک مانگنے چل پڑتا ہے۔''

''بڑے میاں، اپنا جسم گرم رکھیں،'' لڑکے نے کہا۔ ''یادرکھیں یہ ستمبر کا مہینا ہے۔''

''یہی تو وہ مہینا ہے جب بڑی مچھلیاں آتی ہیں،'' بوڑھے نے کہا۔ ''مئی کا کیا ہے، اس مہینے تو ہر کوئی ماہی گیر بن سکتا ہے۔''

''اچھا، اب میں سارڈین مچھلیاں لانے جاتا ہوں۔''

جب لڑکا واپس آیا، بوڑھا کرسی پر سویا ہوا تھا اور سورج نیچے جھک چکا تھا۔ لڑکے نے پرانا فوجی کوٹ پلنگ سے اٹھایا اور اسے کرسی کی پشت اور بوڑھے کے کندھوں پر بچھا دیا۔ یہ عجیب وغریب کندھے تھے۔ اگرچہ یہ بے حد کہنہ تھے، تاہم ان میں ابھی تک دم خم موجود تھا اور گردن بھی ابھی

تک خاصی طاقت ور تھی۔ اور جب بوڑھا محو خواب تھا اور اس کا سر اگلی جانب ڈھلکا ہوا تھا، جھریاں کوئی زیادہ نمایاں نہیں ہورہی تھیں۔ اس کی قمیص پر اتنے پیوند لگ چکے تھے کہ وہ بالکل بادبان معلوم ہونے لگی تھی اور دھوپ میں پیوندوں کے رنگ کچھ اس انداز سے ہلکے ہو گئے تھے کہ یوں نظر آنے لگا تھا جیسے وہاں ایک ہی رنگ اپنی مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہو۔ چونکہ بوڑھے کا سر بے حد کہنہ تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں، اس کے چہرے پر زندگی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ اخبار اس کے گھٹنوں پر پڑا تھا۔ اگرچہ شام کی ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی، اخبار اڑا نہیں کیونکہ اس کے بازوؤں کے بوجھ نے اسے وہاں تھام رکھا تھا۔ اس کے پاؤں ننگے تھے۔

لڑکے نے اسے وہیں چھوڑا اور واپس چلا گیا۔ جب وہ دوبارہ آیا، بوڑھا ابھی تک سو رہا تھا۔

''بڑے میاں، اب جاگ جائیں،'' لڑکے نے کہا اور اس نے اپنا ہاتھ بوڑھے کے گھٹنے پر رکھ دیا۔

بوڑھے نے آنکھیں کھول دیں۔ ایک لمحے کے لیے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بہت دور سے آیا ہو۔ پھر وہ مسکرا پڑا۔

''کیا لائے ہو؟'' اس نے پوچھا۔

''شام کا کھانا،'' لڑکے نے جواب دیا۔ ''ہم شام کا کھانا کھائیں گے۔''

''مجھے کوئی خاص بھوک نہیں ہے۔''

''چھوڑیں، آئیں اور کھانا شروع کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر آپ مچھلیاں نہ پکڑ سکیں، پھر کھانے سے بھی پرہیز کرنے لگیں۔''

''میں کھا چکا ہوں،'' بوڑھے نے اٹھتے، اخبار پکڑتے اور اسے دہرا کرتے ہوئے کہا۔ پھر وہ کمبل لپیٹنے لگا۔

''کمبل اوڑھے رکھیں،'' لڑکے نے کہا۔ ''جب تک میں زندہ ہوں، آپ کھائے پیے بغیر مچھلیاں پکڑنے نہیں جایا کریں گے۔''

''پھر خداوند تمھاری عمر دراز کرے۔ اپنا خیال رکھا کرو،'' بوڑھے نے کہا۔ ''کھانے میں کیا ہے؟''

''سیاہ لوبیا اور چاول، تلے ہوئے کیلے اور کچھ بھنا ہوا گوشت۔''

لڑکا یہ سب کچھ دو خانوں والے دھات کے ڈبے میں ٹیرس سے لایا تھا۔ چاقوؤں، چھریوں اور چمچوں کے دو سیٹ اس کی جیب میں تھے۔ ہر سیٹ کاغذی رومال میں لپٹا ہوا تھا۔

''تمھیں یہ کس نے دیا؟''

''مارتن نے، مالک نے۔''

''مجھے اس کا شکریہ ادا کرنا ہوگا۔''

''کوئی ضرورت نہیں۔ میں اس کا پہلے ہی شکریہ ادا کر چکا ہوں،'' لڑکے نے کہا۔

''میں اسے کسی بڑی مچھلی کے پیٹ کا گوشت دوں گا،'' بوڑھے نے کہا۔ ''اس نے ایک سے زیادہ مرتبہ ہم پر مہربانی کی ہے۔''

''میرا بھی یہی خیال ہے۔''

''مجھے اسے گوشت کے علاوہ اور بھی کچھ دینا ہوگا۔ وہ ہمارا بڑا خیال رکھتا ہے۔''

''اس نے بیئر کی دو بوتلیں بھیجی ہیں۔''

''مجھے ڈبے کی بیئر سب سے زیادہ پسند ہے۔''

''مجھے معلوم ہے لیکن یہ بوتلیں ہیں۔ ہاتوئے کمپنی کی بیئر۔ مجھے بوتلیں واپس کرنا ہیں۔''

''تمھاری بڑی مہربانی ہوگی،'' بوڑھے نے کہا۔ ''کھانا شروع کریں؟''

''میں بڑی دیر سے آپ سے یہی گزارش کر رہا ہوں،'' لڑکے نے بڑے ملائم لہجے سے اسے بتایا۔ ''جب تک آپ تیار نہ ہو جاتے، میں ڈبا نہیں کھول سکتا تھا۔''

''میں اب تیار ہوں۔ مجھے بس ہاتھ منہ دھونے کے لیے کچھ وقت درکار تھا۔''

''آپ نے ہاتھ منہ کہاں دھویا؟'' لڑکے نے سوچا۔ گاؤں کا پانی کا نل دو گلیاں ادھر سڑک پر تھا۔ ''مجھے ان کے لیے پانی یہیں لانا ہوگا،'' لڑکے نے سوچا۔ ''صابن اور اچھا سا تولیہ بھی۔ میں اتنا لاپروا کیوں ہو گیا ہوں؟ مجھے ان کے سردیوں میں استعمال کی ایک اور قمیص، کوٹ، کسی نہ کسی قسم کے جوتے اور ایک آدھ کمبل لازماً لانا ہوں گے۔''

''تمھارا بھاپ میں بھنا ہوا گوشت بہت عمدہ ہے،'' بوڑھے نے کہا۔

''مجھے بیس بال کے بارے میں بتائیں،'' لڑکے نے اس سے درخواست کی۔

''جیسا کہ میں تمھیں بتا چکا ہوں، امیریکن لیگ میں یانکیوں کا طوطی بولتا ہے،'' بوڑھے نے چہکتے ہوئے کہا۔

''آج وہ ہار گئے ہیں،'' لڑکے نے اسے بتایا۔

''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عظیم دی ماجیو دوبارہ فارم میں آ گیا ہے۔''

''انھوں نے ٹیم میں دوسرے لوگ شامل کر لیے ہیں۔''

''لازمی بات ہے لیکن اصل فرق اسی سے پڑتا ہے۔ جہاں تک دوسری لیگ کا تعلق ہے، میں بروک لین[14] اور فلاڈلفیا[15] میں سے بروک لین کو ترجیح دوں گا۔ لیکن پھر مجھے ڈک سسلر[16] اور اولڈ پارک میں اس کی عظیم ڈرائیوز[17] (drives) یاد آ جاتی ہیں۔''

''جس طرح وہ بال ڈرائیو کرتا ہے، اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کی ہٹ جتنی دور جاتی ہے، میں نے کسی دوسرے کھلاڑی کی اتنی دور جاتے نہیں دیکھی۔''

''تمھیں یاد ہے کہ جب وہ ٹیرس پر آیا کرتا تھا، میرا جی چاہا کرتا تھا کہ مچھلی کے شکار میں اسے ساتھ لے چلوں۔ لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اس سے اس معاملے کے بارے میں بات کر سکتا۔ پھر میں نے تم سے کہا کہ تم اس سے بات کرو اور تمھیں بھی جرأت نہ ہوئی۔''

''مجھے یاد ہے۔ میری یہ بڑی بھاری غلطی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری بات مان جاتا اور ہمارے ساتھ چل پڑتا۔ پھر ہم ساری زندگی اس واقعے کا ذکر کرتے رہتے۔''

''میں عظیم دی ماجیو کو شکار میں اپنے ساتھ لے جانا چاہوں گا،'' بوڑھے نے کہا۔ ''سنا ہے کہ اس کا باپ مچھیرا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ ہماری ہی طرح غریب رہا ہو اور یوں ہماری بات سمجھ لے گا۔''

''عظیم سسلر کے باپ نے کبھی غربت نہیں دیکھی تھی۔ جب اس کا باپ میری عمر کا تھا، وہ بڑی لیگوں میں کھیلا کرتا تھا۔''

''جب میں تمھاری عمر کا تھا، میں افقی بادبانوں والے جہاز کے، جو افریقہ کا چکر لگایا کرتا تھا،

مستول کے سامنے کھڑا ہوا کرتا تھا اور شام کو ساحل پر ببر شیروں کو دیکھ چکا تھا۔''

''مجھے معلوم ہے۔ آپ نے مجھے بتایا تھا۔''

''ہمیں افریقہ کی باتیں کرنا چاہئیں یا بیس بال کی؟''

''میرا خیال ہے کہ بیس بال کی،'' لڑکے نے کہا۔ ''مجھے عظیم جون جے میگ گرا[18] کے متعلق کچھ بتائیں،'' اس نے جے کی جگہ جوتا (Jota) کہا۔

''پرانے دنوں میں وہ بھی بعض اوقات ٹیرس پر آیا کرتا تھا لیکن جب وہ پی رہا ہوتا، اس کا رویہ کھردرا ہو جاتا، زبان میں کرختگی آ جاتی اور اس سے نپٹنا مشکل ہو جاتا۔ اس کے دماغ میں گھوڑے اور بیس بال گھسے رہتے۔ وہ کم از کم گھوڑوں کی فہرستیں ہر وقت اپنی جیب میں لیے پھرتا اور اکثر ٹیلی فون پر گھوڑوں کے نام لیتا رہتا۔''

''وہ عظیم منیجر تھا،'' لڑکے نے کہا۔ ''ابا کہتے ہیں کہ وہ عظیم ترین تھا۔''

''کیونکہ وہ سب سے زیادہ یہاں آیا کرتا تھا،'' بوڑھے نے کہا۔ ''اگر دوروچر[19] ہر سال یہاں آتا رہتا، تمھارا باپ اسے عظیم ترین منیجر گردانتا۔''

''فی الواقع عظیم ترین منیجر کون ہے: لوق (Luque) یا مائیک گونزالز (Gonzalez)؟''

''میرے خیال میں وہ دونوں برابر ہیں۔''

''اور بہترین ماہی گیر آپ ہیں؟''

''نہیں، میں چند ایک کو جانتا ہوں جو مجھ سے بہتر تھے۔''

"Que va"[20]۔ لڑکے نے کہا: ''اچھے ماہی گیر تو بہت ہیں اور چند ایک عظیم ہیں لیکن آپ آپ ہی ہیں۔''

''شکریہ، تم میرا جی خوش کر دیتے ہو۔ مجھے امید ہے کہ کبھی کوئی اتنی بڑی مچھلی نہیں آئے گی جو ہمیں غلط ثابت کر دے۔''

''اگر آپ اتنے ہی تگڑے ہیں جتنا کہ آپ کہتے ہیں کہ آپ ہیں، پھر ایسی مچھلی کہیں نہیں ہوگی۔''

''ممکن ہے کہ میں اتنا تگڑا نہ ہوں جتنا کہ میں اپنے آپ کو سمجھتا ہوں،'' بوڑھے نے کہا۔

''لیکن مجھے کئی داؤ پیچ آتے ہیں اور پھر میں دھن کا پکا ہوں۔''

''آپ کو اب سو جانا چاہیے تا کہ جب آپ صبح جاگیں، اپنے آپ کو تازہ دم محسوس کریں۔ میں برتن ورتن واپس ٹیرس پہنچا دوں گا۔''

''پھر شب بخیر، میں تمھیں صبح جگا دوں گا۔''

''آپ میرے الارم کلاک ہیں،'' لڑکے نے کہا۔

''میرا بڑھاپا میرا الارم کلاک ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ''بوڑھوں کی آنکھ اتنی جلدی کیوں کھل جاتی ہے؟ کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کا دن دوسروں سے لمبا ہو؟''

''مجھے نہیں معلوم،'' لڑکے نے کہا۔ ''میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ لڑکے بالے دیر تک سوئے رہتے ہیں اور گھوڑے بیچ کر سوتے ہیں۔''

''میں ایسی باتیں یاد کر سکتا ہوں،'' بوڑھے نے کہا۔ ''میں تمھیں وقت پر جگا دوں گا۔''

''میں نہیں چاہتا کہ کوئی مجھے جگائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ میں اس سے کم تر ہوں۔''

''مجھے معلوم ہے۔''

''بڑے میاں، خوب گہری نیند سوئیں۔''

لڑکا باہر نکل گیا۔ جب وہ کھانا کھا رہے تھے، میز پر کوئی روشنی نہیں تھی۔ بوڑھے نے اندھیرے میں ہی اپنی پتلون اتاری اور پلنگ کی طرف چل پڑا۔ وہاں اس نے پتلون کچھ اس انداز سے لپیٹی اور اس کے بیچ میں اس طرح اخبارات رکھے کہ وہ ایک قسم کا تکیہ بن گئی۔ اس نے اپنے جسم کے اردگرد کمبل لپیٹ لیا اور دوسرے اخبارات پر، جن سے پلنگ کے سپرنگ ڈھنپے ہوے تھے، لیٹ گیا اور سو گیا۔

اسے جھٹ پٹ نیند آ گئی تھی اور وہ اس زمانے کے افریقہ، جب وہ ابھی لڑکپن کی حدود طے کر رہا تھا، اس کے طویل سنہرے ریتلے تفریحی ساحلوں، سفید ریتلے تفریحی ساحلوں، اتنے سفید کہ آنکھوں میں چبھن محسوس ہونے لگتی تھی، بلند و بالا راسوں (Capes) اور عظیم خاکی پہاڑیوں کے خواب دیکھنے لگا۔ اب وہ اپنی ہر رات اسی ساحل پر گزارتا اور اپنے خوابوں میں متلاطم موجوں کے ساحل کے ساتھ

ٹکرانے کا شور سنتا اور مقامی کشتیوں کو ان میں سے گزرتے دیکھتا۔ جب وہ سو رہا ہوتا، عرشہ جہاز کے تارکول اور درزوں میں بھری ہوئی رسیوں کے سن کی بو اس کے نتھنوں میں گھسنے لگتی اور وہ افریقہ کی خوشبوئیں، جو صبح کے وقت زمینی بادنسیم اپنے ساتھ لاتی، سونگھنے لگتا۔

عام طور پر جب اسے زمینی بادنسیم کی مہک محسوس ہوتی، اس کی آنکھ کھل جاتی۔ وہ اپنا لباس پہنتا اور لڑکے کو جگانے چل پڑتا۔ لیکن آج کی رات زمینی بادنسیم کی مہک کچھ زیادہ ہی سویرے آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ ابھی دن کے طلوع ہونے میں بہت دیر ہے اور وہ خواب دیکھنے میں محو رہا۔ اسے جزیروں کی، جو سمندر سے برآمد ہو رہے تھے، سفید چوٹیاں نظر آنے لگیں اور پھر وہ کناری جزائر کی مختلف بندرگاہوں اور کھاڑیوں کو اپنے خواب میں دیکھتا رہا۔

اب اسے نہ طوفان، نہ عورتوں، نہ عظیم واقعات، نہ جسیم مچھلیوں، نہ لڑائی جھگڑوں، نہ طاقت کے مقابلوں اور نہ اپنی بیوی کے متعلق خواب آتے۔ اب اسے اپنے خوابوں میں صرف مقامات اور ریتلے ساحلوں پر ببر شیر ہی نظر آتے۔ یہ ببر شیر جھٹ پٹے میں بلیوں کی طرح کھیلتے اور وہ ان سے اسی طرح پیار کرتا تھا جس طرح کہ وہ لڑکے سے کرتا تھا۔ اسے لڑکا کبھی خواب میں دکھائی نہ دیا کرتا، اس موقع پر اس کی محض آنکھ کھل جاتی۔ آج بھی اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دروازے میں سے چاند پر نگاہ ڈالی، اپنی پتلون کی شکنیں سیدھی کیں اور پہن لی۔ اس نے جھونپڑے کے باہر پیشاب کیا اور لڑکے کو جگانے سڑک پر چلنے لگا۔ صبح کی سردی میں اس کا جسم کانپ رہا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ کانپتے کانپتے اس کا جسم گرم ہو جائے گا اور وہ بہت جلد اپنی کشتی کھے رہا ہوگا۔

جس گھر میں لڑکا رہتا تھا اس کا دروازہ مقفل نہیں تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور چپکے چپکے ننگے پاؤں چلتا اندر داخل ہو گیا۔ لڑکا پہلے کمرے میں چارپائی پر مدہوش پڑا تھا اور بوڑھے کو ڈھلتے چاند کی روشنی میں اس کی شکل صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے نرمی سے اس کا ایک پاؤں پکڑا اور اسے پکڑے کھڑا رہا تا آنکہ لڑکا جاگ گیا۔ اس نے کروٹ بدلی اور اسے دیکھنے لگا۔ بوڑھے نے گردن کو خم دیا۔ لڑکے نے چارپائی کے قریب کرسی سے اپنی پتلون اٹھائی اور بستر پر بیٹھے بیٹھے پہن لی۔

بوڑھا دروازے سے باہر نکل گیا اور لڑکا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اس کی آنکھیں نیند سے

بوجھل تھیں۔ بوڑھے نے اپنا بازو اس کے کندھے پر رکھا اور بولا: ''مجھے افسوس ہے۔''

"Que va"[21]۔ لڑکے نے کہا۔ ''آدمی کو یہی کرنا چاہیے۔''

وہ بوڑھے کے جھونپڑے کی طرف چل پڑے۔ سڑک پر آدمیوں کی آمد ورفت شروع ہو چکی تھی۔ وہ اپنے کندھوں پر کشتیوں کے مستول اٹھائے اندھیرے میں ننگے پاؤں جا رہے تھے۔

جب وہ بوڑھے کے جھونپڑے میں داخل ہوئے، لڑکے نے ٹوکری، جس میں ڈوروں کے گولے، ہارپون اور گیف رکھے ہوئے تھے، اٹھا لی اور اپنے کندھے پر رکھ لی۔ بوڑھے نے مستول، جس کے اردگرد بادبان لپٹا ہوا تھا، اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔

''کافی پئیں گے؟'' لڑکے نے پوچھا۔

''ہم سامان کشتی میں رکھ لیں، پھر پئیں گے۔''

انھوں نے ایک سٹال پر، جو مچھیروں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے صبح سویرے کھلتا تھا، منجمد دودھ کے ڈبوں میں کافی پی۔

''بڑے میاں، نیند کیسی رہی؟'' لڑکے نے پوچھا۔ اگرچہ اس کے اپنے لیے نیند سے پیچھا چھڑانا دشوار تھا، وہ اب کچھ کچھ جاگتا جا رہا تھا۔

''بہت اچھی، مینولن،'' بوڑھے نے جواب دیا۔ ''آج میں بہت پراعتماد محسوس کر رہا ہوں۔''

''مجھے بھی یہی محسوس ہو رہا ہے،'' لڑکے نے کہا۔ ''اب مجھے آپ کی اور اپنی سارڈین مچھلیاں اور آپ کے لیے تازہ چارا لانا ہوگا۔'' ''بڑے میاں، اپنا سامان خود ہی لاتا ہے۔ وہ کبھی نہیں چاہتا کہ دوسرا کوئی چیز لائے۔'' اس نے اپنے دل میں کہا۔

''ہم مختلف ہیں،'' بوڑھے نے کہا۔ ''میں نے تمھیں اس زمانے میں ہی، جب تم ابھی پانچ سال کے بچے تھے، چیزیں اٹھانے اور ڈھونے کی اجازت دے دی تھی۔''

''مجھے معلوم ہے،'' لڑکے نے کہا۔ ''میں ابھی واپس آیا۔ آپ ایک ڈبا کافی اور پئیں۔ ہمارا یہاں ادھار چلتا ہے۔''

وہ ننگے پاؤں، آئس ہاؤس کی طرف، جہاں چارا جمع کرایا جاتا تھا، مونگے کی چٹانوں پر چل دیا۔

بوڑھا کافی کی چسکیاں لیتا رہا۔ سارے دن میں اسے بس یہی پینا تھی اور وہ جانتا تھا کہ اسے یہ پی ہی لینا چاہیے۔ مدتوں سے اسے کھانا کھانے کا عمل اکتا دینے والا معلوم ہونے لگا تھا اور وہ کبھی اپنا لنچ اپنے ساتھ لے کر نہیں گیا تھا۔ کشتی میں پانی کی بوتل موجود تھی۔ ایک دن کی ضروریات پورا کرنے کے لیے اس کے لیے یہی کافی تھی اور اسے کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں تھی۔

لڑکا واپس آ گیا۔ وہ سارڈین مچھلیاں اور دو چارے کی مچھلیاں لے آیا تھا۔ یہ سب اشیا اخبار کے کاغذ میں لپٹی ہوئی تھیں۔ وہ پگڈنڈی پر کشتی کی جانب چل پڑے۔ ان کے قدموں تلے کنکری دار ریت رڑک رہی تھی۔ انھوں نے کشتی اوپر اٹھائی اور اسے پانی میں دھکیل دیا۔

''بڑے میاں، خداوند آپ کا بھلا کرے۔''

''خداوند بھلا کرے،'' بوڑھے نے کہا۔ اس نے چپوؤں کی رسیاں کشتی پر کیلوں کے ساتھ باندھ دیں اور چپوؤں کو پانی میں ڈال دیا۔ وہ ان پر زور لگاتے نیچے جھکا اور کشتی بندرگاہ سے باہر دھکیلنے لگا۔ دوسرے ریتلے ساحلوں سے بھی کشتیاں چل پڑی تھیں اور سمندر کی طرف رواں دواں تھیں۔ اسے ان کے چپوؤں کے پانی میں ڈبکیاں کھانے اور دھکیلے جانے کی آوازیں تو ضرور سنائی دے رہی تھیں لیکن وہ اسے نظر نہیں آ رہی تھیں کیونکہ اب چاند پہاڑیوں کے نیچے جا چکا تھا۔

بعض اوقات کسی کشتی سے کسی شخص کے بولنے کی آواز سنائی دے جاتی لیکن بیشتر کشتیوں پر خاموشی چھائی ہوئی تھی، صرف ان کے چپو پانی میں شڑاپ شڑاپ کر رہے تھے۔ بندرگاہ سے باہر نکلنے کے بعد وہ ادھر ادھر بکھر گئیں۔ ہر ماہی گیر کا رخ سمندر کے اس حصے کی جانب تھا جدھر اسے مچھلی ملنے کی امید تھی۔ بوڑھے کو معلوم تھا کہ وہ کہیں زیادہ دور جا رہا ہے۔ دھرتی کی بو بہت پیچھے رہ گئی تھی اور وہ سمندر کی صبح سویرے کی نتھری نتھری اور پاکیزہ فضا میں کشتی کھے رہا تھا۔ جب وہ سمندر کے اس حصے پر پہنچا جسے مچھیروں نے چاہِ عظیم کا نام دے رکھا تھا کیونکہ یہاں اچانک سات سو فیدم (چار ہزار دو سو فٹ) کی گہرائی آ جاتی تھی، اسے پانی میں گلف کی گھاسوں اور ادنیٰ پودوں کی چمک دمک دکھائی دی۔ یہاں آبی رو سمندری فرش کی دیواروں سے ٹکرا کر جس قسم کے گرداب بنا دیتی تھی، اس کے سبب یہاں ہر قسم کی مچھلی اکٹھا ہو جاتی تھی۔ یہاں شرمپ مچھلیوں اور ان مچھلیوں کے، جو بطور چارا استعمال ہوتی ہیں، بے شمار ہجوم

پائے جاتے تھے۔ بعض اوقات انتہائی گہرے کھڈوں میں سکڈ[22] مچھلیوں کے غول بھی مل جاتے تھے۔ یہ رات کے وقت اوپر اٹھتیں اور سطح آب کے بالکل قریب پہنچ جاتیں۔ ادھر ادھر بے مقصد گھومنے والی مچھلیوں کی عید ہو جاتی اور وہ انھیں جی بھر کر اپنے پیٹ کی خوراک بناتیں۔

بوڑھے کو تاریکی میں پو پھٹتی محسوس ہوئی اور کشتی چلاتے چلاتے اسے لرزتی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں ماہی پرندوں[23] کی تھیں۔ وہ پانی سے باہر نکل رہے تھے۔ جب وہ اندھیرے میں فضا میں بلند ہوئے، ان کے اچھی طرح جمے ہوئے پروں سے سیسیانے کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ اسے ماہی پرندوں سے بہت لگاؤ تھا کیونکہ سمندر میں وہ اس کے سب سے بڑے رفیق تھے۔ اسے آبی پرندوں، خاص طور پر کوتاہ قامت اور نرم و نازک سمندری مرغابیوں پر بہت ترس آتا تھا کیونکہ وہ ہمہ وقت محو پرواز رہتی، شکار کی جستجو کرتی پھرتی اور تقریباً کبھی کچھ حاصل نہیں کر پاتی تھیں اور وہ سوچنے لگا۔ ''لمبے تڑنگے، بھاری بھرکم اور ہٹے کٹے قزاق پرندوں کے علاوہ باقیوں کی زندگی ہم سے بھی زیادہ مشکل اور تلخ ہے۔ جب سمندر اتنا بے رحم اور کٹھور ہو سکتا ہے، پھر ان بحری ابابیلوں جیسے نرم و نازک اور خوبصورت پرندے کیوں تخلیق کیے گئے ہیں۔ سمندر شفیق اور بے حد خوبصورت ہے۔ لیکن یہ اتنا سنگ دل ہے اور اتنی تیزی سے بپھرتا ہے کہ اس قسم کے پرندے جو پرواز کرتے، پانی میں ڈبکیاں اور شکار ڈھونڈتے رہتے ہیں، اس کے سامنے بے بس ہو جاتے ہیں۔''

وہ جب بھی سمندر کے بارے میں سوچتا، اسے ہمیشہ la mar[24] کہتا۔ وہ لوگ جو سمندر سے پیار کرتے ہیں، ہسپانوی زبان میں اسے la mar کہتے ہیں۔ بعض اوقات وہی لوگ، جو اس سے پیار کرتے ہیں، اس کے متعلق بری بری باتیں کہنے لگتے ہیں لیکن اس قسم کی باتیں ہمیشہ اس انداز سے کی جاتی ہیں جیسے سمندر سمندر نہ ہو بلکہ کوئی عورت ہو۔ بعض اوقات نسبتاً نوجوان مچھیرے، جو اپنی ڈوروں کے لیے پیراک پیپے استعمال کرتے اور جن کے پاس انجنوں والی کشتیاں ہوتیں جو انھوں نے اس وقت خریدی ہوتیں جب شارک مچھلیوں کے جگر فروخت کرنے سے ان کے ہاتھ خاصی موٹی رقوم آجاتی تھیں، اسے el mar کہتے ہیں جو کہ مذکر ہے۔ وہ اس کا یوں ذکر کرتے جیسے وہ ان کا حریف ہو، کوئی مقام ہو یا بلکہ ان کا دشمن بھی ہو۔ لیکن بوڑھا اسے ہمیشہ مونث تصور کرتا اور کوئی ایسی ہستی

گردانتا جو عنایات کی بارش بھی کرسکتی ہے اور اپنی عنایات سے محروم بھی رکھ سکتی ہے اور اگر یہ کبھی کوئی وحشیانہ یا ظالمانہ حرکت کرتی ہے، تو اس لیے کرتی ہے کیونکہ اسے اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں رہتا اور وہ ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ ''چاند اس پر ایسے ہی اثر انداز ہوتا ہے جیسے کسی عورت پر،'' اس نے سوچا۔

وہ استقلال سے کشتی کھیتا رہا۔ اس کام کے لیے اسے کوئی خاص زور نہیں لگانا پڑ رہا تھا کیونکہ اس نے رفتار اپنی ہمت سے بڑھنے نہیں دی تھی اور سمندر کی سطح پرسکون تھی، صرف کبھی کبھار کوئی ریلا آتا اور چھوٹا موٹا تلاطم پیدا ہو جاتا۔ اس نے ایک تہائی کام سمندری رو کے سپرد کر دیا تھا اور جب اسے اندازہ ہوا کہ پو پھٹ گئی ہے، اس نے دیکھا کہ اسے اس وقت جہاں پہنچنے کی امید تھی، وہ پہلے ہی وہاں سے آگے نکل چکا ہے۔

''میں ہفتہ بھر عمیق کنوؤں میں کوشش کرتا رہا لیکن کچھ بھی حاصل نہ کر سکا،'' اس نے سوچا۔ ''آج میں وہاں جاؤں گا جہاں بونیٹا[25] یا البکر[26] مچھلیوں کے غول پائے جاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کوئی بڑی مچھلی ہاتھ آجائے۔''

صحیح معنوں میں اجالا پھیلنے سے پہلے وہ اپنی چارے کی مچھلیاں نکال چکا تھا اور از خود سمندری رو کے ساتھ ساتھ بہتا جا رہا تھا۔ ایک چارا چالیس فیدم (دو سو چالیس فٹ)، دوسرا پچھتر فیدم (ساڑھے چار فٹ) تیسرا سو فیدم (چھ سو فٹ)، اور چوتھا سوا سو فیدم پانی کے نیچے جا چکا تھا۔ چارے کی ہر مچھلی سر کے بل نیچے لٹکی ہوئی تھی اور کانٹے کی ڈنڈی اس کے جسم کے اندر پیوست تھی۔ تمام مچھلیوں کو اچھی طرح کس اور سی دیا گیا تھا۔ کانٹے کا جو حصہ — اس کا خم اور نوک — باہر نکلا ہوا تھا، اسے تازہ سارڈین مچھلیوں سے اچھی طرف ڈھانپ دیا گیا تھا۔ ہر سارڈین کی دونوں آنکھوں میں آنکڑے اس طرح گھسیڑ دیے گئے تھے کہ انھوں نے باہر نکلے ہوئے فولاد پر نیم گجرے کی شکل اختیار کر لی تھی۔ کانٹے کا کوئی حصہ ایسا نہ تھا کہ کوئی مچھلی اس پر منہ مارے اور اسے یہ خوشبودار اور خوش ذائقہ نہ لگے۔

لڑکے نے اسے دو چھوٹی تازہ ٹونا (Tuna) یا البکر[27] مچھلیاں دی تھیں۔ یہ دو ڈوروں پر، جو پوری گہرائی میں جا چکی تھیں، ساقول کی طرح لٹکی ہوئی تھیں۔ باقی دونوں ڈوروں میں سے ایک پر اس نے نیلے رنگ کی خاصی بڑی رنز مچھلی اور دوسری پر زرد رنگ کی جیک مچھلی لٹکا دی تھی۔ انھیں پہلے بھی

استعمال کیا جا چکا تھا لیکن ان کی حالت ابھی تک ٹھیک ٹھاک تھی۔ ان کے ارد گرد بھی سارڈین مچھلیاں تھیں۔ انھوں نے کانٹے کو خوشبودار اور دلکش بنا دیا تھا۔ ہر ڈور، جس کی موٹائی کسی ضخیم پنسل کے برابر تھی، سبز رسیلی چھڑی کے گرد اس طرح لپیٹ دی گئی تھی کہ اگر چارے کو چھونے یا کھینچنے کی ذرا سی بھی کوشش ہوئی، تو چھڑی پانی میں ڈبکیاں کھانے لگے گی۔ ہر ڈور چالیس چالیس فیدم کے دو دو گولوں پر مشتمل تھی جنھیں بوقت ضرورت بہ عجلت فالتو گولوں کے ساتھ باندھا جا سکتا تھا تا کہ مچھلی کو تین سو فیدم ڈور کی ڈھیل مل سکے۔

اب بوڑھے کو کشتی کے پہلو سے تین چھڑیاں پانی میں ڈبکیاں کھاتے نظر آئیں۔ وہ اپنی کشتی آہستہ آہستہ چلاتا رہا تا کہ رسیاں سیدھی رہیں، اوپر نہ اٹھنے پائیں اور مناسب گہرائی میں ڈوبی رہیں۔ ادھر مطلع خاصا روشن ہو چکا تھا اور کوئی دم میں سورج نکلا چاہتا تھا۔

سمندر سے سورج کی باریک لکیر برآمد ہوئی اور بوڑھے کو دوسری کشتیاں نظر آنے لگیں۔ وہ موج آب پر ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں، خاصی نیچے تھیں اور ساحل سے کوئی بہت زیادہ دور نہیں تھیں۔ سورج روشن سے روشن تر ہونے لگا اور اس کی چکا چوندھ روشنی پانی پر منعکس ہونے لگی۔ جب یہ روشنی بالکل نمایاں ہوگئی، یہ سمندر کی سپاٹ سطح سے اوپر اٹھنے اور اس کی آنکھوں پر پڑنے اور ان میں چبھنے لگی۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر اپنی کشتی کھیتا رہا۔ اس نے نیچے پانی پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ ڈوریں تاریک پانی میں سیدھی نیچے اتری ہوئی ہیں۔ کسی بھی دوسرے شخص کی نسبت وہ انھیں زیادہ سیدھی رکھتا تھا۔ چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق آبی رو کی تاریکی کی ہر سطح پر عین اس مقام پر، جہاں کوئی بھی چیز تیرتی تیرتی آ جاتی، چارا موجود ہوتا۔ اس کے برعکس دوسرے (مچھیرے) اپنی (ڈوریں) رو کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جب وہ سمجھتے کہ ڈور سو فیدم نیچے چلی گئی ہے، وہ محض ساٹھ فیدم گہرائی میں ہوتی۔

''لیکن'' اس نے سوچا، ''میں انھیں بال برابر ادھر ادھر نہیں ہونے دیتا، انھیں عین اس مقام پر رکھتا ہوں جہاں انھیں ہونا چاہیے۔ صرف میرا مقدر میرا ساتھ چھوڑ گیا ہے۔ لیکن کون جانتا ہے؟ شاید آج میری قسمت یاوری کر جائے۔ ہر دن نیا دن ہوتا ہے۔ قسمت اگر ساتھ دے تو اچھی بات ہے لیکن میں سراسر اس پر انحصار نہیں کر سکتا، میں ڈوریں صحیح صحیح مقامات پر ڈالوں گا۔ پھر اگر قسمت کی

دیوی مہربان ہو جائے، آپ تیار ہوں گے۔"

سورج دو گھنٹے بلند ہو چکا تھا اور اب مشرق کی طرف دیکھنے سے اس کی آنکھوں میں زیادہ چبھن نہیں ہوتی تھی۔ اب صرف تین کشتیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ بہت نیچے تھیں اور دور کہیں ساحل سے قریب تھیں۔

"ساری عمر صبح کا سورج میری آنکھوں میں چبھتا رہا ہے،" اس نے سوچا۔ "مگر وہ پھر بھی ٹھیک ہیں۔ بوقت شام میں اس کی سیدھ میں دیکھ سکتا ہوں اور ان کے آگے اندھیرا نہیں چھاتا۔ شام کو اس میں قوت بھی زیادہ ہوتی ہے لیکن صبح کے وقت یہ بہت تکلیف پہنچاتا ہے۔"

عین اس وقت اسے ایک شکاری پرندہ نظر آیا۔ اس کے لمبے لمبے سیاہ پر تھے اور وہ اس کے سامنے فضا میں چکر کاٹ رہا تھا۔ وہ سرعت رفتاری سے نیچے آیا۔ اپنے پچھلی جانب جھکے ہوئے پروں کو ترچھا کیا اور دوبارہ چکر کاٹنے لگا۔

"اس کے پاس کچھ ہے،" بوڑھے نے باآواز بلند کہا۔ "وہ محض ٹوہ نہیں لگا رہا۔"

جس طرف پرندہ چکر کاٹ رہا تھا، وہ آہستہ آہستہ اور ثابت قدمی سے ادھر کشتی کھینے لگا۔ اس نے جلد بازی سے کام نہ لیا اور اپنی ڈوریں اوپر اور نیچے سیدھی رکھیں۔ لیکن وہ بحری رو کے کچھ اندر چلا گیا اور اگرچہ وہ اب بھی صحیح انداز سے مچھلی پھانسنے کی کوشش کر رہا تھا، اس کی رفتار معمول سے قدرے تیز تھی۔ اگر وہ پرندے کو اپنا مقصد حل کرنے کے لیے استعمال نہ کر رہا ہوتا، اس کی رفتار میں یہ تیزی نہ آتی۔

پرندہ دوبارہ اوپر اٹھنے اور فضا میں بلند سے بلند تر ہونے لگا۔ اپنی بلندی پر پہنچ کر وہ پھر چکر کاٹنے لگا۔ اس کے پر ساکن تھے۔ پھر اس نے اچانک ڈبکی لگا دی اور بوڑھے نے ماہی پرندوں کو پانی کے اوپر یوں چھلانگیں لگاتے اور سطح آب پر تیرتے دیکھا جیسے وہ اپنے تحفظ کی ناکام کوشش کر رہے ہوں۔

"ڈولفن،"[27-الف] بوڑھے نے باآواز بلند کہا۔ "بڑی ڈولفن مچھلیاں۔"

بوڑھے نے چپو کشتی پر رکھ دیے اور اگواڑے سے چھوٹی ڈور نکال لی۔ اس کے اوپر کے حصے پر آہنی تار بندھا ہوا تھا اور اس تار پر درمیانے درجے کا کانٹا لگا ہوا تھا۔ اس نے اس پر سارڈین مچھلی بطور چارا پھنسا دی۔ اس نے اسے سمندر میں اتارا اور اس کا دوسرا سرا کشتی کے دنبالے میں کنڈے دار چٹخنی سے باندھ دیا۔ تب اس نے ایک اور ڈور پر چارا لگایا اور اسے گولے کی صورت میں ہی اگواڑے

کے سائے میں رکھ دیا۔ وہ دوبارہ کشتی کھینے لگا لیکن اس کی نگاہیں سیاہ پرندے پر مرکوز رہیں جو اب سطح آب کے خاصا قریب آ چکا تھا اور اپنے دھندے میں مصروف تھا۔

ابھی اس نے اپنی نگاہیں اٹھائی نہیں تھیں کہ پرندہ نیچے جھکا اور اس نے ڈبکی لگانے کے لیے اپنے پر ترچھے کر لیے۔ وہ ماہی پرندوں کا تعاقب کر رہا تھا اور انھیں پکڑنے کے لیے اپنے پر زور زور سے جھلا رہا تھا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو رہا تھا۔ بوڑھے کو پانی میں ہلکا سا ابھار نظر آیا۔ یہ ڈولفن مچھلیوں نے بنایا تھا جو راہ فرار اختیار کرتے ماہی پرندوں کا تعاقب کر رہی تھیں۔ جب ماہی پرند اوپر اٹھتے، ڈولفن مچھلیاں پانی کو چیرتے کاٹتے ان کے نیچے آ جاتیں اور جب ماہی پرند نیچے گرتے، وہ برق رفتاری سے پانی کے اندر چلی جاتیں ''یہاں ڈولفن مچھلیوں کا خاصا بڑا غول ہے،'' اس نے سوچا۔ ''وہ دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں اور ماہی پرندوں کے بچ نکلنے کا کوئی خاص امکان نہیں ہے۔ سیاہ پرندے کو تو مطلق کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ماہی پرند کچھ زیادہ ہی بڑے ہیں اور وہ اتنی تیزی سے حرکت کرتے ہیں کہ وہ انھیں پکڑ نہیں سکتا۔''

وہ دیکھ رہا تھا کہ ماہی پرند بار بار تیزی سے پانی سے باہر لپکتے ہیں، سیاہ پرندہ ان پر جھپٹتا ہے لیکن کچھ کر نہیں پاتا۔ ''غول مجھ سے دور ہٹ گیا ہے،'' اس نے سوچا۔ ''وہ برق رفتاری سے پرے ہٹتی اور بہت زیادہ دور ہٹتی جا رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی بھٹکتی بھٹکاتی میرے قابو آ جائے اور شاید میری بڑی مچھلی بھی ان کے آس پاس ہی ہے۔ میری بڑی مچھلی کہیں نہ کہیں تو لازماً ہو گی۔''

خشکی پر بادل محیط تھے اور اب وہ پہاڑوں کی مانند بلند ہو چکے تھے۔ ساحل اب صرف ایک طویل سبز لکیر بن کر رہ گیا تھا۔ اس لکیر کے عقب میں سرمئی پہاڑیاں تھیں۔ ادھر پانی گہرا نیلگوں ہو چکا تھا، اتنا گہرا نیلگوں کہ تقریباً ارغوانی معلوم ہو رہا تھا۔ جب اس نے نیچے اس پر نظر ڈالی، تو اسے تاریک پانی میں بہتے، تیرتے اور چلتے پھرتے مہین سمندری حیوانات و نباتات کی سرخ پٹی اور عجیب و غریب قسم کی روشنی، جو سورج کی پیدا کردہ تھی، دکھائی دی۔ اس نے اپنی ڈوروں کا جائزہ لیا۔ وہ بالکل سیدھ میں زیرِ آب جا چکی اور نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھیں۔ وہ سمندری حیوانات و نباتات کو دیکھ کر خوش ہو گیا کیونکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہاں مچھلیاں لازماً ہوں گی۔ اب جبکہ سورج بلندی پر جا چکا اور پانی

میں عجیب وغریب قسم کی روشنی منعکس کررہا تھا تو اس کا مفہوم یہ بنتا تھا کہ موسم خوشگوار رہے گا۔ خشکی پر بادلوں نے جو شکل اختیار کر لی تھی، اس سے بھی یہی نوید ملتی تھی۔ لیکن پرندہ اب تقریباً نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا اور سطح آب پر گلف سٹریم کی زرد گھاس کے، جس کی رنگت دھوپ میں اڑ چکی تھی، یہاں کہاں تختوں اور ایک پرتگالی مین آف وار[28] کے، جو کشتی کے بالکل قریب تیر رہا تھا، ارغوانی واضح شکل اور قوس قزح کے رنگوں سے مزین اور چپچپے پھکنے[29] کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے پہلو بدلا اور پھر اپنا جسم سیدھا کرلیا۔ یہ بلبلے کی طرح ہنستا مسکراتا تیرتا جا رہا تھا اور اس کے لمبے لمبے مہلک ارغوانی کانٹے[30] اس کے ایک گز پیچھے پانی میں گھسٹتے آ رہے تھے۔

"Aqua mala"[31]، بوڑھے نے کہا۔ ''تم چھنال۔''

وہ تیزی سے اپنے چپوؤں کے بالمقابل ذرا سا ایک طرف مڑا اور وہاں سے نیچے پانی میں جھانکنے لگا۔ اسے بالکل ننھی منی مچھلیاں نظر آئیں۔ ان کی رنگت پرتگالی مین آف وار کے گھسٹتے کانٹوں جیسی تھی اور پرتگالی مین آف وار ان کے درمیان میں اور بلبلے کے سائے میں، جو وہ پانی کے ساتھ بہتے بناتا جا رہا تھا، تیر رہا تھا۔ وہ اس کے زہر سے مامون تھیں لیکن انسانوں کو اس سے تحفظ حاصل نہیں تھا۔ اور اگر ان میں سے چند کیچڑ آلود اور ارغوانی کانٹے کسی ڈور میں الجھ گئے اور وہیں الجھے رہے، اس کے ہاتھوں اور بازوؤں پر اسی قسم کے پھوڑے پھنسیاں نکل آئیں گی جیسی زہریلی عشق پیچاں کی بیلوں اور زہریلے بلوط کے درختوں کو چھونے سے پیدا ہو جاتی ہیں لیکن اس سمندری مخلوق (Aqua mala) کا زہر تیزی سے اثر دکھاتا ہے اور اتنی شدید تکلیف ہوتی ہے جتنی کوڑے کھانے سے محسوس ہوتی ہے۔

قوس قزح کی طرح رنگ برنگے بلبلے خوبصورت تھے لیکن وہ سمندر کی انتہائی پرفریب اور دغاباز چیز تھے۔ اور جب سمندری کچھوے انھیں اپنے منہ کا نوالہ بناتے، بوڑھے کو بہت لطف آتا۔ کچھوے انھیں دیکھتے، سامنے سے ان کے قریب آتے، تب اپنی آنکھیں بند کر لیتے تاکہ ان کے قشری خول پوری طرح بند ہو جائیں اور وہ انھیں کانٹوں سمیت سالم نگل جاتے۔ جب بوڑھا کچھوؤں کو انھیں کھاتے دیکھتا، اس کی باچھیں کھل جاتیں۔ طوفان کے بعد جب ان میں سے بعض ریتلے ساحل پر پڑے رہ جاتے، وہ انھیں اپنے سخت اور کھردرے تلوؤں تلے روندتا، ان کی کانوں کے پردے پھاڑ

دینے والی چیخیں سنتا اور حظ اٹھاتا۔

اپنی نفاست، رفتار اور بیش قیمت کی وجہ سے اسے سبز اور استوائی کچھوے دونوں بہت پیارے لگتے تھے۔ اس کے برعکس اسے بڑے بڑے سروں والے جسیم اور عقل سے عاری کچھوؤں سے، جنھیں logger-heads کہا جاتا ہے، دوستانہ نفرت تھی۔ ان کے زرہ بکتر نما خول پیلے ہوتے اور ان کا صحبت کرنے کا انداز دنیا جہان سے نرالا۔ وہ اپنی آنکھیں بند کرتے اور بڑی رغبت سے پرتگالی مین آف وار کو ہڑپ کر جاتے۔

اگرچہ وہ کئی سال کچھوے پکڑنے والی کشتیوں میں جاتا رہا تھا، اس نے کچھوؤں کے ساتھ کوئی سِرّی معنویت وابستہ نہیں کی تھی۔ اسے ان سب پر، بلکہ ان پر بھی جن کی پشتیں جہازی اور جن کی جسامت اس کی اپنی کشتی کے لگ بھگ ہوتی تھی اور جن کا وزن ایک ٹن سے کم نہیں ہوتا تھا، ترس آتا رہتا تھا۔ اکثر لوگ کچھوؤں پر رحم کھانا جانتے ہی نہیں کیونکہ ہلاک اور چیر پھاڑ کیے جانے کے بعد بھی کچھوے کا دل گھنٹوں دھڑکتا رہتا ہے۔ لیکن بوڑھا سوچتا۔ ''میرا بھی ایک دل ہے اور انھیں جیسے میرے ہاتھ اور پاؤں ہیں۔'' وہ توانائی حاصل کرنے کے لیے سفید انڈے کھاتا رہتا۔ اس کا مئی کا سارا مہینا انھیں کھانے میں گزرتا تاکہ وہ ستمبر اکتوبر کے لیے، جب حقیقتاً بڑی مچھلیاں آئیں، اپنے آپ کو قوی محسوس کر سکے۔

وہ ہر روز بڑے ڈرم سے شارک مچھلی کا ایک پیالی لیور آئل[31الف] (Liver oil) پیا کرتا تھا۔ یہ ڈرم اس جھونپڑے میں پڑا تھا جس میں متعدد مچھیرے اپنا ماہی گیری کا سامان رکھا کرتے تھے۔ یہ ان تمام مچھیروں کے لیے تھا جنھیں اس کی خواہش ہوتی تھی۔ بیشتر مچھیروں کو اس کا ذائقہ ناپسند تھا لیکن یہ ان اوقات سے بدتر نہیں تھا جن پر انھیں بیدار ہونا پڑتا تھا اور یہ ہر قسم کی ٹھنڈ، زکام اور نزلے کے لیے تیر بہدف تھا اور آنکھوں کے لیے اکسیر۔

اب بوڑھے نے نگاہ اٹھا کر اوپر دیکھا۔ پرندہ دوبارہ دائروں میں پرواز کر رہا تھا۔

''اس نے مچھلیاں ڈھونڈ لی ہیں،'' اس نے با آواز بلند کہا۔ لیکن نہ تو کوئی ماہی پرند سطح آب میں رخنے ڈال رہا تھا اور نہ چارے کی مچھلیاں ادھر ادھر بکھری دکھائی دے رہی تھیں۔ مگر جب

بوڑھے نے بغور جائزہ لیا، ایک چھوٹی سی ٹونا مچھلی نے فضا میں جست لگائی، واپس مڑی اور دوبارہ پانی میں کود گئی۔ دھوپ میں ٹونا مچھلی چاندی کی مانند چمک رہی تھی۔ اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری اچھلی۔ اب تو ان کا تانتا بندھ گیا۔ وہ سبھی چاروں اطراف اچھل کود کر رہی، پانی بلو رہی، جھاگ اڑا رہی اور چارے کی مچھلیوں کے پیچھے لمبی لمبی چھلانگیں لگا رہی تھیں۔ وہ ان کے گرد دائروں میں گھوم رہی اور انھیں اپنے آگے آگے بھگا رہی تھیں۔

''اگر انھوں نے زیادہ تیز رفتاری نہ دکھائی، میں ان کے بیچ میں گھس جاؤں گا۔'' بوڑھے نے سوچا اور اس نے دیکھا کہ مچھلیوں کی اچھل کود سے پانی سفید ہو رہا ہے۔ اب پرندہ نیچے اتر رہا اور چارے کی مچھلیوں کے مابین، جنھیں خوف وہراس نے سطح آب پر آنے پر مجبور کر دیا تھا، ڈبکیاں لگا رہا تھا۔

''پرندہ بڑا مددگار ثابت ہو رہا ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ عین اسی لمحے اس کے پاؤں تلے دنبالے کی ڈور، جہاں اس نے اس کا گولا رکھا ہوا تھا، تن گئی۔ اس نے اپنے چپو نیچے گرا دیے اور جب اس نے ڈور کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اسے اپنی طرف کھینچنے لگا، اسے ننھی منی ٹونا مچھلی کی کھینچا تانی کا وزن محسوس ہونے لگا۔ وہ جوں جوں ڈور کھینچتا گیا، لرزیدگی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اسے اس کے اوپر کھینچنے اور کشتی میں ڈالنے سے پیشتر ہی اس کی نیلگوں پشت اور سنہری پہلو نظر آنے لگے تھے۔ اب مچھلی دنبالے کی دھوپ میں پڑی تھی۔ اس کا جسم گٹھا ہوا اور شکل بندوق کی گولی سے مشابہ تھی۔ جب وہ کشتی کے تختوں پر پڑی زور زور سے سانس لے رہی اور اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں گن رہی تھی اور اپنی صاف ستھری اور سریع الرفتار دم کے ساتھ تیز لرزیدہ ضربیں لگا رہی تھی، اس کی موٹی موٹی غیر ذہین آنکھیں گھور گھور کر دیکھ رہی تھیں۔ بوڑھے کو اس پر ترس آ گیا۔ اس نے اس کے سر پر ضرب لگائی اور پاؤں سے ٹھوکر مار دی۔ دنبالے کے سائے میں اس کا جسم ابھی تک تھرتھرا رہا تھا۔

''البکر،'' بوڑھے نے با آواز بلند کہا۔ ''یہ بہت عمدہ چارا بنے گی۔ اس کا وزن دس پاؤنڈ ہوگا۔''

اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس نے تنہائی میں با آواز بلند باتیں کرنا کب سے شروع کیا تھا۔ گئے دنوں میں جب وہ اکیلا ہوتا تھا وہ گانے گایا کرتا تھا۔ جب وہ منڈی پہنچائے جانے والی مچھلیوں کی کشتی پر اکیلا ہی پہرا دے رہا، اسے چلا رہا یا کچھوے پکڑنے والی کشتی کو کھے رہا ہوتا تھا، تب بھی وہ نغمہ سرائی

ہی کیا کرتا تھا۔تنہائی میں باتیں کرنا اس نے غالباً تب شروع کیا تھا جب لڑکا اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا مگر اسے یاد نہیں تھا۔ جب وہ اور لڑکا اکٹھے مچھلیاں پکڑا کرتے تھے، وہ عام طور پر بوقت ضرورت ہی ایک دوسرے سے ہم کلام ہوا کرتے تھے۔ وہ یا تو رات کو باتیں کرتے تھے یا پھر تب جب موسم خراب ہو جاتا اور وہ طوفان میں گھر جاتے۔ سمندر میں غیر ضروری طور پر باتیں نہ کرنا احسن تصور کیا جاتا تھا اور بوڑھا تو اسے ہمیشہ ہی احسن سمجھتا اور اس کا احترام کرتا رہا۔لیکن اب وہ اپنے خیالات کا اظہار بار بار بلند آہنگ لہجے سے کرنے لگا تھا کیونکہ یہاں کوئی ایسا شخص نہیں ہوتا تھا جسے ان سے چڑ ہوتی۔

''اگر دوسروں نے مجھے اونچے اونچے باتیں کرتے سن لیا، وہ یہی سمجھیں گے کہ میرا دماغ چل گیا ہے،'' اس نے با آواز بلند کہا۔'' مگر چونکہ میں پاگل نہیں، مجھے کوئی پروا نہیں۔ رہے کھاتے پیتے مچھیرے، ان کے پاس ریڈیو ہیں جو ان سے باتیں کرتے اور انھیں بیس بال کی خبریں سناتے ہیں۔''

''بیس بال کے متعلق سوچنے کا یہ کوئی وقت نہیں،'' اس نے سوچا۔'' اب تو صرف ایک ہی چیز کے بارے میں سوچنے کا وقت ہے، وہی جس کے لیے میں پیدا ہوا تھا۔ ممکن ہے اس غول میں کوئی بڑی مچھلی موجود ہو۔ البکروں میں سے، جو اپنے پیٹ بھرنے میں مصروف تھیں، میرے ہاتھ صرف وہی آئی جو دوسروں سے بچھڑ گئی تھی۔لیکن ان کی مصروفیت کا دائرہ خاصا دور تھا اور ان کی رفتار بھی بہت تیز تھی۔ آج تو جو چیز بھی سطح آب پر نظر آتی ہے، بجلی کی تیزی دکھاتی ہے اور شمال مشرق کی طرف چل پڑتی ہے۔ کیا یہ دن کا وقت ہے یا موسم کی کوئی ایسی علامت جس سے میں واقف نہیں ہوں؟''

اب اسے ساحل کی ہریالی نظر نہیں آ رہی تھی، صرف نیلی پہاڑیوں کی چوٹیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ چوٹیاں کچھ اس طور سفید تھیں جیسے وہ برف سے ڈھکی ہوئی ہوں۔ پہاڑیوں کی چوٹیوں کے اوپر بادل تھے اور یہ برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں سے ملتے جلتے معلوم ہو رہے تھے۔

سمندر بے حد تاریک تھا اور (سورج کی) روشنی اس میں طیف بنا رہی تھی۔ بلند و بالا سورج کی روشنی نے مہین سمندری حیوانات و نباتات کا وجود مٹا دیا تھا اور اب بوڑھے کو نیلگوں پانی میں محض عظیم گہرے طیف نظر آ رہے تھے اور یا پھر اپنی ڈوریں پانی میں، جو ایک میل گہرا تھا، سیدھی نیچے جاتے دکھائی دے رہی تھیں۔

ٹونا مچھلیاں اب دوبارہ نیچے چلی گئی تھیں۔ مچھیرے اس نوع کی تمام مچھلیوں کو ٹونا ہی کہتے تھے اوران کے مابین ان کے صحیح ناموں سے صرف تبھی امتیاز کرتے تھے جب انھیں برائے فروخت بازار میں لے جانا ہوتا تھا۔ دھوپ اب تیز ہو گئی تھی اور بوڑھے کو اپنی گردن کے عقب پر چبھتی محسوس ہو رہی تھی۔ جب وہ کشتی چلانے لگا اسے لگا کہ پسینا قطرہ قطرہ اس کی پشت پر بہہ رہا ہے۔

''میں اپنے آپ کو لہر کے رحم وکرم پر چھوڑ سکتا اور سو سکتا ہوں،'' اس نے سوچا۔ ''اپنے آپ کو جگانے کے لیے میں اپنے پاؤں کے انگوٹھے کے گرد ڈور کا سرا باندھ سکتا ہوں۔ لیکن آج پچاسی واں دن ہے اور مجھے اچھی مچھلی کا شکار کرنا ہوگا۔''

عین اسی دم اس نے اپنی ڈوروں کا بغور جائزہ لیا اور اس نے دیکھا کہ باہر کو نکلی ہوئی سبز چھڑی تیزی سے ڈبکیاں کھانے لگی ہے۔

''ہاں،'' اس نے کہا۔ ''ہاں۔'' اور اس نے اپنی کشتی کو ڈانواں ڈول کیے بغیر اپنے چپو اس کے اندر رکھ دیے۔ وہ ڈور پکڑنے آگے بڑھا اور اسے نرمی سے اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور انگشت شہادت کے مابین تھام لیا۔ اسے نہ کوئی کھنچاؤ محسوس ہوا اور نہ وزن۔ اس نے ڈور ہلکے پھلکے انداز سے تھامے رکھی۔ ایک مرتبہ پھر کھنچاؤ محسوس ہوا۔ یہ کھنچاؤ آزمائشی قسم کا تھا، یہ نہ تو ٹھوس تھا اور نہ اس سے کسی قسم کے بوجھ کا احساس ہوتا تھا۔ تاہم اسے ٹھیک ٹھیک معلوم تھا کہ یہ کیا ہے۔ ایک سو فیدم نیچے ایک مارلن[۳۲] مچھلی کھا رہی تھی جنھوں نے کانٹے کے آخری سرے اور آنکڑے کی ڈنڈی کو ڈھانپ رکھا تھا۔ یہی وہ مقام تھا جہاں چھوٹی ٹونا مچھلی کا سر ہاتھ سے بنے ہوئے آنکڑے میں پرویا ہوا تھا اور آنکڑا مچھلی کے سر سے باہر نکلا ہوا تھا۔

بوڑھے نے ڈور نفاست اور نرمی سے تھامے رکھی اور بایاں ہاتھ استعمال کر کے اسے چھڑی سے علیحدہ کر لیا۔ اب وہ ڈور کو ڈھیلا چھوڑ سکتا تھا اور یوں مچھلی کو کسی قسم کا کھنچاؤ محسوس نہ ہوتا۔

''یہ اتنی دور جو آنکلی ہے، لازماً اس مہینے بہت جسیم ہو چکی ہوگی،'' اس نے سوچا۔ ''مچھلی۔ انھیں کھاؤ، کھاؤ، برائے مہربانی انھیں کھاؤ۔ دیکھو، یہ بالکل تازہ ہیں اور تم ٹھنڈے پانی کے اندر چھ سو فٹ گہرائی میں ہو۔ وہاں اندھیرا ہے۔ اس اندھیرے میں ایک بار اور مڑو، واپس آؤ اور انھیں کھا جاؤ۔''

اسے ہلکا پھلکا اور نرم ولطیف کھنچاؤ محسوس ہوا۔ پھر اس کھنچاؤ میں خاصی تندی آ گئی۔ اس وقت سارڈین مچھلی کو کانٹے سے علیحدہ کرنا خاصا مشکل ثابت ہورہا ہوگا۔ اس کے بعد کچھ بھی نہ ہوا۔

''آؤ نا،'' بوڑھے نے با آواز بلند کہا۔ ''ایک بار مڑ کر آؤ۔ انھیں محض سونگھ لو۔ کیا یہ خوبصورت نہیں؟ پیٹ بھر کر کھاؤ۔ جب یہ ختم ہو جائیں، پھر ٹونا موجود ہے۔ سخت، ٹھنڈی اور خوبصورت۔ مچھلی، شرماؤ مت، انھیں کھا جاؤ۔''

وہ ڈور کو انگوٹھے اور انگشت شہادت کے درمیان میں پھنسائے انتظار کر رہا تھا اور اس کا اور دوسری ڈوروں کا بیک وقت بغور مشاہدہ کر رہا تھا کیونکہ ہوسکتا تھا کہ مچھلی تیرتے تیرتے اوپر آ گئی یا نیچے چلی گئی ہو۔ تب ہی نرم و نازک کھنچاؤ دوبارہ محسوس ہوا۔

''وہ اسے ضرور پکڑے گی،'' بوڑھے نے با آواز بلند کہا۔ ''خداوند اس کی مدد فرمائے اور وہ اسے پکڑ لے۔''

تاہم اس نے اسے پکڑنے سے گریز کیا۔ وہ جا چکی تھی اور بوڑھے کو کچھ بھی محسوس نہ ہوا۔

''وہ کہیں نہیں گئی ہوگی،'' اس نے کہا۔ ''یسوع مسیح جانتے ہیں کہ وہ کہیں نہیں گئی ہوگی۔ ممکن ہے کہ وہ پہلے ہی کسی کانٹے میں پھنس چکی ہو اور اسے یہ واقعہ کچھ کچھ یاد ہو۔''

تب اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے ڈور کو ہلکے پھلکے انداز سے چھوا ہو اور وہ خوش ہو گیا۔

''وہ صرف مڑی تھی،'' اس نے کہا۔ ''وہ اسے ضرور پکڑ لے گی۔''

ہلکے پھلکے کھنچاؤ کو محسوس کرتے وہ خوش ہو رہا تھا۔ پھر اس کھنچاؤ میں تندی آ گئی اور وہ ناقابل یقین حد تک بوجھل تھا۔ یہ مچھلی کا بوجھ تھا۔ اس نے دو محفوظ گولوں میں سے پہلے کو کھولا، رسی کو ڈھیلا کیا اور اسے نیچے ہی نیچے جانے دیا۔ جب یہ رسی بوڑھے کی انگلیوں میں سے آہستہ آہستہ کھسکتی نیچے ہی نیچے جا رہی تھی، اسے اس وقت بھی بھاری وزن کا احساس ہو رہا تھا حالانکہ اس کے انگوٹھے اور انگشت شہادت پر دباؤ اتنا کم تھا کہ محسوس تک نہیں ہوتا تھا۔

''واہ، کیسی لاجواب مچھلی ہے!'' اس نے کہا۔ ''اس نے اسے ایک طرف سے منہ میں پکڑ لیا ہے اور اس کے ساتھ پرے ہٹ رہی ہے۔''

''پھر وہ موڑ کاٹے گی اور اسے نگل جائے گی،'' اس نے سوچا۔ تاہم اس نے اپنی اس سوچ کو الفاظ کا جامہ نہ پہنایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر آپ کوئی اچھی بات کہیں گے تو غالب امکان یہی ہوگا کہ یہ وقوع پذیر نہیں ہوگی۔ وہ جانتا تھا کہ یہ کتنی جسیم مچھلی ہے۔ وہ اس کے متعلق کچھ اس طرح سوچ رہا تھا کہ اس نے ٹونا مچھلی اپنے منہ کے آر پار پکڑ رکھی ہے اور اندھیرے میں پرے ہٹ رہی ہے۔ اسی لمحے اسے محسوس ہوا کہ وہ رک گئی ہے لیکن بوجھ اب تک وہیں تھا۔ پھر بوجھ میں اضافہ ہو گیا اور اس نے مزید ڈور ڈھیلی چھوڑ دی۔ اس نے ایک لحظے کے لیے اپنے انگوٹھے اور انگلی کا دباؤ بڑھا دیا۔ وزن میں اضافہ ہو گیا اور وہ سیدھا نیچے جانے لگا۔

''وہ اسے پکڑ چکی ہے،'' اس نے کہا۔ ''اب میں اسے خوب پیٹ بھر کر کھانے دوں گا۔''

اس نے ڈور کو اپنی انگلیوں کے بیچ میں سے کھسکنے دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا بایاں ہاتھ آگے بڑھایا اور دو محفوظ گولوں کے آزاد سرے کو اگلی ڈور کے دو محفوظ گولوں کے سرے کے ساتھ باندھ دیا۔ اب وہ تیار تھا۔ اب اس کے پاس اس گولے کے علاوہ، جو وہ استعمال کر رہا تھا، محفوظے میں چالیس چالیس فیدم کے تین گولے تھے۔

''تھوڑا سا اور کھالو،'' اس نے کہا۔ ''کھاؤ اور خوب اچھی طرح کھاؤ۔''

''اسے کھا جاؤ تا کہ کانٹے کی نوک تمھارے دل میں اتر جائے اور تمھیں ہلاک کر دے،'' اس نے سوچا۔ ''ذرا دھیرج سے کام لو اور مجھے اپنا ہارپون اپنے جسم کے اندر اتارنے دو۔ بہت اچھا۔ تم تیار ہو؟ کیا تم کافی دیر سے دسترخوان پر ڈٹی ہوئی ہو؟''

''اب،'' اس نے باآواز بلند کہا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے زور سے ضرب لگائی۔ وہ ایک گز ڈور اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ اپنے جسم کے وزن کو ایک مرکزی مقام پر لا کر اور بازوؤں کی پوری قوت استعمال کر کے انھیں باری باری لہراتا اور تابڑتوڑ ضربیں لگاتا گیا۔

کچھ بھی تو نہ ہوا۔ مچھلی آہستہ آہستہ پرے ہٹتی گئی اور بوڑھا ایک انچ بھی اسے اوپر نہ اٹھا سکا۔ اس کی ڈور مضبوط تھی اور وزنی مچھلیوں کے لیے بنائی گئی تھی۔ اس نے اسے اپنی پشت پر تھامے رکھا یہاں تک کہ وہ اس قدر تن گئی کہ اس پر سے پانی کے قطرے اچھل اچھل کر نیچے گرنے لگے۔ پھر پانی

کے اندر اس میں سے دھیمی دھیمی سیسیاہٹ کی آوازیں برآمد ہونے لگیں۔ وہ پھر بھی اسے مضبوطی سے پکڑے کھڑا رہا۔ اس نے ملاح کی نشست کے ساتھ ٹیک لگالی اور کھنچاؤ کا مقابلہ کرنے کے لیے پچھلی جانب جھک گیا۔ کشتی آہستہ آہستہ شمال مغرب کی سمت میں حرکت کرنے لگی۔

مچھلی پورے استقلال کے ساتھ آگے بڑھتی رہی اور وہ تقریباً پرسکون پانی پر سفر کرتے رہے۔ چارے کی دوسری مچھلیاں ابھی تک پانی میں تھیں لیکن اب کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں رہ گیا تھا۔

''کاش، لڑکا میرے ساتھ ہوتا،'' بوڑھے نے با آواز بلند کہا۔ ''مچھلی مجھے کھینچے لیے جارہی ہے اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں کشتی کا وہ چوبی ستون ہوں جس کے ساتھ رسا باندھ کر دوسری کشتی کھینچی جاتی ہے۔ میں ڈور کس کر باندھ سکتا ہوں، لیکن فائدہ؟ وہ اسے توڑ ڈالے گی۔ میں اتنا کر سکتا ہوں کہ مچھلی پر اپنی گرفت قائم رکھوں اور جب ضرورت پیش آئے، اس کی خاطر مزید ڈور ڈھیلی چھوڑ دوں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ آگے جارہی ہے، نیچے نہیں۔''

''اگر اس نے نیچے جانے کا فیصلہ کرلیا، پھر میں کیا کروں گا؟ مجھے نہیں معلوم۔ اگر اس نے غوطہ لگا دیا اور اس کی موت واقع ہوگئی پھر میں کیا کروں گا؟ مجھے نہیں معلوم،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن میں کچھ نہ کچھ تو کروں گا ہی۔ ایسی بے شمار چیزیں ہیں جو میں کر سکتا ہوں۔''

وہ ڈور اپنی پشت پر تھامے کھڑا رہا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ یہ پانی میں ترچھی ہو رہی ہے اور کشتی استقلال کے ساتھ شمال مغربی جانب بڑھے جارہی ہے۔

''اس سے اس کی موت واقع ہو جائے گی،'' اس نے کہا۔ ''وہ سدا رواں دواں نہیں رہ سکتی۔'' چار گھنٹے گزر چکے تھے لیکن مچھلی کی رفتار میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی تھی۔ وہ سمندر میں تیر رہی اور کشتی کو کھینچے جارہی تھی۔ ادھر بوڑھا بھی اپنی جگہ ڈٹا کھڑا تھا اور ڈور اس کی پشت پر تھی۔

''جب میں نے اسے پھانسا، اس وقت دوپہر تھی، اور میں نے اسے ابھی تک دیکھا بھی نہیں۔''

مچھلی کو پھانسنے سے پہلے اس نے اپنا تنکوں کا ہیٹ کس کر اپنے سر پر ٹکا لیا تھا اور اب یہ اس کی پیشانی میں چبھ رہا تھا۔ اسے پیاس بھی لگ چکی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل نیچے جھکا اور اس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ ڈور پر کسی قسم کا تناؤ نہ پڑے، وہ جس قدر ممکن ہوا، اگواڑے میں بڑھ گیا اور ایک ہاتھ

پانی کی بوتل کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے بوتل کھولی اور تھوڑا سا پانی حلق میں انڈیل لیا۔ پھر اس نے اگواڑے کے ساتھ ٹیک لگا لی اور کچھ دیر آرام کرتا رہا۔ وہ مستول، جسے اپنی جگہ سے ہلایا نہیں گیا تھا، اور بادبان پر بیٹھا آرام کرر ہا تھا۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ کچھ نہ سوچے، بس برداشت کرتا رہے۔

پھر اس نے اپنی عقبی جانب مڑ کر دیکھا، دور دور تک خشکی کا نام ونشان تک نظر نہیں آ رہا تھا۔

''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا،'' اس نے سوچا۔ ''میں جب جی چاہے، ہوانا کی روشنیوں کی طرف واپس جا سکتا ہوں۔ ابھی سورج کے غروب ہونے میں دو گھنٹے باقی ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے پہلے ہی باہر نکل آئے۔ اگر وہ اب نہیں نکلتی، پھر ممکن ہے کہ وہ چاند نکلنے پر باہر آ جائے۔ اگر وہ پھر بھی نہیں نکلتی، پھر غالباً وہ سورج کے طلوع ہونے پر باہر آ جائے گی۔ میرے کسی عضو یا پٹھے میں اینٹھن نہیں اور میں اپنے آپ کو توانا محسوس کرر ہا ہوں۔ آنکڑا اس کے منہ میں پھنسا ہوا ہے نہ کہ میرے۔ لیکن واہ واہ، کیا لاجواب مچھلی ہے کہ کشتی اس طرح کھینچے جا رہی ہے۔ لازماً اس کا منہ مضبوطی سے تار پر بند ہو گیا ہو گا۔ کاش میں اسے دیکھ سکتا، کاش میں اسے صرف ایک مرتبہ دیکھ سکتا تا کہ مجھے معلوم ہو جاتا کہ مجھے کس قسم کے حریف سے واسطہ پڑا ہے۔''

آدمی جہاں تک ستاروں کا جائزہ لے کر بتا سکتا تھا، معلوم یہی ہوتا تھا کہ مچھلی نے ساری رات نہ کہیں اپنا راستہ تبدیل کیا تھا اور نہ سمت۔ سورج کے ڈوبنے کے بعد موسم سرد ہو گیا تھا اور بوڑھے کی پشت، بازوؤں اور بوڑھی ٹانگوں پر جو پسینا پھوٹ آیا تھا، وہ اب خشک ہو گیا اور اسے ٹھنڈ لگنے لگی۔ دن کے دوران میں اس نے وہ بوری، جس سے چارے کی مچھلیوں کا ڈبا ڈھنپا ہوا تھا، اٹھالی تھی اور اسے سوکھنے کے لیے دھوپ میں بچھا دیا تھا۔ جب سورج غروب ہو گیا، اس نے اسے اپنی گردن کے گرد باندھ لیا۔ چنانچہ اب یہ اس کی کمر پر لٹک گئی۔ اس نے پوری احتیاط سے اسے ڈور کے نیچے سے گزارا جو اب اس کے کندھوں کے آر پار پڑی تھی۔ ڈور میں پھنس کر بوری ایک قسم کا تکیہ بن گئی اور اس نے اگواڑے کے ساتھ ٹیک لگانے کا ایک ایسا طریقہ دریافت کر لیا کہ وہ اپنے آپ کو قریب قریب آرام دہ حالت میں محسوس کرنے لگا۔ درحقیقت اس کی یہ پوزیشن ذرا ہی کم نا قابل برداشت تھی لیکن اس کا خیال تھا کہ یہ تقریباً آرام دہ ہے۔

''نہ میں اس کا کچھ کر سکتا ہوں اور نہ وہ میرا کچھ بگاڑ سکتی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''کم از کم اس وقت تک تو بالکل نہیں جب تک وہ اپنی موجودہ چال برقرار رکھتی ہے۔''

ایک مرتبہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کشتی کے پہلو کے اوپر سے سمندر میں پیشاب کیا، ستاروں کو بغور دیکھا اور اپنے راستے کا جائزہ لیا۔ ڈور، جو اس کے کندھوں سے بالکل سیدھ میں نیچے لٹک رہی تھی، پانی میں کسی چمکتی دمکتی لکیر کی طرح نظر آ رہی تھی۔ اب ان کی رفتار پہلے سے سست ہو گئی تھی اور ہوانا کی روشنیاں بھی اتنی تیز نہیں تھیں۔ چنانچہ وہ سمجھ گیا کہ آبی رو انھیں لازماً مشرق کی جانب لے جا رہی ہو گی۔ ''اگر ہوانا کی روشنیاں میری نظروں سے اوجھل ہو گئیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہمارا رخ مشرق کی طرف زیادہ ہو گیا ہو گا،'' اس نے سوچا۔ ''کیونکہ اگر مچھلی صحیح راستے پر چلتی رہتی تو یہ روشنیاں مجھے مزید کئی گھنٹے نظر آتی رہتیں۔ پتا نہیں آج کی گرینڈ لیگز (grand leagues) کے نتائج کیا تھے؟ اگر میرے پاس ریڈیو ہوتا کتنا لطف آتا!'' پھر اس نے سوچا۔ ''ہر دم اسی (مچھلی) کے متعلق سوچتے رہو۔ سوچو کہ تم کیا کر رہے ہو؟ تمھیں ہرگز کوئی احمقانہ حرکت نہیں کرنا چاہیے۔''

پھر اس نے با آواز بلند کہا۔ ''کاش لڑکا میرے ساتھ ہوتا۔ وہ میرا ہاتھ بٹاتا اور اس کا خیال رکھتا۔''

''بڑھاپے میں کسی کو تنہا نہیں ہونا چاہیے،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن اس سے کوئی مفر نہیں۔ مجھے یاد رکھنا چاہیے کہ مجھے ٹونا کے خراب ہونے سے پہلے پہلے اسے کھا لینا ہو گا تاکہ میں اپنی توانائی برقرار رکھ سکوں۔ یاد رکھو تمھارا دل چاہے یا نہ چاہے تمھیں بہرحال جس طرح ہو سکے، اسے لازماً اپنے پیٹ میں اتارنا ہو گا۔ یاد رکھو،'' اس نے اپنے آپ سے کہا۔

رات کے دوران میں دو آبی سوسمار کشتی کے قریب آ گئے۔ اسے ان کے لڑھکنے، پھنکارنے اور سسکانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ نر سوسمار کے پھنکارنے اور مادہ سوسمار کے سسکانے کے مابین امتیاز کر سکتا تھا۔

''یہ نیک طینت ہیں،'' اس نے کہا۔ ''یہ کھیلتے کودتے ہیں، آپس میں چہلیں کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔ ماہی پرندوں کی طرح یہ ہمارے بھائی بند ہیں۔''

پھر اسے جسیم مچھلی پر، جسے اس نے پھانس لیا تھا، ترس آنے لگا۔ ''یہ لاجواب اور عجیب و غریب ہے اور کون جانے کہ اس کی عمر کتنی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''میں نے اتنی قوی مچھلی کبھی نہیں دیکھی اور نہ ایسی جو اس طرح کی عجیب و غریب حرکات کرتی ہو۔ شاید یہ کچھ زیادہ ہی سمجھدار ہے جو اچھلتی کودتی نہیں۔ اگر اس نے اچھل کود شروع کر دی یا یہ پاگلوں کی طرح دوڑنے لگی، پھر میرا خدا حافظ، تباہی میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جائے گی۔ لیکن شاید وہ پہلے ہی کئی مرتبہ کانٹے میں پھانسی جا چکی ہے اور وہ جانتی ہے کہ اسے اس طریقے سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کی جدوجہد کرنا چاہیے۔ اسے یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ اس کا مقابلہ صرف ایک آدمی سے ہے اور یہ کہ وہ آدمی بوڑھا ہے۔ لیکن یہ مچھلی ہے بہت عظیم اور اگر اس کا گوشت اچھا ہوا تو یہ بازار میں بڑی قیمت پائے گی۔ اس نے چارے پر یوں جھپٹا مارا جیسے یہ نر (مچھلی) ہو اور یہ ڈور کھینچتی بھی نر کی طرح ہے اور اپنی جدوجہد میں خوف و ہراس اپنے قریب بھی پھٹکنے نہیں دیتی۔ میں سوچتا ہوں کہ اس کے پاس کوئی منصوبہ ہے یا پھر میری طرح یہ بھی عالم مایوسی میں جان پر کھیل جانے پر تل گئی ہے۔''

اسے وہ وقت یاد آیا جب اس نے مارلن مچھلیوں کی جوڑی میں سے ایک کو پھانس لیا تھا۔ نر مادہ کو ہمیشہ پہلے کھانے کا موقع دیتا ہے۔ جو مچھلی اس کے کانٹے میں پھنسی تھی، وہ مادہ تھی۔ وہ اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے کچھ اس طرح ہاتھ پاؤں مار رہی تھی جیسے اس کا دماغ صحیح سلامت نہ رہا ہو، خوف و ہراس اس پر غالب آ گیا ہو اور وہ مایوسیوں میں گھر چکی ہو۔ اس کی اس مجنونانہ جدوجہد کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ بہت جلد تھکاوٹ سے چور ہو گئی۔ اس تمام عرصے کے دوران میں نر اس کے ساتھ رہا۔ وہ بار بار ڈور کو عبور کرتا اور سطح آب پر مسلسل مادہ کے اردگرد چکر لگاتا رہا۔ وہ اس کے اتنا قریب ٹھہرا رہا کہ بوڑھے کو اندیشہ لاحق ہونے لگا کہ وہ اپنی دم سے، جو درانتی کی طرح تیز اور تقریباً اسی جسامت اور شکل کی تھی، ڈور کاٹ ڈالے گا۔ بوڑھے کے پاس ایک شمشیر نما ہتھیار تھا۔ اس ہتھیار کا دستہ خاصا لمبا، پھل کند اور پھل کا سرا نوکیلا تھا۔ وہ نوکیلا سرا مادہ کے جسم میں چبھوتا اور پھل سے اس پر ضربیں لگاتا رہا تھا۔ پھر اس نے پھل پوری قوت سے بار بار اس کے سر پر مارا تھا۔ اس دھنائی سے مچھلی کی رنگت تقریباً ویسی ہی ہو گئی تھی جیسی آئینے کی پشت کی ہوتی ہے۔ تب اس نے لڑکے کی مدد سے مچھلی کو

کھینچ کر کشتی پر چڑھا لیا تھا۔ دریں اثنا نر کشتی کے آس پاس ہی منڈلاتا رہا تھا۔ پھر جب بوڑھا ڈوریں صاف کر رہا اور اپنا ہارپون تیار کر رہا تھا، نر نے یہ دیکھنے کے لیے کہ اس کی مادہ کہاں ہے، کشتی کے قریب فضا میں جست لگائی تھی اور پلک جھپکنے میں نیچے گہرائی میں غوطہ زن ہو گیا تھا۔ اس کے ارغوانی پر، جو کہ اس کے صدری پنکھ تھے، پوری طرح پھیل گئے تھے اور اس کے جسم پر جو عریض ارغوانی دھاریاں تھیں، وہ نظر آنے لگی تھیں۔ بوڑھے کو یاد آیا کہ وہ خوبصورت اور دلیر تھا، وہ بھاگا نہیں بلکہ وہیں ٹھہرا رہا تھا۔

''یہ اداس ترین منظر تھا۔ میں نے اتنا اداس منظر کبھی نہیں دیکھا،'' بوڑھے نے سوچا۔ ''لڑکا بھی اداس تھا۔ ہم نے مادہ مچھلی سے معذرت چاہی تھی اور اسے جھٹ پٹ ذبح کر ڈالا تھا۔''

''کاش لڑکا یہاں ہوتا،'' اس نے با آواز بلند کہا اور اس نے اگواڑے کے مدوّر تختوں کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ اسے ڈور کی وساطت سے، جسے اس نے اپنے کندھوں کے آر پار تھام رکھا تھا، عظیم مچھلی کی قوت کا احساس ہوا۔ وہ ثابت قدمی سے ادھر، پتا نہیں کدھر، جسے اس نے اپنی منزل مقصود منتخب کر لیا تھا، چلی جا رہی تھی۔

''میں نے اس کے ساتھ جو دغابازی کی، اس پر ایک مرتبہ تو اس کے لیے اپنا انتخاب کرنا لازمی ہو گیا،'' بوڑھے نے سوچا۔

''اس کا انتخاب یہ تھا کہ وہ ہر قسم کے پھندوں، دام ہائے فریب اور دغابازیوں سے دور گہرے تاریک پانیوں میں مقیم رہے۔ میرا انتخاب یہ تھا کہ میں ادھر جاؤں اور اسے وہاں تلاش کروں جہاں کسی انسان کا کبھی گزر نہ ہوا ہو، جہاں کوئی انسان کبھی نہ پہنچا ہو۔ اب ہم دونوں کا ملاپ ہو گیا ہے اور ہم دوپہر کے وقت سے اکٹھے ہیں۔ اور کوئی بھی تو نہیں جو ہم میں سے کسی کی بھی مدد کر سکے۔''

''شاید مجھے مچھیرا نہیں ہونا چاہیے تھا،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن یہی تو وہ کام ہے جس کے لیے میں پیدا ہوا تھا۔ مجھے یاد رکھنا چاہیے کہ اجالا ہونے کے بعد مجھے ٹونا کو لازماً اپنے پیٹ میں اتارنا ہو گا۔''

اجالا ہونے سے ذرا ہی پہلے کوئی چیز ان چارا مچھلیوں پر، جو اس کے عقب میں تھیں، جھپٹی اور

ایک مچھلی اٹھا کر لے گئی۔ اسے چھڑی کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی اور ڈور کشتی کے اوپر کے کنارے سے تیزی سے باہر کھسکنے لگی۔ اندھیرے میں اس نے چاقو غلاف سے نکالا، کھولا اور مچھلی کا پورا زور اپنے بائیں کندھے پر برداشت کرتے ہوئے وہ پچھلی جانب جھکا اور اس نے اوپری کنارے کی لکڑی سے لٹکتی ڈور کاٹ ڈالی۔ پھر اس نے دوسری ڈور، جو اس کے قریب ترین تھی، قطع کر دی اور تاریکی میں محفوظ گولوں کی ڈوروں کے سرے کس کر ایک دوسرے کے ساتھ باندھ دیے۔ وہ بڑی مہارت سے ایک ہاتھ کے ساتھ کام کر رہا تھا اور جب وہ گانٹھیں پکی طرح کس رہا تھا، اس نے اپنا پاؤں گولوں پر رکھ دیا تاکہ وہ سرکنے نہ پائیں۔ اب اس کے پاس محفوظ ڈوروں کے چھ گولے ہو گئے۔ دو تو وہ تھے جو اس نے دو چارے کی مچھلیوں کی ڈوریں کاٹ کر بنائے تھے اور دو وہ تھے جو اس چارے کی مچھلی کے ساتھ بندھے ہوئے تھے جس پر کسی دوسری مچھلی نے منہ مارا تھا۔ اس نے یہ تمام گولے ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کر دیے۔

''جب اجالا ہو جائے گا،'' اس نے سوچا۔ ''میں چالیس فیدم ڈور پر، جس کے سرے پر چارا بندھا ہوا ہے، کام کروں گا۔ اسے بھی کاٹ لوں گا اور محفوظ گولوں کے ساتھ باندھ دوں گا۔ میں دو سو فیدم کا تالونی[33] رسی، کانٹوں اور ان سے منسلک آہنی تاروں سے محروم ہو چکا ہوں گا۔ ان سب کی جگہ نئی اشیا خریدی جا سکتی ہیں، لیکن اگر میرے کسی کانٹے میں کوئی اور مچھلی پھنس گئی اور اس مچھلی نے پھنسی ہوئی مارلن کو آزاد کر دیا، پھر اس کا نعم البدل کون فراہم کرے گا۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مچھلی، جس نے ابھی ابھی چارے پر منہ مارا تھا، کون تھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مارلن ہو، بروڈبل[34] ہو یا شارک ہو۔ مجھے اس کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکا۔ میں نے کچھ جلدی ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔''

اور اس نے با آواز بلند کہا: ''کاش لڑکا میرے ساتھ ہوتا۔''

''مگر لڑکا تو میرے ساتھ نہیں ہے،'' اس نے سوچا۔ ''تم محض اکیلے ہو۔ اس سے قطع نظر کہ اندھیرا ہے یا نہیں ہے، آخری ڈور سے بھی نپٹ لو۔ اسے کاٹ ڈالو اور دونوں محفوظ گولوں کو باندھ لو۔''

چنانچہ اس نے یہی کیا۔ تاریکی میں کام کرنا مشکل تھا اور ایک بار تو مچھلی کچھ اس طرح موج کی تندی سے آگے بڑھی کہ اسے منہ کے بل نیچے گرا دیا اور اس کی آنکھ کے نیچے چیر آ گیا۔ خون کچھ دور

تک اس کے گال پر بہا لیکن ٹھوڑی تک پہنچنے سے پہلے ہی جم گیا اور خشک ہو گیا۔ وہ کسی نہ کسی طرح واپس اگواڑے میں پہنچ گیا اور اس کی لکڑی سے ٹیک لگا کر آرام کرنے لگا۔ اس نے بوری درست کی اور ڈور کچھ اس سلیقے سے سلجھائی کہ وہ اس کے کندھے کے نئے حصے پر ٹک گئی۔ اسے کندھے پر تھامتے اس نے حزم واحتیاط سے مچھلی کے کھنچاؤ کا جائزہ لیا، پھر اپنا ہاتھ پانی میں ڈالا اور کشتی کی رفتار کا اندازہ لگایا۔

''سمجھ میں نہیں آتا کہ اس نے اس طرح جھوک کیوں کھائی؟'' اس نے سوچا۔ ''لازماً تار اس کی پہاڑ نما پشت پر پھسل گیا ہوگا۔ یقیناً اس کی کمر اس طرح تو نہیں دُکھتی ہوگی جس طرح کہ میری دکھتی ہے۔ وہ کتنی ہی جسیم کیوں نہ ہو، اس کشتی کو سدا تو نہیں کھینچے جا سکتی۔ اب وہ تمام چیزیں، جو میرے لیے مصیبت کا باعث بن سکتی تھیں، ختم ہو چکی ہیں اور میرے پاس محفوظے کا خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ آدمی کو اور کیا چاہیے؟''

''مچھلی،'' اس نے بلند لیکن ملائم آواز میں کہا: ''جب تک میری موت واقع نہیں ہوتی، میں تمھارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔''

''میرا خیال ہے کہ وہ بھی میرے ساتھ رہے گی،'' بوڑھے نے سوچا اور وہ اجالے کا انتظار کرنے لگا۔ فضا میں پو پھٹنے سے پہلے کی سردی تھی اور اپنے آپ کو گرم رکھنے کے لیے وہ ڈھلک کر لکڑی کے ساتھ چمٹ گیا۔ ''جب تک وہ اپنی ہٹ پر قائم رہے گی میں بھی باز نہیں آؤں گا،'' اس نے سوچا اور روشنی کی پہلی لکیر کے ساتھ ڈور اگلی جانب کھنچ گئی اور پانی میں چلی گئی۔ کشتی یکساں رفتار سے چلی جا رہی تھی اور جب سورج کا اولین کنارا نمودار ہوا، اس کا رخ بوڑھے کے دائیں کندھے کی جانب تھا۔

''اس کا رخ شمال کی جانب ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ''آبی رو ہمیں بہت دور مشرق کی طرف لے جاتی،'' اس نے سوچا۔ ''کاش وہ مڑ جائے اور رو کے ساتھ بہنے لگے۔ اس سے ثابت ہو جائے گا کہ وہ تھک رہی ہے۔''

جب سورج مزید بلند ہو گیا، بوڑھے کو اندازہ ہو گیا کہ مچھلی تھکی نہیں ہے۔ صرف ایک علامت

ایسی تھی جس سے کچھ امید بندھتی تھی۔ ڈور جس انداز سے ترچھی ہو رہی تھی، اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اب نسبتاً کم گہرائی میں تیر رہی ہے لیکن اس سے لازماً یہ مطلب نہیں نکلتا تھا کہ وہ چھلانگنا شروع کر دے گی لیکن اس کا امکان بہر حال موجود تھا۔

''خدا کرے کہ وہ چھلانگنے لگے،'' بوڑھے نے کہا۔''اس سے نپٹنے کے لیے میرے پاس کافی ڈور ہے۔''

''اگر میں ڈور کا کھنچاؤ ذرا بڑھا دوں، ممکن ہے کہ اسے تکلیف پہنچے اور وہ چھلانگ لگا دے،'' اس نے سوچا۔''اب جب کہ دن کی روشنی پھیل چکی ہے، اسے چھلانگنا چاہیے تاکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی سے متصل تھیلیاں ہوا سے بھر جائیں، پھر اس کے لیے زیادہ گہرائی میں جا کر مرنا ممکن نہیں ہوگا۔''

اس نے کھنچاؤ بڑھانے کی کوشش کی لیکن اس نے جب یہ مچھلی پھانسی تھی، ڈور اس وقت سے ہی اتنی زیادہ تنی ہوئی تھی کہ اندیشہ تھا کہ وہ اب ٹوٹی کہ اب ٹوٹی۔ اور جب وہ اسے اوپر کھینچنے کے لیے پچھلی جانب جھکا، اسے اس کے تناؤ کا احساس ہو گیا اور وہ سمجھ گیا کہ وہ اسے مزید نہیں کھینچ سکتا۔

''مجھے اسے کبھی جھٹکا نہیں دینا چاہیے،'' اس نے سوچا۔''کانٹے نے اس میں جو کٹاؤ بنا دیا ہے، ہر جھٹکے کے ساتھ اس میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر جب اس نے واقعی چھلانگ لگائی، تو وہ اسے جھٹک کر دور پھینک سکتی ہے۔ بہر حال اب جب کہ سورج نکل آیا ہے، میں بہتر محسوس کر رہا ہوں اور کم از کم فی الحال تو مجھے اس کی طرف دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔''

ڈور کے ساتھ زرد رنگ کا گھاس پھوس چمٹ گیا تھا لیکن بوڑھا جانتا تھا کہ اس سے ڈور کی قوت مزاحمت میں محض اضافہ ہوا ہے اور وہ اس پر خوش تھا۔ یہ گلف سٹریم کی زرد گھاس تھی جس نے رات کے وقت (سمندر میں) اتنی چمک دمک پیدا کر دی تھی۔

''مچھلی،'' اس نے کہا۔''میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تمھارا بے حد احترام کرتا ہوں۔ لیکن آج کا دن ختم ہونے سے پہلے پہلے میں تمھیں موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔''

''ہمیں امید رکھنا چاہیے کہ ایسا ہی ہوگا،'' اس نے سوچا۔

شمال کی طرف سے ایک ننھا منا پرندہ کشتی کی جانب آیا۔ یہ ترنم سرا پرندہ تھا اور پانی کے اوپر

بہت نیچی پرواز کررہا تھا۔ بوڑھے کا اندازہ تھا کہ وہ بہت تھکا ہوا ہے۔

پرندہ کشتی کے دنبالے کی طرف آیا اور وہاں بیٹھ کر آرام کرنے لگا۔ پھر وہ اٹھا، اس نے بوڑھے کے سر کے گرد چکر لگایا اور ڈور پر بیٹھ گیا۔ یہاں وہ اپنے آپ کو زیادہ آرام دہ حالت میں محسوس کررہا تھا۔

''تمھاری عمر کیا ہے؟'' بوڑھے نے پرندے سے پوچھا۔ ''کیا یہ سمندر پر تمھاری پہلی پرواز ہے؟''

جب وہ بول رہا تھا، پرندہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ وہ اتنا تھکا ہوا تھا کہ وہ ڈور کا بھی ٹھیک طرح جائزہ نہیں لے سکا تھا اور جب اس کے نرم و نازک پاؤں اسے اپنی گرفت میں لے رہے تھے، وہ ڈگمگا گیا۔

''گھبراؤ نہیں، یہ اسی طرح تنی رہے گی،'' بوڑھے نے اسے بتایا۔ ''یہ خوب تنی ہوئی ہے۔ رات بھر ہوا تو چلی نہیں، پھر تم اتنے تھکے ہوئے کیوں ہو؟ تمھیں اتنا تھکے ہوئے نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یہ پرندے کس لیے آتے ہیں؟''

''عقابوں کے لیے،'' اس نے سوچا۔ ''عقاب ان سے ملنے سمندر کی طرف آتے ہیں۔'' لیکن اس نے یہ بات پرندے کو نہ بتائی۔ پرندہ ویسے بھی اس کی بات سمجھ نہیں سکتا تھا اور رہے عقاب، وہ ان کے متعلق عنقریب بہت کچھ جان جائے گا۔

''ننھے منے پرندے، اچھی طرح آرام کرلو،'' اس نے کہا۔ ''پھر سمندر پر پرواز شروع کردو اور دوسرے انسانوں، پرندوں اور مچھلیوں کی طرح قسمت آزمائی کرو۔''

باتیں کرنے سے اس کا حوصلہ بلند ہورہا تھا کیونکہ رات کے دوران میں اس کی کمر اکڑ گئی تھی اور اب اس میں صحیح معنوں میں درد ہورہا تھا۔

''پرندے، جی چاہے تو میرے غریب خانے پر ٹھہرے رہو،'' اس نے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں بادبان چڑھا نہیں سکتا اور تمھیں اپنے ساتھ نہیں لے جاسکتا کیونکہ ہوا، جو چلنا تو شروع ہوگئی ہے، ابھی تیز نہیں ہوئی۔ لیکن مجھے دوست کا ساتھ میسر آگیا ہے۔''

عین اس وقت مچھلی نے اچانک جھوک کھائی۔ اس سے بوڑھا نیچے اگواڑے کی طرف لڑھک گیا اور اگر اس نے ٹیک نہ لگالی ہوتی اور ڈور کو ذرا ڈھیلا نہ چھوڑ دیا ہوتا، مچھلی اسے سمندر میں گھسیٹ

لے جاتی۔

جب ڈور کو جھٹکا لگا تھا، پرندہ پرواز کر گیا تھا۔ بوڑھا اسے جاتے دیکھ بھی نہیں سکا تھا۔ اس نے دائیں ہاتھ سے محتاط انداز سے ڈور کو چھوا اور دیکھا کہ اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے۔

''ہونہہ، تو مچھلی کو کوئی چیز چوٹ لگا گئی ہے،'' اس نے باآواز بلند کہا اور اس نے یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا وہ مچھلی کا رخ قدرے موڑ سکتا ہے یا نہیں، اس نے ڈور کو واپس اپنی جانب کھینچنا چاہا لیکن جب اسے اندازہ ہوا کہ کھینچا تانی سے ڈور ٹوٹ سکتی ہے، اس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا اور اسے کس کر پکڑے پکڑے پچھلی جانب ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

''مچھلی، اب تم اس کا دباؤ محسوس کر رہی ہوگی،'' اس نے کہا۔ ''اور خداوند جانتا ہے کہ میرا بھی یہی حال ہے۔''

اب اس نے پرندے کو دیکھنے کے لیے چاروں اطراف نظریں دوڑائیں کیونکہ اسے اس کی صحبت کی خواہش تھی۔ پرندہ جا چکا تھا۔

''تم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے،'' بوڑھے نے سوچا۔ ''لیکن جہاں تم جا رہے ہو، وہاں حالات یہاں سے بدتر ہیں اور جب تک تم ساحل پر نہیں پہنچ جاتے، ان میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔ میں نے مچھلی کو یہ موقع کیسے دے دیا کہ وہ ڈور کو اس طرح کھینچ لے جس طرح کہ اس نے کھینچی اور مجھے گھائل کر دے۔ شاید میری عقل جواب دیتی جا رہی ہے۔ یا پھر شاید میں ننھے منے پرندے کی طرف دیکھتا رہا اور اس کے متعلق سوچتا رہا ہوں گا۔ اب میں اپنا دھیان اپنے کام میں لگاؤں گا اور پھر مجھے ٹونا بھی تو کھانا ہوگی تا کہ میری ہمت جواب نہ دے جائے۔''

''کاش لڑکا یہاں ہوتا اور میرے پاس کچھ نمک ہوتا،'' اس نے باآواز بلند کہا۔

رسی کا بوجھ بائیں کندھے کی طرف منتقل کرتے اور حزم و احتیاط سے نیچے جھکتے اس نے اپنا ہاتھ سمندر کے پانی میں دھویا، اسے نیچے ڈبویا اور ایک منٹ سے زیادہ عرصے تک وہیں پڑا رہنے دیا۔ وہ خون کو پرے بہتا اور چلتی کشتی کے ساتھ پانی کو یکساں حرکت سے اپنے ہاتھ سے ٹکراتے دیکھتا رہا۔

''اس (مچھلی) کی رفتار خاصی کم ہو گئی ہے،'' اس نے کہا۔

بوڑھے کی خواہش تو یہی تھی کہ وہ اپنا ہاتھ مزید کچھ دیر نمکین پانی میں پڑا رہنے دے لیکن اسے خدشہ تھا کہ کہیں مچھلی ایک بار پھر اچانک جھوک نہ کھا جائے۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا، اس نے ٹیک لگائی اور اپنا ہاتھ سورج کے سامنے کر دیا۔ یہ ڈور کی محض رگڑ تھی جس سے اس کا ہاتھ کٹ گیا تھا۔ مگر گھاؤ اس حصے میں آیا تھا جو کام میں استعمال ہوتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ قصہ ختم ہونے سے پہلے اسے اپنے ہاتھوں کی ضرورت پیش آئے گی اور اسے یہ بات پسند نہیں تھی کہ اصل کام شروع ہونے سے پہلے اس کا ہاتھ زخمی ہو جائے۔

''اب'' اس نے، جب اس کا ہاتھ خشک ہو گیا، کہا: ''مجھے ٹونا کھا ہی لینا چاہیے۔ میرا گیف اس تک پہنچ سکتا، اور میں اسے دل جمعی سے یہاں کھا سکتا ہوں۔''

وہ نیچے جھک گیا۔ ٹونا گیف کے اوپر دنبالے کے نیچے پڑی تھی۔ اس نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا لیکن احتیاط یہ کی کہ اس کا ہاتھ ڈوروں کے گولوں کو چھونے نہ پائے۔ اس نے ڈور دوبارہ بائیں بازو پر سنبھال لی اور اپنے بائیں بازو اور ہاتھ کا سہارا لیتے ہوئے ٹونا گیف کے کنڈے سے اتار لی۔ پھر اس نے گیف کو دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اس نے ایک گھٹنا مچھلی کے اوپر ٹکایا اور سر سے دم تک لمبائی کے رخ گہرے سرخ رنگ کے گوشت کے قتلے کاٹ لیے۔ قتلے پچڑوں کی شکل کے تھے۔ پھر اس نے انھیں کمر کی ہڈی تک، جہاں وہ پیٹ کے کنارے تک پہنچتی تھی، کاٹ لیا۔ جب وہ چھ قتلے کاٹ چکا، اس نے انھیں دنبالے کی لکڑی پر بچھا دیا، اپنی پتلون پر چاقو صاف کیا، بونیتو مچھلی کا پنجر دم سے پکڑا، اوپر اٹھایا اور نیچے سمندر میں پھینک دیا۔

''میرا خیال ہے کہ میں ساری کی ساری نہیں کھا سکتا،'' اس نے کہا اور ایک قتلے پر چاقو پھیرنے لگا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ ڈور پر مسلسل دباؤ پڑ رہا ہے اور اس کا بایاں ہاتھ اینٹھ چکا ہے۔ وزنی رسی نے اسے بالکل اکڑا دیا تھا اور اس نے بڑی نفرت سے اس کا بغور جائزہ لیا۔

''یہ کس قسم کا ہاتھ ہے،'' اس نے کہا۔ ''اگر تمھاری یہی خواہش ہے، پھر اینٹھے رہو۔ بے شک پنجہ بن جاؤ۔ اس سے تمھارا کوئی بھلا نہیں ہو گا۔''

''چلو، چھوڑو،'' اس نے سوچا اور وہ نیچے پانی میں ڈور کے جھکاؤ کو دیکھنے لگا۔ ''اب اسے کھا

جاؤ، اس سے تمھارے ہاتھ کو تقویت ملے گی۔ اس میں ہاتھ کا کوئی قصور نہیں۔ تم کئی گھنٹوں سے مچھلی کے ساتھ چپکے ہوئے ہو۔ مگر تم اس کے ساتھ سدا ٹھہر سکتے ہو۔ اب خداوند کا نام لو اور بونیتو کھا جاؤ۔''

اس نے ایک قتلہ اٹھایا، منہ میں دبایا اور اسے آہستہ آہستہ چبانے لگا۔ یہ بدمزہ نہیں تھا۔

''خوب چبا چبا کر کھاؤ،'' اس نے سوچا۔ ''اور اس کا سارا رس نچوڑ لو۔ اگر میرے پاس سبز یا زرد لیموں یا نمک ہوتا، تو کھانے میں کچھ لطف آ جاتا۔''

''ہاتھ، اب تمھارا کیا حال ہے؟'' اس نے اینٹھن زدہ ہاتھ سے، جو لاش کی مانند اکڑا ہوا تھا، پوچھا۔ ''تمھاری خاطر میں کچھ اور کھا لیتا ہوں۔''

اس نے قتلے کا دوسرا ٹکڑا (اس نے قتلے کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر لیا تھا) منہ میں رکھ لیا۔ اس نے اسے سہج سہج چبایا اور بچی کچھی جلد باہر تھوک دی۔

''ہاتھ، اب کیسے گزر رہی ہے؟ یا ابھی پوچھنے کا وقت نہیں آیا؟''

اس نے دوسرا سالم قتلہ اٹھایا اور اسے چبانے لگا۔

''یہ بڑی طاقت ور اور خالص النسل مچھلی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''میں خوش قسمت تھا کہ ڈولفن کی بجائے یہ مل گئی۔ ڈولفن کچھ زیادہ ہی مٹھاس دار ہوتی ہے۔ اس میں مٹھاس شاید نام کو بھی نہیں ہوتی اور ابھی اس میں اس کی ساری قوت موجود ہے۔''

''آدمی کو عملی ہونا چاہیے، کسی دوسری چیز کے کوئی معنی ہی نہیں نکلتے،'' اس نے سوچا۔ ''کاش میرے پاس نمک ہوتا۔ جو قتلے بچ گئے ہیں، انھیں دھوپ خشک کر دے گی یا گلا سڑا دے گی؟ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ چنانچہ بہتر یہی ہے کہ میں سارے کے سارے کھا لوں حالانکہ مجھے بھوک نہیں ہے۔ ادھر مچھلی پرسکون ہے اور اس کی رفتار میں کوئی فرق نہیں آیا۔ میں یہ سارے قتلے کھا لوں گا اور پھر میں تیار ہو جاؤں گا۔''

''ہاتھ، صبر و تحمل سے کام لو،'' اس نے کہا۔ ''میں یہ تمھاری خاطر کھا رہا ہوں۔''

''کاش، میں مچھلی کو کچھ کھلا پلا سکتا،'' اس نے سوچا۔ ''وہ میری بہن ہے۔ لیکن مجھے اسے ہلاک کرنا ہوگا اور اس مقصد کے لیے مجھے اپنی توانائی برقرار رکھنا ہوگی۔'' اس نے آہستہ آہستہ اور پوری

ایمانداری سے پچڑوں کی شکل کے تمام قتلے اپنے پیٹ میں اتار لیے۔

وہ پتلون پر ہاتھ صاف کرتے کرتے سیدھا کھڑا ہو گیا۔

''ہاتھ، اب تم رسی چھوڑ سکتے ہو،'' اس نے کہا۔ ''اور جب تک تم احمقانہ حرکتوں سے باز نہیں آؤ گے، میں اس کے ساتھ دائیں ہاتھ سے نپٹتا رہوں گا۔'' اس نے بایاں پاؤں وزنی رسی پر، جو بایاں ہاتھ تھامے رہا تھا، رکھ دیا۔ وہ لیٹ گیا اور رسی کا دباؤ اپنی کمر پر برداشت کرنے لگا۔

''خدا کرے کہ اس اینٹھن سے میری جان چھوٹ جائے،'' اس نے کہا۔ ''کیونکہ مجھے کچھ معلوم نہیں کہ یہ مچھلی کیا کرے گی۔''

''لیکن وہ پرسکون معلوم ہوتی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''اور اپنے منصوبے پر عمل کر رہی ہے۔ لیکن اس کا منصوبہ ہے کیا؟ اور میرا منصوبہ کیا ہے؟ چونکہ اس کی جسامت اتنی بڑی ہے، مجھے اسے موقع محل کے مطابق گھڑنا پڑے گا۔ اگر اس نے چھلانگ لگائی، میں اسے ہلاک کر سکتا ہوں۔ لیکن اگر یہ سدا پانی کے نیچے گھسی رہی، پھر بھی میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا اور تا قیامت اس کے پاس ٹھہرا رہوں گا۔''

وہ اپنا اینٹھن زدہ ہاتھ اپنی پتلون پر رگڑنے اور اپنی انگلیاں ملائم بنانے کی کوشش کرنے لگا، مگر وہ جوں کی توں اکڑی ہوئی تھیں۔ ''ہو سکتا ہے کہ جب دھوپ نکلے یہ کھل جائیں،'' اس نے سوچا۔ ''ہو سکتا ہے یہ تب کھلیں جب ٹونا کا مقوی گوشت ہضم ہو جائے گا۔ اگر اس ہاتھ کی اکڑانت ختم نہ ہوئی، پھر مجھے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا خواہ مجھے اس کی کتنی ہی بھاری قیمت کیوں نہ ادا کرنا پڑے لیکن ابھی میں اسے بزور نہیں کھولنا چاہتا۔ اسے موقع دو کہ یہ اپنے آپ کھل جائے اور اپنی مرضی سے اپنی اصلی حالت پر واپس آ جائے۔ آخر رات کے دوران میں جب مختلف ڈوروں کو چھوڑنا اور باندھنا ضروری ہو گیا تھا، میں اس کا بے جا استعمال کرتا رہا ہوں۔''

اس نے سمندر پر ادھر ادھر نظر دوڑائی اور وہ سمجھ گیا کہ وہ اب کتنا تنہا ہے۔ لیکن اسے تاریک گہرے پانی میں طیف، ڈور، جو آگے ہی آگے کھنچی جا رہی تھی اور پرسکون سطح پر عجیب و غریب قسم کے لہر یا خطوط نظر آ رہے تھے۔ اب بادل اکٹھا ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یہ اس امر کی علامت تھی کہ بادمراد

چلنے والی ہے۔اس نے اپنے سامنے نظر دوڑائی۔اسے آسمان کے بالمقابل پانی کے اوپر جنگلی مرغابیوں کا جھنڈ مختلف شکلیں بناتا نظر آیا۔کبھی یہ شکلیں دھندلی پڑ جاتیں اور کبھی دوبارہ نمودار ہو جاتیں۔وہ سمجھ گیا کہ سمندر میں انسان کبھی تنہا نہیں ہوتا۔

پھر اس کے دھیان میں بعض وہ لوگ آئے جو اگر کسی چھوٹی کشتی پر سوار ہوتے اور زمین ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی، ان پر خوف طاری ہو جاتا۔اور وہ سمجھ گیا کہ جن مہینوں میں موسم اچانک خراب ہو جاتا ہے، ان میں ان کا یہ رویہ صحیح ہوتا ہے۔مگر اب تو طوفانوں کے مہینے شروع ہو چکے تھے اور ان مہینوں کے جن ایام میں طوفان نہیں آتے، وہ سال کا بہترین زمانہ ہوتے ہیں۔

''اگر طوفان بادوباراں کی آمد آمد ہو اور آپ سمندر میں ہوں، تو آپ کو ہمیشہ دنوں پہلے آسمان پر اس کے آثار نظر آ جاتے ہیں،'' اس نے سوچا۔''اگر آپ ساحل پر ہوں، پھر آپ کو یہ آثار دکھائی نہیں دیتے کیونکہ آپ کو معلوم نہیں ہو پاتا کہ آپ نے کیا تلاش کرنا ہے۔خشکی بادلوں کی شکل وصورت میں لازماً فرق پیدا کر دیتی ہوگی۔لیکن اب تو کسی قسم کے طوفان کا کوئی امکان نہیں ہے۔''

اس نے آسمان پر نظر دوڑائی۔اسے وہاں گھٹاؤں کے دل بادل دکھائی دیے۔یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہاں کسی نے با مروت آئس کریم کی اوپر نیچے تہیں جما دی ہوں اور ان تہوں کے بہت اوپر ستمبر کے بلندوبالا فلک پر ترشے پھلوں کی باریک باریک کترنیں تیرتی پھرتی معلوم ہوتی تھیں۔

"Light brisa"[35]۔اس کے منہ سے نکلا۔''مچھلی، تمھاری نسبت میرے لیے موسم زیادہ سازگار ہے۔''

اس کا بایاں ہاتھ ابھی تک اکڑا ہوا تھا لیکن وہ اسے آہستہ آہستہ کھولنے میں کامیاب ہو رہا تھا۔

''مجھے اینٹھن سے نفرت ہے،'' اس نے سوچا۔''یہ اپنے جسم کے ساتھ بے وفائی ہے۔اگر آدمی کو دوسروں کی موجودگی میں عفونت زدہ خوراک کے زہر سے اسہال کی شکایت ہو جائے اور اسے الٹیاں آنا شروع ہو جائیں، تو وہ اسے اپنی سخت تذلیل محسوس کرتا ہے۔لیکن اینٹھن؟'' وہ اسے اینٹھن نہیں Calambre[36] تصور کر رہا تھا۔اس پر تو آدمی، خاص طور پر جب وہ اکیلا ہو، خود اپنی نگاہوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔

''اگر لڑکا میرے ساتھ ہوتا تو وہ کلائی سے نیچے تک اس کی مالش کر دیتا اور یوں اسے نرم بنا دیتا،'' اس نے سوچا۔ ''خیر، کوئی بات نہیں، یہ ڈھیلا ہو ہی جائے گا۔''

پھر پیشتر اس کے کہ اسے ڈور پانی میں جھوک کھاتے نظر آتی، اس کے دائیں ہاتھ کو محسوس ہوا کہ ڈور جس طرح پانی میں کھنچ رہی تھی، اس میں کچھ فرق آ گیا ہے۔ وہ ہوشیار ہو گیا۔ پھر جب وہ ڈور کی مخالف سمت میں جھکا اور اس نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی ران پر پھرتی سے اور زور زور سے مارا، اسے احساس ہوا کہ ڈور آہستہ آہستہ بل کھا رہی اور اوپر آ رہی ہے۔

''وہ اوپر آ رہی ہے،'' اس نے کہا۔ ''اب تو آ جاؤ، آ بھی جاؤ۔''

ڈور دھیرے دھیرے اور پر استقلال انداز سے اوپر اٹھنے لگی۔ پھر کشتی کے آگے سطح سمندر پر ابھار نمودار ہوا اور مچھلی باہر آ گئی۔ وہ پوری کی پوری باہر آ گئی تھی اور اس کے پہلوؤں سے پانی نچڑ رہا تھا۔ دھوپ میں اس کا جسم تمتما رہا تھا۔ اس کے سر اور کمر کی رنگت گہری ارغوانی تھی اور دھوپ میں اس کے پہلوؤں کی دھاریاں عریض اور گلابی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے اوپر کے گلپھڑے بیس بال کے بلّے جتنے لمبے اور اوپر کی طرف سمٹتے سمٹتے بالکل کٹار کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ وہ اپنی پوری قوت کے ساتھ برآمد ہوئی اور پھر کسی مشاق غوطہ زن کی طرح دھیرج سے دوبارہ اندر چلی گئی۔ بوڑھے نے اس کی درانتی نما عظیم دم کو پانی میں غائب ہوتے دیکھا اور ڈور برق رفتاری سے کھنچی جانے لگی۔

''اس کی لمبائی کشتی سے دو فٹ زیادہ ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ڈور تیز رفتاری لیکن پر استقلال انداز سے کھنچی جا رہی تھی لیکن مچھلی قطعاً ہراساں نہیں تھی۔ بوڑھے نے دونوں ہاتھوں سے ڈور تھام رکھی تھی۔ اس کی کوشش تھی کہ ڈور نقطۂ شکست تک نہ پہنچنے پائے۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے ثابت قدمی سے دباؤ قائم رکھتے ہوئے مچھلی کی رفتار سست نہ کی، وہ ساری ڈور کھینچ سکتی اور اسے توڑ سکتی ہے۔

''یہ عظیم مچھلی ہے اور مجھے اسے قائل کرنا ہوگا،'' اس نے سوچا۔ ''مجھے اسے اتنا موقع ہی نہیں دینا چاہیے کہ اسے معلوم ہو سکے کہ اس میں کتنی طاقت ہے اور یہ کہ اگر وہ دوڑنے کی کوشش کرے تو وہ کیا کچھ کر سکتی ہے۔ اگر اس کی جگہ میں ہوتا، تو میں ہر چیز داؤ پر لگا دیتا اور اس وقت تک دم نہ لیتا جب تک کچھ نہ کچھ ٹوٹ نہ جاتا۔ لیکن خداوند کا شکر ہے کہ یہ اتنی ذہین نہیں جتنے کہ ہم ہیں جو انھیں ہلاک

کرتے رہتے ہیں۔البتہ وہ ہم سے کہیں زیادہ شریف الطبع اور ہوشیار ہیں۔''

بوڑھے نے لاتعداد جسیم مچھلیاں دیکھی تھیں۔ان میں سے بعض وہ تھیں جن میں سے ہر ایک کا وزن ایک ہزار پاؤنڈ سے زیادہ تھا اور اپنی زندگی میں اس نے اس جسامت کی دو پکڑی بھی تھیں لیکن ان دونوں مواقع پر وہ کبھی تنہا نہیں تھا۔لیکن اب وہ تنہا تھا اور خشکی سے اتنا دور کہ وہ نظر نہیں آسکتی تھی۔ وہ جسیم ترین مچھلی پھانس چکا تھا۔اس نے اتنی جسیم مچھلی نہ کبھی پکڑی تھی اور نہ سنی تھی اور اس کا بایاں ہاتھ اتنا سخت تھا جیسے ہاتھ نہ ہو، کسی عقاب کا پنجہ ہو۔

''یہ اینٹھن بہر حال جاتی رہے گی،'' اس نے سوچا۔''یقیناً یہ میرے دائیں ہاتھ کی مدد کرنے کے لیے ٹھیک ہو جائے گا۔تین چیزیں میرے بہن بھائی ہیں۔مچھلی اور میرے دونوں ہاتھ۔اسے لازماً ٹھیک ہو جانا چاہیے۔اسے اکڑنا زیب نہیں دیتا۔'' مچھلی دوبارہ سست پڑ گئی تھی اور اپنی معمول کی رفتار پر جارہی تھی۔

''حیرت ہے کہ اس نے جست کیوں لگائی!'' بوڑھے نے سوچا۔''یہ تقریباً اس انداز سے اچھلی تھی جیسے مجھے جتانا چاہتی ہو کہ وہ کتنی جسیم ہے۔بہر حال مجھے معلوم ہو گیا ہے۔کاش میں اسے دکھا سکتا کہ میں کس قسم کا آدمی ہوں۔لیکن پھر اسے معلوم ہو جائے گا کہ میرا ہاتھ تو اکڑا ہوا ہے۔اسے یہی سوچنے دو کہ میں اتنا زیادہ قوی، دلیر اور حوصلہ مند ہوں جتنا کہ میں دراصل ہوں نہیں اور میں ظاہر بھی یہی کرتا رہوں گا۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ میرے صرف عزم اور ذہانت کے مقابلے میں اس کے پاس سب کچھ ہے، میری خواہش ہے کہ کاش میں مچھلی ہوتا۔''

اس نے لکڑی کے ساتھ ٹیک لگالی اور آرام سے بیٹھ گیا۔اسے جو بھی تکلیف ہورہی تھی وہ شکوہ شکایت کیے بغیر اسے جھیل رہا تھا۔مچھلی استقلال سے تیرتی رہی اور کشتی تاریک پانی میں آہستہ آہستہ چلتی گئی۔پُروا چلنے لگی تھی اور سطح سمندر پر چھوٹی موٹی لہریں اٹھنا شروع ہو گئی تھیں۔ جب سورج نصف النہار پر پہنچا، اس کے ہاتھ کی اینٹھن جاتی رہی۔

''مچھلی، تمھارے لیے بری خبر،'' اس نے کہا اور اس نے بوری پر جو اس کے کندھوں کے اردگرد لپٹی ہوئی تھی، ڈور کا مقام تبدیل کر دیا۔

وہ آرام دہ حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور اگر چہ اسے تکلیف ہو رہی تھی لیکن وہ یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اسے تکلیف ہو رہی ہے۔

''میں مذہبی آدمی نہیں ہوں،'' اس نے کہا۔ ''لیکن میں دس دس مرتبہ یا مقدس باپ اور یا مریم کا ورد کروں گا کہ میں مچھلی پکڑنے میں کامیاب ہو جاؤں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر میں مچھلی پکڑنے میں کامیاب ہو گیا، میں مریم عذرا کے مجسمے کی زیارت کرنے کو بر ے جاؤں گا۔''

وہ مشینی انداز سے اپنا وظیفہ پڑھنے لگا۔ بعض اوقات وہ اتنا تھک جاتا کہ اسے دعا کے الفاظ یاد نہ رہتے اور پھر وہ انھیں اتنی تیزی سے دہراتا کہ بھولے ہوے الفاظ اپنے آپ یاد آ جاتے۔ اس کا خیال تھا کہ 'یا مقدس باپ' کی جگہ 'یا مریم' کہنا زیادہ آسان ہے۔

''یا مریم، تم سراپا فضل و کرم ہو۔ خداوند تمھارے ساتھ ہے۔ خواتین میں تم بابرکت ہو اور تمھارے رحم کا پھل، یسوع مسیح، بابرکت ہے۔ مقدس مریم، مادر خداوند، اب بھی ہم گنہگاروں کے حق میں دعا کرو اور اس وقت بھی جب موت ہمارے سر پر کھڑی ہو۔ آمین۔'' پھر اس نے مزید کہا: ''بابرکت مریم، بے شک یہ مچھلی بہت نفیس ہے، اس کی موت کی دعا کرو۔''

اگر چہ اس کی تکلیف میں کوئی افاقہ نہیں ہوا تھا بلکہ اس میں کچھ اضافہ ہی ہو گیا تھا، جب وہ دعا مانگ چکا اور پہلے کی نسبت کہیں بہتر محسوس کرنے لگا، اس نے اگواڑے کے چوبی تختے کے ساتھ ٹیک لگا لی اور مشینی انداز سے اپنے بائیں ہاتھ کی انگلیاں ہلانے جلانے لگا۔

اگر چہ ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی تھی، دھوپ کی حدت میں اضافہ ہو گیا تھا۔

''دنبالے کے اوپر جو چھوٹی ڈور ہے، مجھے اس کے اوپر مزید چارا لگا دینا چاہیے،'' اس نے کہا۔ ''اگر مچھلی نے مزید ایک رات ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا، مجھے دوبارہ کچھ کھانے کی حاجت محسوس ہوگی اور بوتل میں پانی خاصا کم ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں مجھے ایک آدھ ڈولفن کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ملے گی۔ اگر میں اسے تازہ تازہ کھا لوں، اس کا ذائقہ اتنا خراب نہیں ہوگا۔ کاش کوئی ماہی پرند آج کشتی پر آ جائے لیکن میرے پاس کوئی روشنی تو ہے نہیں کہ وہ میری طرف کھنچے چلے آئیں۔ اگر مچھلی کچی کھانا ہو، پھر ماہی پرند نفیس چیز ہے اور مجھے اسے چیرنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوگی۔ یسوع مسیح،

مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ اتنی جسیم ہے۔''

''لیکن اس کی تمام تر جسامت اور عظمت کے باوجود میں اسے ہلاک کردوں گا'' اس نے سوچا۔

''حالانکہ یہ ناانصافی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن میں اسے جتادوں گا کہ آدمی کیا کچھ کر سکتا ہے اور کیا کچھ برداشت کرسکتا ہے۔''

''میں نے لڑکے کو بتادیا تھا کہ میں عجیب وغریب قسم کا بوڑھا ہوں،'' اس نے کہا۔ ''اب وہ وقت آگیا ہے کہ میں اپنا قول صحیح ثابت کردکھاؤں۔''

وہ ہزار مرتبہ اسے صحیح ثابت کر چکا تھا، لیکن اس کے نزدیک یہ بے معنی تھا۔ اب وہ پھر اسے ثابت کررہا تھا کیونکہ جب بھی اس قسم کی صورت حال پیش آتی، وہ اسے نئی چیز سمجھتا تھا۔ اور ایسے وقت وہ ماضی کے متعلق قطعاً نہ سوچتا۔

''کاش یہ سوجائے تاکہ میں بھی سوسکوں اور ببر شیروں کے متعلق خواب دیکھ سکوں،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن میرے لیے یہ ببر شیر ہی کیوں بڑی چیز رہ گئے ہیں؟ بڑے میاں، مت سوچو،'' اس نے اپنے آپ سے کہا۔ ''اب چوبی تختے کے ساتھ ٹیک لگالو، بھلے مانسوں کی طرح آرام کرو اور کسی بھی چیز کے بارے میں مت سوچو۔ وہ اپنے کام میں مصروف ہے، تم کم سے کم کام کرو۔''

سورج ڈھلنے لگا تھا اور کشتی ابھی تک آہستہ آہستہ اور ایک ہی رفتار پر چلی جارہی تھی، لیکن ہوا کی وجہ سے اس پر مزید دباؤ پڑنے لگا تھا۔ سمندر میں ہلکی ہلکی لہریں اٹھ رہی تھیں اور بوڑھا دھیرے دھیرے ان کے ساتھ بہتا جارہا تھا۔ اپنی کمر پر رسی چبھنے سے اسے جو تکلیف پہنچ رہی تھی، وہ اسے باآسانی اور پرسکون انداز سے برداشت کرسکتا تھا۔

سہ پہر کے دوران میں رسی دوبارہ اوپر اٹھنے لگی۔ لیکن مچھلی نسبتاً ذرا اونچی سطح پر تیرتی رہی۔ دھوپ بوڑھے کے بائیں بازو، کندھے اور پشت پر پڑنے لگی تھی۔ چنانچہ اسے اندازہ ہوگیا کہ مچھلی شمال سے ذرا مشرق کی جانب مڑگئی ہے۔

اب جب کہ وہ مچھلی کو ایک مرتبہ دیکھ چکا تھا، وہ اپنے ذہن میں یہ تصور باندھ سکتا تھا کہ وہ اپنے ارغوانی صدری پنکھوں کے ساتھ، جو اس نے پرندے کے پروں کی مانند پھیلائے ہوئے تھے،

کس طرح تیر رہی ہوگی۔ اس کی دم سیدھی کھڑی ہوگی اور وہ اندھیرے میں پانی کو چیرتی جارہی ہوگی۔ ''میں جاننا چاہوں گا کہ گہرائی کے اندر اس کی نگاہ کہاں تک دیکھ سکتی ہے،'' بوڑھے نے سوچا۔ ''اس کی آنکھ ضخیم ہے۔ اس کے مقابلے میں گھوڑے کی آنکھ کہیں چھوٹی ہے اور وہ اندھیرے میں دیکھ سکتا ہے۔ ایک وقت ہوا کرتا تھا کہ میں بھی اندھیرے میں اچھی طرح دیکھ لیا کرتا تھا، مطلق اندھیرے میں تو نہیں، لیکن بالکل ایسے ہی جیسے بلی دیکھتی ہے۔''

دھوپ اور انگلیوں کو مسلسل ہلانے جلانے کے سبب اب اس کے بائیں ہاتھ کی اینٹھن بالکل ختم ہو چکی تھی اور اس نے رسی کا دباؤ زیادہ تر اس کی طرف منتقل کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنی کمر کے پٹھوں کو ذرا جھٹکا دیا تاکہ رسی اسے جہاں چبھ رہی تھی، اسے وہاں سے ذرا پرے ہٹا سکے۔

''مچھلی، اگر تم تھکی نہیں،'' اس نے با آواز بلند کہا، ''تم انتہائی عجیب و غریب چیز ہوگی۔''

اب اسے بہت زیادہ تھکاوٹ محسوس ہونے لگی۔ وہ جانتا تھا کہ عنقریب اندھیرا چھا جائے گا اور وہ دوسری باتوں کے متعلق سوچنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ (بیس بال کی) بڑی لیگوں کے متعلق قیاس آرائی کرنے لگا۔ اس کے نزدیک وہ Gran Ligas[37] تھیں اور اسے معلوم تھا کہ نیویارک کے یانکیوں کا ڈٹرائیٹ کے ٹائیگروں سے مقابلہ ہو رہا ہے۔

''دوسرا دن ہو گیا اور مجھے Juegos[38] کے نتائج کا کوئی علم نہیں،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن مجھے اعتماد ہونا چاہیے اور مجھے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے عظیم دی ماجیو کی شان میں بٹا لگے۔ عظیم دی ماجیو وہ آدمی ہے کہ اسے بے شک ایڑی کے bone spur[39] کی وجہ سے درد محسوس ہو، وہ اپنا کام کاملاً صحیح طریقے سے کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ bone spur ہوتا کیا ہے؟'' اس نے اپنے آپ سے پوچھا۔ ''un espuela de hueso[40]۔ ہمیں یہ شکایت نہیں ہوتی۔ کیا اس سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی آدمی اپنی ایڑی میں لڑاکے مرغ کی ٹانگ کے کانٹے کے چبھنے پر محسوس کرتا ہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ میں اس قسم کی تکلیف برداشت کر پاؤں گا یا مرغوں کی طرح کہ خواہ ایک آنکھ جاتی رہے، خواہ دونوں ہی چلی جائیں، لڑائی جاری رکھ سکوں گا۔ جسیم پرندوں اور درندوں کے مقابلے میں انسان کی کوئی حیثیت نہیں۔ پھر بھی میں اس کی طرح سمندر کی تاریکی میں درندہ بننے کو ترجیح دوں گا۔''

''جب تک شارکیں نہیں آتیں،'' اس نے با آواز بلند کہا۔ ''اگر شارکیں آ گئیں، پھر میرا اور اس کا خدا حافظ۔''

''تمھیں یقین ہے کہ عظیم دی ماجیو کسی مچھلی کے ساتھ اتنی طویل مدت تک مقیم رہ سکے گا جتنا عرصہ کہ میں اس (مچھلی) کے ساتھ ٹھہرا رہوں گا؟'' اس نے سوچا۔ ''مجھے یقین ہے کہ وہ رہ سکے گا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ نوجوان ہے اور بہت تگڑا ہے۔ اس کا باپ بھی مچھیرا تھا۔ لیکن سوال یہ ہے: کیاbone spur سے اسے بہت تکلیف پہنچتی ہوگی؟''

''مجھے معلوم نہیں،'' اس نے با آواز بلند کہا۔ ''مجھےbone spur کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔''

جب سورج غروب ہو گیا، اس نے اپنے آپ میں مزید اعتماد پیدا کرنے کے لیے وہ وقت یاد کیا جب اس نے کاسابلانکا[41] کے ایک مے خانے میں سن فوے گوس[42] کے ایک جسیم حبشی کے ساتھ جو گودیوں میں کام کرنے والے اشخاص میں طاقت ور ترین شخص تھا، پنجہ آزمائی کا مقابلہ کیا تھا۔ وہ دونوں میز پر چاک کی لکیر پر پورا دن اور پوری رات اپنی کہنیاں ٹکائے بیٹھے رہے۔ ان کی کلائیاں سیدھی کھڑی تھیں اور ان کے ہاتھوں نے ایک دوسرے کو مضبوطی سے اپنی اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ ہر ایک کی کوشش یہ تھی کہ وہ دوسرے کا ہاتھ نیچے میز سے چھوا دے۔ خوب خوب شرطیں لگیں۔ لوگ مٹی کے تیل کی روشنیوں میں کمرے سے اندر باہر آتے جاتے رہے اور وہ حبشی کے بازو، ہاتھ اور چہرے کا بغور جائزہ لیتا رہا تھا۔ پہلے آٹھ گھنٹوں کے بعد ریفری تبدیل ہوئے۔ پھر وہ چار چار گھنٹوں کے بعد تبدیل ہونے لگے تاکہ انھیں سونے کا موقع مل سکے۔ اس کے اپنے اور حبشی کے ہاتھوں کے ناخنوں سے خون رسنے لگا۔ وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے اور اپنے اپنے ہاتھوں اور کلائیوں کو بغور دیکھتے رہے۔ شرطیں لگانے والے کبھی کمرے سے باہر نکل جاتے اور کبھی اندر آ جاتے۔ وہ دیوار کے ساتھ اونچی کرسیوں پر بیٹھ جاتے اور اپنی نگاہیں ان پر گاڑ دیتے۔ دیواریں چوبی تھیں ان پر جگمگاتا نیلا رنگ پھیرا گیا تھا۔ لیمپوں کی روشنی میں ان کے سائے دیواروں پر پڑ رہے تھے۔ حبشی کا سایہ کسی دیو کا سایہ معلوم ہوتا تھا۔ چونکہ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی اور اس میں لیمپوں کی روشنیاں لہرا رہی تھیں، چنانچہ حبشی کا سایہ بھی لہراتا دکھائی دیتا تھا۔

ساری رات شرطوں کا بھاؤ کبھی ایک کے اور کبھی دوسرے کے حق میں تبدیل ہوتا رہا۔ وہ حبشی کو رم (گنے کی شراب) پلاتے اور اس کے سگریٹ سلگاتے رہے۔ رم چڑھانے کے بعد حبشی بھرپور انداز سے زور لگاتا اور ایک بار تو اس نے بوڑھے کو، جو اس زمانے میں بوڑھا نہیں بلکہ Santiago El Campeon (چیمپیئن سانتیاگو) تھا، تین انچ پیچھے سرکا دیا۔ مگر بوڑھے نے دوبارہ اپنا ہاتھ یوں سیدھا گاڑ دیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ اس وقت اسے یقین ہو گیا کہ وہ حبشی کو، جو نفیس آدمی اور عظیم اتھلیٹ تھا، شکست سے دوچار کر دے گا۔ جب صبح طلوع ہوئی، شرطیں لگانے والوں نے اصرار کرنا شروع کر دیا کہ مقابلہ برابر قرار دے دیا جائے لیکن ریفری نے اپنا سر نفی میں ہلا دیا۔ بوڑھے نے اپنا آخری زور لگا دیا اور اس نے حبشی کے ہاتھ کو نیچے، مزید نیچے دبانا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ میز پر ٹک گیا، مقابلہ اتوار کی صبح شروع ہوا تھا اور سوموار کی صبح ختم ہوا۔ بیشتر شرطیں لگانے والوں نے مقابلے کو برابر قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا کیونکہ انھیں جہازوں پر چینی کی بوریاں لادنا یا ہوانا کول کمپنی میں کام کرنے جانا تھا، ورنہ ہر شخص کا جی چاہتا تھا کہ مقابلہ منطقی انجام تک پہنچے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ کوئی اپنی ڈیوٹی پر حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوتا، اس نے کسی نہ کسی طرح اسے اختتام تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد کافی عرصے تک لوگ اسے چیمپیئن کہتے رہے اور موسم بہار میں دوبارہ مقابلہ ہوا۔ لیکن اب کے داؤ پر کوئی زیادہ رقم نہ لگائی گئی اور چونکہ وہ پہلے مقابلے میں سن فوے گوس کے حبشی کے اعتماد کو زک پہنچا چکا تھا، اس نے دوسرا مقابلہ آسانی سے جیت لیا۔ اس کے بعد اس نے چند اور مقابلے کیے اور پھر یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ اس نے سوچ لیا کہ اگر اس کی مقابلے کی خواہش کچھ زیادہ ہی جوش مارے، وہ با آسانی ہر کسی کو شکست دے سکتا ہے۔ پھر اس نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اگر وہ اسی طرح مقابلے کرتا رہا، اس کا دایاں ہاتھ خراب ہو جائے گا اور اسے مچھلیاں پکڑنے میں دشواری پیش آئے گی۔ اس نے بائیں ہاتھ سے چند ایک پریکٹس مقابلے کیے لیکن اس کا بایاں ہاتھ ازلی غدار تھا اور وہ جو کچھ اس سے مطالبہ کرتا تھا، وہ پورا نہیں کر پاتا تھا اور یوں اسے اس پر اعتبار نہیں تھا۔

''اب یہ دھوپ میں اچھی طرح سوکھ جائے گا''، اس نے سوچا۔ ''اور اگر یہ رات کو کچھ زیادہ

ہی سر د نہ ہو گیا، اس میں دوبارہ اکڑنت نہیں آئے گی۔ میں جاننا چاہوں گا کہ آج کی رات میرے لیے کیالائے گی؟''

ایک طیارہ اس کے سر کے اوپر سے گزرا۔ یہ میامی کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے اس کے سائے کو ماہی پرندوں میں ہل چل مچاتے دیکھا۔

''ماہی پرندوں کی یہ کثیر تعداد اس امر کی علامت ہے کہ یہاں کہیں ڈولفن ہوں گی،'' اس نے کہا اور یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا اس کے اپنی مچھلی پر توفق حاصل کرنے کا کوئی امکان ہے یا نہیں، وہ اپنی ڈور پر پچھلی جانب جھک گیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ ڈور اسی طرح سخت رہی اور اس پر پانی کے قطرے اسی طرح لرزتے رہے جس طرح اس کے ٹوٹنے سے پہلے یہ سب کچھ ہوتا تھا۔ کشتی دھیرے دھیرے آگے بڑھتی جا رہی تھی اور وہ انہماک سے طیارے کی جانب دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

''طیارے کے اندر عجیب عجیب احساسات پیدا ہوتے ہوں گے،'' اس نے سوچا۔ ''میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اتنی بلندی سے سمندر کیسا نظر آتا ہے۔ اگر وہ بہت زیادہ بلندی پر پرواز نہ کر رہے ہوں، انھیں مچھلیاں نظر آ جانا چاہئیں۔ میں دو سو فیدم بلندی پر بہت آہستہ آہستہ پرواز کرنا پسند کروں گا اور وہاں سے مچھلیاں دیکھنا چاہوں گا۔ میں کچھوے پکڑنے والی کشتیوں کے مستولوں کے اوپر کے ڈنڈوں پر چڑھ جایا کرتا تھا اور اتنی سی بلندی سے بھی بہت کچھ دیکھ لیا کرتا تھا۔ وہاں سے ڈولفن معمول سے زیادہ زمردیں دکھائی دیتی ہیں۔ ان کی دھاریاں اور ارغوانی دھبے بھی نظر آ جاتے ہیں اور جب وہ تیرتی ہیں، ان کا پورے کا پورا غول نگاہوں میں آ جاتا ہے۔ ان تمام مچھلیوں کی، جو تاریک آبی رو میں بے حد تیزی دکھاتی ہیں، پشتیں، اور عام طور پر ان کے اجسام کی دھاریاں اور دھبے ارغوانی کیوں ہوتے ہیں؟ یہ ٹھیک ہے کہ ڈولفن زمردی نظر آتی ہے کیونکہ وہ درحقیقت سنہری ہوتی ہے لیکن جب اسے صحیح معنوں میں بھوک ستاتی ہے اور وہ خوراک کی تلاش میں نکلتی ہے اس کے جسم پر اسی قسم کی ارغوانی دھاریاں دکھائی دیتی ہیں جیسی مارلن کی ہوتی ہیں۔ کیا یہ غصے کے باعث ہوتا ہے یا اس کا سبب اس کی تیز رفتاری ہے؟''

اندھیرا چھانے سے ذرا قبل جب وہ گلف سٹریم کی گھاس کے، جو پرسکون پانی میں اس طرح ہانپ اور لہرا رہی تھی جیسے سمندر زرد کمبل کے نیچے کسی چیز سے اختلاط کر رہا ہو، خاصے وسیع وعریض قطعے کے قریب سے گزرے، اس کی چھوٹی ڈور ڈولفن کے منہ میں پھنس گئی۔ اس نے اسے پہلی مرتبہ تب دیکھا جب اس نے فضا میں جست لگائی۔ ڈوبتے ہوئے سورج کی روشنی میں اس کا رنگ خالص سنہرا تھا۔ وہ فضا میں دوہری ہو رہی اور مجنونانہ انداز سے پھڑ پھڑا رہی تھی۔ اپنی خوف کی قلابازیوں میں وہ بار بار چھلانگیں لگا رہی تھی۔ وہ بچتا بچاتا دنبالے کی طرف چل پڑا۔ وہاں اس نے اپنا جسم سکیڑا، نیچے جھکا، بڑی ڈورا اپنے دائیں ہاتھ اور بازو سے تھامی اور بائیں ہاتھ سے ڈولفن اوپر کھینچنے لگا۔ جو ڈور اوپر آتی گئی وہ اسے اپنے برہنہ بائیں پاؤں کے نیچے دباتا گیا۔ جب مچھلی دنبالے کے قریب پہنچ گئی، وہ مایوسی کے عالم میں اوپر نیچے اچھلنے اور اپنے آپ کو چھڑانے کے لیے چوبی تختے کے دائیں بائیں ٹکریں مارنے لگی۔ بوڑھا دنبالے کے اوپر جھکا اور اس نے تاباں و درخشاں سنہری مچھلی کو، جس کے جسم پر ارغوانی چتیاں تھیں، اوپر اٹھالیا۔ وہ تیزی سے بار بار کانٹے پر منہ مار رہی تھی اور اس کے جبڑے یوں حرکت کر رہے تھے جیسے ان پر تشنج کی کیفیت طاری ہو گئی ہو۔ وہ اپنے لانبے چپٹے جسم، دم اور سر کے ساتھ کشتی کے فرش کی دھنائی کر رہی تھی۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک بوڑھے نے اس کے درخشاں سنہری سر کو اپنے ڈنڈے سے اچھی طرح پیٹ نہ ڈالا۔ تب یہ کپکپائی اور ٹھنڈی ہو گئی۔

بوڑھے نے مچھلی کو کانٹے سے علیحدہ کیا، ڈور پر ایک اور سارڈین مچھلی کو بطور چارا پھنسایا اور اسے نیچے سمندر میں پھینک دیا۔ پھر وہ سنبھلتا، سنبھلتا واپس اگواڑے کی طرف چل دیا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ دھویا اور اسے اپنی پتلون پر پونچھا۔ پھر اس نے بھاری ڈور دائیں سے بائیں ہاتھ پر منتقل کی اور اپنا دایاں ہاتھ سمندر میں دھونے لگا۔ اس دوران میں اس کی توجہ سمندر میں ڈوبتے سورج اور بڑی ڈور کے جھکاؤ پر مرکوز رہی۔

''اس (مچھلی) میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں آئی؛'' اس نے کہا۔ لیکن جب اس نے ہاتھ کے بالمقابل پانی کی حرکت کا بغور مشاہدہ کیا، اسے اندازہ ہوا کہ اس کی رفتار بیّن طور پر کم ہو گئی ہے۔

''میں دو چپوؤں کو دنبالے کے آر پار اچھی طرح باندھ دوں گا اور یوں رات کو اس کی رفتار

سست ہو جائے گی،''اس نے کہا۔''آج کی رات اس کا کچھ نہیں بگڑے گا اور میرا بھی۔''

''بہتر یہی ہے کہ میں کچھ دیر بعد ڈولفن کی انتڑیاں نکال دوں۔ اس طرح گوشت میں کچھ خون بچ جائے گا،''اس نے سوچا۔''میں یہ کام کچھ دیر بعد بھی کر سکتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی چپو بھی باندھ دوں گا۔ اس سے مچھلی کے لیے رکاوٹ پیدا ہو جائے گی اور وہ اپنی رفتار بڑھا نہیں سکے گی۔ تاہم فی الحال بہتر یہی ہے کہ میں مچھلی کو پرسکون رہنے دوں اور غروب آفتاب کے وقت اسے کوئی زیادہ پریشان نہ کروں۔غروب آفتاب تمام مچھلیوں کے لیے مشکل وقت ہوتا ہے۔''

اس نے ہوا میں اپنا ہاتھ خشک کیا، پھر اس سے ڈور پکڑی اور جس قدر ممکن ہوا، اپنے آپ کو آرام کی پوزیشن میں لے آیا۔ اور جب اس پر رسی کا دباؤ پڑا، اس نے اپنے آپ کو چوبی تختے کی جانب کھنچ جانے دیا۔ اس سے یہ ہوا کہ کشتی کو اتنا ہی، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہی، دباؤ برداشت کرنا پڑا جتنا کہ خود اسے کرنا پڑ رہا تھا۔

''اس قسم کی صورت حال سے کس طرح نپٹنا ہے، میں ہولے ہولے سیکھتا جا رہا ہوں،''اس نے سوچا۔''اور کچھ نہیں تو کم از کم اس کا یہ حصہ۔ پھر یہ بھی یاد رکھو کہ جب سے یہ پھنسی ہے، اس کے منہ میں کھیل تک اڑ کر نہیں گئی اور یہ جسیم مچھلی ہے اور اسے اپنا پیٹ بھرنے کے لیے کثیر خوراک کی ضرورت ہے۔ میں سالم بونیتو کھا چکا ہوں۔کل میں ڈولفن پر ہاتھ صاف کروں گا۔ (وہ ڈولفن کو dorado[44] کہتا تھا)۔شاید مجھے اس کا کچھ حصہ تب کھا لینا چاہیے جب میں اس کے پیٹ کی صفائی کر چکا ہوں گا۔ یہ بونیتو کی نسبت زیادہ سخت ہو گی۔تاہم کوئی کام بھی تو آسان نہیں ہوتا۔''

''مچھلی، تمھارا کیا حال ہے؟''اس نے باآواز بلند کہا۔''میں تو ٹھیک ٹھاک ہوں اور میرا بایاں ہاتھ بہتر ہے۔ پھر میرے پاس ایک رات اور ایک دن کی خوراک بھی موجود ہے۔ مچھلی، کشتی کھینچتی رہو۔''

وہ صحیح معنوں میں اپنے آپ کو ٹھیک محسوس نہیں کر رہا تھا کیونکہ اپنی کمر پر رسی کا دباؤ پڑنے سے اسے جو درد ہو رہا تھا، وہ اگرچہ اب قصۂ پارینہ بنتا جا رہا تھا، لیکن اس کی ہلکی ہلکی چبھن اب بھی محسوس ہو رہی تھی اور یہ وہ کیفیت تھی جسے وہ شبہے کی نظروں سے دیکھتا تھا۔''مگر میں اس سے بھی زیادہ بدتر کیفیت میں سے گزر چکا ہوں،''اس نے سوچا۔''میرے ایک ہاتھ میں ذرا سا چیر آیا ہے اور دوسرے کی

اینٹھن ختم ہو چکی ہے۔ میری ٹانگیں بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں اور جہاں تک قوت بخش خوراک کا تعلق ہے، مجھے اس پر برتری حاصل ہے۔''

جیسا کہ ستمبر کے مہینے میں ہوتا ہے، اب بھی یونہی سورج غروب ہوا، فضا یک بارگی تاریکی کی لپیٹ میں آ گئی۔ وہ اگواڑے کے گھسے پٹے تختے کے ساتھ ٹیک لگا کر لیٹ گیا اور جس قدر ممکن ہوا، اپنے جسم کو آرام پہنچانے لگا۔ اولین ستارے نمودار ہو گئے۔ اسے رجل[45] کا نام تو معلوم نہیں تھا لیکن اس نے اسے پہچان لیا اور وہ سمجھ گیا کہ ذرا کی ذرا میں باقی بھی جلوہ گر ہو جائیں گے اور اس کے یہ دور کے دوست اس کا ساتھ دیں گے۔

''مچھلی بھی میری دوست ہے،'' اس نے بلند آواز سے کہا۔ ''میں نے اس قسم کی مچھلی نہ کبھی دیکھی ہے اور نہ سنی ہے۔ لیکن اسے مجھے لازماً ہلاک کرنا ہوگا۔ میں خوش ہوں کہ ہمیں ستاروں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کرنا پڑتی۔''

''ذرا تصور کرو کہ آدمی کو ہر رات چاند ہلاک کرنے کی کوشش کرنا پڑتی ہو،'' اس نے سوچا۔ ''چاند بھاگ جاتا ہے۔ ذرا تصور کرو کہ آدمی کو ہر روز سورج ہلاک کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے، پھر؟ ہم قسمت کے دھنی پیدا ہوئے ہیں۔''

پھر اسے جسیم مچھلی پر ترس آنے لگا کہ اسے کھانے کو کچھ نہیں ملا تھا۔ اسے اس کی حالت پر بے شک افسوس ہو رہا تھا، لیکن اس نے اسے ہلاک کرنے کا جو عزم باندھ رکھا تھا، اس میں رتی برابر تخفیف نہ آئی۔ ''اس سے کتنے آدمیوں کے پیٹ بھریں گے؟'' اس نے سوچا۔ ''مگر کیا وہ اس قابل ہیں کہ انھیں اسے کھانے کا موقع مہیا کیا جائے؟ ہونہہ، یہ منہ اور مسور کی دال۔ اس نے جس قسم کے رویے کا اظہار کیا ہے اور جس عظیم وقار کا مظاہرہ کیا ہے، اس سے تو یہی واضح ہوتا ہے کہ ایک بھی شخص ایسا نہیں جو اسے کھانے کا مستحق ہو۔''

''میں یہ باتیں نہیں سمجھتا،'' اس نے سوچا۔ ''تاہم یہ بات اچھی ہی ہے کہ ہمیں سورج، چاند یا ستاروں کو ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کرنا پڑتی۔ ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ ہم اپنی زندگیاں سمندر پر گزار دیں اور اپنے اصلی بہن بھائیوں کو ہلاک کرتے رہیں۔''

''اب مجھے ان چپوؤں کے متعلق، جو اس کے لیے رکاوٹ بنیں گے، سوچنا چاہیے،'' اس نے سوچا۔ ''رکاوٹ کے اپنے خطرات اور اپنے محاسن ہیں۔ اگر مچھلی نے اپنا زور لگا دیا اور چپوؤں کی وجہ سے اس کی رفتار میں جو مزاحمت پیدا ہوگی، وہ اپنی جگہ قائم رہی اور کشتی پر، جو ابھی تک ہلکی پھلکی ہے، دباؤ بڑھ گیا، پھر ہو سکتا ہے کہ مجھ سے اتنی زیادہ ڈور چھوٹ جائے کہ مچھلی میرے ہاتھ سے نکل جائے۔ کشتی کا ہلکا پن ہم دونوں کے مصائب کو طول دے رہا ہے لیکن میرا تحفظ اسی سے وابستہ ہے کیونکہ مچھلی میں اتنی قوت ہے کہ وہ اپنی رفتار بہت زیادہ بڑھا سکتی ہے اور ابھی تک اس نے اپنی یہ طاقت استعمال نہیں کی۔ خیر، خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے، مجھے ڈولفن کی انتڑیاں بہرحال نکالنا ہوں گی تاکہ یہ کہیں خراب نہ ہو جائے اور مجھے اس کا کچھ گوشت کھانا ہوگا تاکہ میں اپنی توانائی برقرار رکھ سکوں۔

''اب میں مزید ایک گھنٹہ آرام کروں گا۔ پھر میں دنبالے میں واپس جا کر کام کرنے اور کسی فیصلے پر پہنچنے سے پہلے یہ محسوس کروں گا کہ اس کا وزن ٹھوس ہے اور رفتار یکساں۔ دریں اثنا میں یہ جائزہ لوں گا کہ وہ کیا رویہ اختیار کرتی ہے اور یہ کہ اپنے رویے میں کسی قسم کی تبدیلی لاتی ہے یا نہیں۔ چپو بڑے کام کی چیز ہیں اور ان کے ذریعے داؤ فریب کھیلا جا سکتا ہے، لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ میں اپنی حفاظت کی تدبیر کروں! وہ ابھی تک مچھلیوں کا رویہ اپنائے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا تھا کہ کانٹا اس کے منہ کے کونے میں اٹکا ہوا ہے اور اس نے اپنا منہ مضبوطی سے بھینچ رکھا ہے۔ کانٹے کی سزا تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن بھوک کی سزا اور یہ کہ اس کا مقابلہ ایک ایسی چیز سے ہے جو اس کی سمجھ سے بالا ہے، سب کچھ ہے۔ بڑے میاں، اب تم آرام کرو اور اسے اس وقت تک کے لیے اپنا کام کرنے دو جب تک تمھاری اگلی ڈیوٹی نہ آ جائے۔''

اس نے اپنے خیال کے مطابق دو گھنٹے آرام کیا۔ چاند کے نکلنے میں ابھی دیر تھی اور اس کے پاس وقت کا اندازہ لگانے کا کوئی پیمانہ نہیں تھا۔ وہ درحقیقت آرام نہیں کر رہا تھا، جو کچھ وہ کر رہا تھا اسے محض مقابلتاً ہی آرام کہا جا سکتا تھا۔ وہ ابھی تک اپنے کندھوں پر مچھلی کا کھنچاؤ برداشت کر رہا تھا لیکن اس نے اپنا بایاں ہاتھ اگواڑے کے بالائی کنارے پر رکھ دیا اور وہ مچھلی کی جو مزاحمت برداشت کر رہا تھا، اس نے اس کا زیادہ سے زیادہ بوجھ خود کشتی پر منتقل کر دیا۔

''اگر میں ڈور کو باندھ سکوں، کتنی آسانی رہے گی،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن اگر مچھلی ذرا سا بھی جھوک کھا گئی، ڈور ٹوٹ جائے گی۔ مجھے رسی کا کھنچاؤ برداشت کرنے کے لیے اسے اپنے جسم کا سہارا دینا ہوگا اور اسے دونوں ہاتھوں سے ڈھیلا چھوڑنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا ہوگا۔''

''مگر بڑے میاں، تم نے ابھی تک آنکھ بھی نہیں جھپکی،'' اس نے با آواز بلند کہا۔ ''آدھا دن اور پوری رات اور اب مزید ایک دن گزر چکا ہے اور تم سوئے نہیں۔ اگر مچھلی پرسکون اور اس کی رفتار یکساں ہے، تمھیں کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈنا ہوگا تاکہ تم کچھ دیر سو سکو۔ اگر تم سوئے نہ، تو تمھارا دماغ ٹھیک طرح کام نہیں کر پائے گا۔''

''میرا دماغ بالکل ٹھیک طرح کام کر رہا ہے،'' اس نے سوچا۔ ''بلکہ ضرورت سے زیادہ ہی ٹھیک طرح۔ میں بالکل اسی طرح واضح ہوں جس طرح کہ ستارے جو کہ میرے بھائی ہیں۔ پھر بھی مجھے لازماً سونا ہوگا۔ وہ سوتے ہیں، چاند اور سورج سوتے ہیں بلکہ بعض ایام میں بعض اوقات سمندر بھی، جب اس میں لہریں نہیں اٹھتیں اور اس کی سطح بالکل پرسکون ہوتی ہے، سو جاتا ہے۔''

''لیکن یاد رکھو کہ تمھیں سونا ہے،'' اس نے سوچا۔ ''اپنے آپ سے یہ کام کرواؤ اور ڈوروں کے ضمن میں کوئی سیدھا سادھا اور یقینی طریقہ وضع کرو۔ اچھا، اب واپس جاؤ اور ڈولفن تیار کرو۔ اگر تمھیں لازماً سونا ہے، پھر چپوؤں کو مزاحمت کے لیے استعمال کرنا خطرناک بات ہوگی۔''

''میں سوئے بغیر گزارہ کر سکتا ہوں،'' اس نے اپنے آپ کو بتایا۔ ''لیکن یہ بے حد خطرناک حرکت ہوگی۔''

اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل سنبھل سنبھل کر چلتے اس نے واپس دنبالے کا رخ کیا۔ وہ اس بات کی خاص احتیاط کر رہا تھا کہ اس کی کسی بھی حرکت سے مچھلی کو کوئی جھٹکا لگنے نہ پائے۔ ''ممکن ہے کہ وہ خود بھی نیم غنودہ ہو،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن میں نہیں چاہتا کہ وہ آرام کرے۔ اسے ڈور کھینچتے رہنا چاہیے تا آنکہ اس کی موت واقع ہو جائے۔''

دنبالے میں پہنچنے کے بعد وہ اس طرح مڑا کہ اس نے اپنے کندھوں کے آر پار بوجھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر سہار لیا اور دائیں ہاتھ سے چاقو غلاف سے باہر کھینچ لیا۔ ستارے اب درخشاں تھے اور وہ

ڈولفن کو واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ اس نے چاقو کا پھل اس کے سر میں دھکیل دیا اور اسے دنبالے کے نیچے سے باہر نکال لیا۔ اس نے اپنا ایک پاؤں مچھلی پر رکھا اور بڑی پھرتی سے مقعد سے نچلے جبڑے کی نوک تک اس کا جسم چیر ڈالا۔ پھر اس نے چاقو نیچے رکھ دیا اور دائیں ہاتھ سے اس کی آنتیں نکالنے لگا۔ اس نے اس کا پیٹ خوب اچھی طرح صاف کیا اور اس کے گلپھڑے بڑی صفائی سے باہر نکال لیے۔ اپنے ہاتھوں میں اسے اس کی اوجھڑی بھاری اور پھسلواں محسوس ہوئی اور اس نے اس میں بھی چیرا دے دیا۔ اس کے اندر دو ماہی پرند تھے۔ وہ تازہ اور سخت تھے۔ اس نے انھیں ایک دوسرے کے پہلو میں نیچے رکھ دیا اور آنتیں اور گلپھڑے دنبالے کے اوپر (سمندر میں) پھینک دیے۔ وہ ڈوب گئے مگر اپنے پیچھے روشن لکیر چھوڑ گئے۔ ڈولفن کا جسم سرد ہو چکا تھا اور اب ستاروں کی روشنی میں اس کی رنگت کسی جذام کے مریض کی طرح میلی سفید نظر آ رہی تھی۔ بوڑھے نے اپنا ایک پاؤں اس کے سر پر رکھا اور اس کی ایک طرف کی کھال کھینچ کر اتار لی۔ پھر اس نے اسے الٹایا اور دوسری طرف کی کھال کھینچ لی۔ اس کے بعد اس نے اس کی دونوں اطراف سر سے دم تک علیحدہ علیحدہ کاٹ لیں۔

اس نے اس کا پنجر کشتی کے پہلو پر سے نیچے کھسکا دیا اور دیکھنے لگا کہ وہاں بھنور تو پیدا نہیں ہوا۔ پنجر آہستہ آہستہ نیچے جا رہا تھا۔ جہاں وہ گرا، وہاں بھنور تو نہ بنا، البتہ روشنی کی لکیر ضرور نمایاں ہوگئی۔ تب وہ واپس مڑا، دونوں ماہی پرندوں کو ڈولفن کے ہڈی بغیر گوشت کے ٹکڑوں پر رکھا، چاقو دوبارہ غلاف میں ڈالا اور آہستہ آہستہ دوبارہ اگواڑے کی جانب چل پڑا۔ رسی کے بوجھ کی وجہ سے اس کی کمر دوہری ہو رہی تھی اور وہ مچھلی دائیں ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھا۔

اگواڑے میں واپس پہنچنے کے بعد اس نے مچھلی کے دونوں ٹکڑے چوبی تختے پر رکھ دیے۔ اس نے ماہی پرند بھی ان کے قریب ٹکا دیے۔ اس کے بعد اس نے اپنے کندھوں پر ڈور ذرا ادھر ادھر سرکائی اور کشتی کے بالائی کنارے کے ساتھ ٹیک لگا کر اسے دوبارہ بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا۔ پھر وہ کشتی کے پہلو پر نیچے جھکا اور پانی میں ماہی پرند دھونے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہاتھ سے پانی کی رفتار کا بھی جائزہ لیتا جا رہا تھا۔ مچھلی کی کھال اتارنے سے اس کا ہاتھ فاسفورس کی طرح چمکنے لگا تھا اور وہ اس کی مخالف سمت میں پانی کی رفتار کا اندازہ لگا رہا تھا۔ بہاؤ اب پہلے کی نسبت کمزور تھا اور جب اس نے

اپنا ہاتھ ایک طرف سے کشتی کے تختوں پر گرا، فاسفورس کے ذرات علیحدہ ہو گئے اور وہ دھیرے دھیرے اگواڑے کے آگے بہنے لگے۔

''وہ یا تو تھک چکی ہے یا آرام کر رہی ہے،'' بوڑھے نے کہا۔ ''خیر اب مجھے ڈولفن کو کھانے کا فریضہ انجام دے ہی دینا چاہیے۔ پھر میں ذرا کی ذرا آرام کروں گا اور کچھ جھپکی لے لوں گا۔''

ستاروں کے نیچے اور رات کی سردی میں، جو پہلے کی نسبت کچھ بڑھ گئی تھی، اس نے ڈولفن کا آدھ ٹکڑا اور ایک ماہی پرند، جس کی آنتیں اس نے نکال دی تھیں اور سر کاٹ لیا تھا، کھا لیا۔

''اگر ڈولفن پکا کر کھائی جائے، کتنی لذیذ ہوتی ہے!'' اس نے کہا۔ ''اگر کچی کھائی جائے، کتنی بے لذت محسوس ہوتی ہے! اب میں نمک یا لیموں کے بغیر کبھی کشتی پر سوار نہیں ہوں گا۔''

''اگر میں عقل سے کام لیتا، میں سارا دن اگواڑے پر پانی چھڑکتا رہتا اور اسے خشک ہو جانے دیتا، یوں مجھے کچھ نمک حاصل ہو جاتا،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن میں غروب آفتاب سے ذرا پہلے تک ڈولفن پھانس بھی تو نہیں سکا تھا۔ پھر بھی یہ تیاری کا فقدان تھا۔ تاہم میں نے یہ ساری کی ساری اچھی طرح چبالی ہے اور میری طبیعت بھی خراب نہیں ہوئی۔''

مشرق کی جانب آسمان ابر آلود ہو رہا تھا اور ایک ایک آئے وہ تمام ستارے، جنھیں وہ پہچانتا تھا، نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ کچھ یوں نظر آ رہا تھا جیسے وہ بادلوں کی عظیم گھاٹی میں سفر کر رہا ہو اور ہوا بند ہو چکی تھی۔

''تین چار دنوں میں موسم خراب ہو جائے گا،'' اس نے کہا۔ ''لیکن آج رات اور کل کے روز نہیں۔ بڑے میاں، اب جب کہ مچھلی پر سکون ہے اور رفتار تبدیل کیے بغیر آگے جا رہی ہے، کچھ دیر سونے کی ترکیب کرو۔''

اس نے رسی کس کر دائیں ہاتھ میں پکڑ لی اور جب اس نے اپنا سارا وزن اگواڑے کے چوبی تختے پر ڈالا، اس نے اپنی ران اپنے دائیں ہاتھ کی جانب دھکیل دی۔ پھر اس نے اپنے کندھوں پر رسی ذرا سا نیچے کھسکائی اور اپنے بائیں ہاتھ سے اسے سہارا دے دیا۔

''جب تک اسے سہارا حاصل ہے، میرا دایاں ہاتھ اسے تھامے رہے گا،'' اس نے سوچا۔ ''اگر

نیند کے دوران میں اس ہاتھ کی گرفت کمزور ہوگئی، تو رسی کے ڈھیلا ہو جانے پر میرا بایاں ہاتھ مجھے جگا دے گا۔ دائیں ہاتھ کے لیے یہ سخت آزمائش ہے لیکن یہ سزا کا عادی ہو چکا ہے۔ اگر میں بیس منٹ یا آدھ گھنٹہ بھی سو جاؤں، معاملہ ٹھیک ٹھاک رہے گا۔'' وہ اگلی جانب لیٹ گیا۔ اس نے اپنا سارا جسم اچھی طرح سمیٹ لیا اور ڈور کے ساتھ چمٹ گیا۔ اس نے اپنا سارا وزن دائیں ہاتھ پر ڈال دیا اور سو گیا۔

اسے خواب میں ببر شیر نظر نہ آئے، ان کی بجائے سوسمار دکھائی دینے لگے۔ ان کا وسیع و عریض غول آٹھ دس میل کے علاقے میں پھیلا ہوا تھا اور یہ ان کے ملاپ کا زمانہ تھا۔ وہ فضا میں اونچی اونچی چھلانگیں لگاتے اور چھلانگ لگانے سے پہلے انھوں نے جو بل بنائے ہوتے، انھیں میں واپس لوٹ جاتے۔

پھر اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے گاؤں میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ اچانک شمال کی تیز اور سرد ہوا کے جھکڑ چلنے لگے۔ اسے ٹھنڈ لگنے لگی اور اس کا دایاں ہاتھ سو گیا کیونکہ اس کا سر تکیے کی بجائے اس پر ٹکا ہوا تھا۔

اس کے بعد اسے خواب میں طویل زرد ریتلا ساحل دکھائی دینے لگا اور اس نے ابتدائی اندھیرے میں پہلے ببر شیر کو اس پر نمودار ہوتے دیکھا۔ پھر دوسرے ببر شیر آنا شروع ہو گئے اور اس نے اپنی ٹھوڑی اگواڑے کے تختے پر ٹکا دی۔ وہاں جہاز لنگر انداز تھے اور خشکی کی جانب شام کی ہلکی ہوا چلنے لگی تھی۔ وہ یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا مزید شیر آئیں گے یا نہیں، انتظار کرنے لگا۔ اور وہ بے حد خوش تھا۔

چاند کبھی کا طلوع ہو چکا تھا لیکن وہ سویا رہا۔ مچھلی اسی رفتار سے رسی کھینچتی رہی اور کشتی بادلوں کی سرنگ میں چلتی رہی۔

اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی دائیں مٹھی جھٹکے سے اس کے چہرے سے ٹکرا گئی تھی اور اپنے دائیں ہاتھ میں اسے ڈور یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے اسے آگ لگ گئی ہو۔ اسے اپنا بایاں ہاتھ بالکل بے جان محسوس ہو رہا تھا، تاہم اس نے پورا زور لگا کر دائیں ہاتھ سے رسی روکنے کی کوشش کی لیکن رسی تھی کہ تیزی سے اس کے ہاتھ سے نکلی جا رہی تھی۔ آخر کار اس کے بائیں ہاتھ کو رسی مل گئی۔ اس نے اپنا سارا وزن رسی پر ڈال دیا اور اب رسی کی رگڑ سے اس کی کمر اور بایاں ہاتھ جلنے لگا۔ سارا دباؤ بائیں ہاتھ کو برداشت کرنا پڑ رہا تھا اور یہ جگہ جگہ سے بری طرح چھل رہا تھا۔ اس نے مڑ کر پیچھے ڈور کے گولوں پر

نگاہ دوڑائی۔ وہ لیت و لعل کیے بغیر ڈور ڈھیلی کیے جا رہے تھے۔ عین اسی لمحے مچھلی اچھلی، معلوم ہوتا تھا کہ سمندر پھٹ گیا ہے اور پھر وہ دھم سے نیچے گر پڑی۔ اس کے بعد وہ بار بار چھلانگیں لگانے لگی۔ اگرچہ ڈور تیزی سے ڈھیلی ہوتی جا رہی تھی لیکن کشتی اس سے بھی زیادہ تیز رفتار سے بھاگی جا رہی تھی۔ بوڑھا رسی کو کھینچتا تھا اور اسے ٹوٹنے کے قریب پہنچا دیتا تھا، وہ پھر کھینچتا اور پھر ٹوٹنے کے قریب پہنچا دیتا۔ یہ سلسلہ لامتناہی ہوتا جا رہا تھا۔ زور لگاتے لگاتے اس کا جسم تن گیا اور وہ اگواڑے پر گر پڑا۔ اس کا چہرہ ڈولفن کے کٹے ہوئے ٹکڑے میں دھنس گیا اور وہ ہلنے جلنے سے قاصر ہو گیا۔

''اسی کا تو ہمیں انتظار تھا،'' اس نے سوچا۔ ''چنانچہ اب ہم اسے بھگتتے ہیں۔''

''اس نے ڈور کے ساتھ جو سلوک کیا ہے،'' اس نے سوچا، ''اس کا اسے خمیازہ اٹھانے پر مجبور کرو۔''

اسے مچھلی کی چھلانگیں نظر نہیں آ سکتی تھیں، اس کے اوپر چھلانگ لگانے سے سمندر جس طرح پھٹتا تھا اور نیچے گرنے پر پانی کے جس طرح چھینٹے اڑتے تھے، اسے ان کی صرف آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ رسی کی رفتار اس کے ہاتھوں کو بری طرح چھیل رہی تھی لیکن اسے سدا سے یہ معلوم تھا کہ ہوگا یہی کچھ۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ رگڑیں صرف ان حصوں پر آئیں جن کی جلد نسبتاً سخت تھی، رسی کھسک کر ہتھیلیوں تک نہ پہنچے اور نہ انگلیوں کو زخمی کر سکے۔

''اگر لڑکا یہاں ہوتا، وہ ڈور کے گولوں کو بھگو سکتا تھا،'' اس نے سوچا۔ ''ہاں، اگر لڑکا یہاں ہوتا۔ اگر لڑکا یہاں ہوتا۔''

رسی کھسکتی گئی، کھسکتی گئی لیکن اب اس کے کھسکنے کی رفتار کم ہوتی جا رہی تھی اور اس کا ایک ایک انچ حاصل کرنے کے لیے وہ مچھلی سے پورا زور لگوا رہا تھا۔ اب اس نے چوبی تختے اور مچھلی کے ٹکڑے سے، جسے اس کے گالوں نے کچل دیا تھا، اپنا سر اوپر اٹھایا۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل جھکا اور آہستہ آہستہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ وہ اب بھی رسی ڈھیلی کیے جا رہا تھا لیکن اس کی رفتار پہلے کی نسبت کہیں کم تھی۔ وہ سنبھلتا سنبھلتا پیچھے ہٹا جہاں اس کا پاؤں تو گولوں کو چھو سکتا تھا لیکن وہ خود انھیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ وہاں ابھی تک کافی ڈور موجود تھی اور اب مچھلی کو پانی میں اس ساری نئی ڈور کی مزاحمت برداشت کرنا تھی۔

''ہاں،'' بوڑھے نے سوچا۔ ''اب جب کہ وہ ایک درجن سے زیادہ چھلانگیں لگا چکی ہے اور اپنی ہوا کی تھیلیوں میں، جو اس کی پشت پر موجود ہیں، ہوا بھر چکی ہے، وہ چاہے بھی تو مرنے کے لیے اتنی گہرائی میں، جہاں سے میرے لیے اسے اوپر کھینچنا ناممکن ہو جائے، نہیں جا سکتی۔ وہ بہت جلد دائرے میں گھومنے لگے گی اور تب مجھے اس سے نپٹنا ہوگا۔ میں جاننا چاہوں گا کہ اسے ہوا کیا تھا جو اس نے اس قسم کی قلابازیاں لگانا شروع کر دیں؟ کیا بھوک نے اس پر اس حد تک غلبہ پا لیا کہ وہ مرنے مارنے پر تل گئی؟ یا رات کے دوران میں کسی چیز نے اسے ڈرا دیا؟ ہوسکتا ہے کہ وہ اچانک خوف کی گرفت میں آ گئی ہو۔ لیکن یہ تو اتنی پرسکون اور تگڑی مچھلی تھی اور اتنی پراعتماد اور نڈر معلوم ہوتی تھی۔ بات ہے عجیب۔''

''بڑے میاں، تمھارے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم خود نڈر اور پراعتماد بن جاؤ،'' اس نے کہا۔ ''تم نے اسے دوبارہ قابو میں تو کر لیا ہے، لیکن جو رسی ڈھیلی ہو کر نیچے جا چکی ہے، تم اسے واپس نہیں کھینچ سکتے۔ لیکن اسے بہرحال جلد ہی دائرے میں گھومنا ہوگا۔''

بوڑھا اسے بائیں ہاتھ اور کندھوں سے تھامے رہا۔ وہ نیچے جھکا اور دائیں ہاتھ کی پیالی بنا کر کچھ پانی اوپر لے آیا تا کہ ڈولفن کے گوشت کا جو لوتھڑا اس کے چہرے پر چپک گیا تھا، اسے اتار سکے۔ اسے خدشہ تھا کہ اسے دیکھ کر اس کا جی متلانے لگے گا، اسے قے آ جائے گی اور اس کی توانائی جاتی رہے گی۔ جب اس کا چہرہ صاف ہو گیا، اس نے کشتی کے کنارے کے اوپر سے دایاں ہاتھ پانی میں ڈالا، دھویا اور اسے نمکین پانی میں پڑا رہنے دیا جبکہ وہ خود طلوع آفتاب سے قبل اولین اجالے کا بغور مشاہدہ کرتا رہا۔ ''یہ تقریباً مشرق کے رخ جا رہی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تھک چکی ہے اور آبی رو کے ساتھ ساتھ از خود بہتی جا رہی ہے۔ اسے جلد ہی دائرے میں گھومنا ہو گا۔ تب ہمارا اصل کام شروع ہو جائے گا۔''

جب وہ یہ طے کر چکا کہ اس کا دایاں ہاتھ حسب ضرورت کافی وقت پانی میں گزار چکا ہے، اس نے اسے اوپر کھینچ لیا اور اس پر نگاہیں گاڑ دیں۔

''اس کی حالت بری نہیں ہے،'' اس نے کہا۔ ''اور مرد کے لیے درد کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔''

اس نے رسی نہایت احتیاط سے تھام لی تا کہ یہ وہاں، جہاں جہاں زخم آئے تھے، نہ چبھے۔ اس نے اپنا توازن درست کیا تا کہ وہ کشتی کے دوسرے کنارے کے اوپر سے اپنا بایاں ہاتھ سمندر میں ڈال سکے۔

''بیکار چیز کی خاطر تمھاری کارکردگی بری نہیں رہی،'' اس نے اپنے بائیں ہاتھ سے کہا۔ ''مگر ایک لمحہ ایسا بھی آیا تھا جب مجھے تمھارا کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔''

''میں دو اچھے ہاتھوں کے ساتھ کیوں پیدا نہ ہوا؟'' اس نے سوچا۔ ''شاید یہ میرا قصور تھا کہ میں نے اس کی اچھی طرح تربیت نہ کی۔ لیکن خدا شاہد ہے کہ اسے سیکھنے کے لیے کافی مواقع ملے تھے۔ بہر حال رات کے دوران میں اس کی کارکردگی بری نہیں رہی اور اس میں صرف ایک مرتبہ اکڑنت آئی ہے۔ اگر یہ دوبارہ اینٹھتا ہے، پھر بہتر یہی ہے کہ رسی اسے کاٹ کر پھینک دے۔''

جب اس نے سوچا کہ اسے معلوم ہے کہ اس کا ذہن صحیح طریقے سے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا اور اس نے سوچا کہ اسے ڈولفن کا کچھ مزید ٹکڑا چبا لینا چاہیے۔ ''لیکن یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا،'' اس نے اپنے آپ کو بتایا۔ ''قے کر کے اپنی توانائی کھونے سے ہذیانی کیفیت میں مبتلا ہونا کہیں بہتر ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ چونکہ میرا چہرہ اس میں دھنسا رہا ہے، تو اگر اب میں نے اسے کھایا، میں اسے اپنے معدے میں نہیں رکھ سکوں گا۔ جب تک اس کی حالت خراب نہیں ہوتی، میں اسے ہنگامی ضرورت کے لیے سنبھالے رکھوں گا۔ لیکن اب غذا کے ذریعے توانائی حاصل کرنے کا وقت نہیں رہا۔ تم نرے احمق ہو،'' اس نے اپنے آپ کو بتایا۔ ''اس دوسرے ماہی پرندے کو کھالو۔''

یہ وہیں پڑا تھا، اس کے پیٹ کی صفائی کی جا چکی تھی اور یہ کھائے جانے کے لیے تیار تھا۔ اس نے اسے بائیں ہاتھ سے اٹھایا، منہ میں ڈالا اور کھانے لگا۔ اس نے اس کی ہڈیاں احتیاط سے چبائیں اور سر سے دم تک سارے کا سارا نگل گیا۔

''کسی بھی دوسری مچھلی کی نسبت اس میں غذائیت نسبتاً زیادہ ہے،'' اس نے سوچا۔ ''کم از کم اس قسم کی توانائی، جس کی کہ مجھے ضرورت ہے۔ جو مجھ سے ہو سکتا تھا، وہ میں کر چکا ہوں۔ اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ دائرے میں گھومنا شروع کر دے اور اصل مقابلہ شروع ہو جائے۔''

جب سے وہ سمندر میں داخل ہوا تھا، سورج تیسری مرتبہ طلوع ہو رہا تھا۔ اس طلوع کے ساتھ ہی مچھلی دائرے میں گھومنے لگی۔

جس رخ رسی ڈھلکی ہوئی تھی، اس سے اسے اندازہ نہ ہو سکا کہ مچھلی نے چکر کاٹنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے حساب کے مطابق ابھی اس میں دیر تھی۔ اسے صرف اتنا احساس ہوا کہ رسی کا دباؤ خفیف سا کم ہو گیا ہے اور وہ اسے دائیں ہاتھ سے ہولے ہولے کھینچنے لگا۔ یہ حسب معمول تن گئی اور جب اس کی وہ کیفیت ہو گئی کہ احساس ہونے لگا کہ اب یہ ٹوٹا ہی چاہتی ہے، وہ اس کے ہاتھ میں کھنچی آنے لگی۔ اس نے اپنا سر اور کندھے رسی کے نیچے سے کھسکا لیے اور اسے استقلال اور نرمی سے کھینچنے لگا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ گھما رہا تھا اور کوشش کر رہا تھا کہ وہ جتنی زیادہ رسی کھینچ سکتا ہے، اسے اپنے جسم اور ٹانگوں کا پورا زور لگاتے ہوئے کھینچ لے۔ کھینچنے کے دوران میں اسے بار بار گھومنا پڑتا تھا اور اس کی بوڑھی ٹانگیں اور کندھے اس عمل کا مرکزی مقام بن گئے تھے۔

''یہ بہت بڑا دائرہ ہے،'' اس نے کہا۔ ''لیکن وہ گھوم رہی ہے۔''

اس کے بعد رسی مزید نہ کھینچی جا سکی۔ اس نے اسے کس کر تھامے رکھا جہاں تک کہ اسے دھوپ میں اس پر پانی کے قطرے اچھلتے کودتے نظر آئے۔ اس کے بعد وہ واپس کھنچنے لگی۔ بوڑھا نیچے جھک گیا اور اس نے بادل ناخواستہ اسے واپس تاریک پانی میں جانے دیا۔

''وہ دائرے کے آخری سرے کی طرف جا رہی ہے،'' اس نے کہا۔ ''مجھے حتے المقدور اسے روکنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ اس پر جو دباؤ پڑے گا، وہ ہر مرتبہ اس کا دائرہ پہلے سے تنگ کر دے گا۔ شاید میں ایک گھنٹے تک اسے دیکھ لوں گا۔ اب مجھے لازماً اسے سمجھانا اور موت کے گھاٹ اتارنا ہو گا۔''

لیکن مچھلی دھیرے دھیرے دائرے بناتی رہی اور بوڑھا پسینے میں شرابور ہو گیا۔ دو گھنٹے بعد اس کا جوڑ جوڑ دکھنے لگا اور وہ بالکل نڈھال ہو گیا۔ تاہم دائرے اب پہلے کی نسبت کہیں زیادہ چھوٹے تھے اور رسی جس انداز سے جھوک کھا رہی تھی، اس سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ مچھلی تیرتے تیرتے بتدریج اوپر آ گئی ہے۔

پورا گھنٹا بوڑھے کو اپنی آنکھوں کے سامنے دھبے لہراتے ناچتے نظر آتے رہے۔ اس کی آنکھیں،

آنکھ کے اوپر زخم اور پیشانی سبھی پسینے سے تر بتر ہو گئے اور ان میں نمک چبھنے لگا۔ اسے سیاہ دھبوں کا کوئی خوف نہیں تھا۔ وہ رسی پر جس طرح دباؤ ڈال رہا تھا، اس میں یہ معمول کی چیزیں تھیں۔ تاہم دو مرتبہ اسے یہ محسوس ہوا کہ اس کے ہوش و حواس جواب دے رہے ہیں اور اس کا سر چکرا رہا ہے۔ اس کیفیت نے اسے پریشانی میں مبتلا کر دیا۔

''اس قسم کی مچھلی ہو اور میں اپنی توقعات پر پورا نہ اتروں یا موت سے ہمکنار ہو جاؤں، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا،'' اس نے کہا۔ ''اب جب کہ میں اتنے خوبصورت طریقے سے اسے اپنی طرف آنے پر مجبور کر رہا ہوں، خداوند مجھے قوت برداشت عطا کرے۔ میں سو سو مرتبہ یا مقدس باپ اور یا مریم کا ورد کروں گا لیکن فی الحال میں یہ وظیفہ نہیں پڑھ سکتا۔''

''سمجھ لو کہ تم یہ وظیفہ ادا کر چکے ہو،'' اس نے سوچا۔ ''تاہم میں بعد میں اسے ضرور پڑھ لوں گا۔''

تب اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس نے دونوں ہاتھوں سے جو رسی تھام رکھی ہے، کوئی اسے زور زور سے پیٹ رہا اور جھٹکے دے رہا ہے۔ یہ احساس بہت شدید اور سخت تھا اور اس کے دل پر بوجھ بن رہا تھا۔

''وہ اپنی برچھی نما دم سے آہنی تار کی دھنائی کر رہی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''یہ ہونا ہی تھا۔ اسے یہ کرنا ہی تھا۔ اس کا ایک نتیجہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ چھلانگیں لگانا شروع کر دے جب کہ میری خواہش یہ ہے کہ وہ دائرے میں ہی گھومتی رہے۔ مچھلی کے لیے ضروری ہے کہ وہ چھلانگیں لگائے تاکہ وہ سانس لے سکے۔ مگر کانٹے نے اس کے منہ میں جو زخم بنا دیا ہے، ہر چھلانگ کے بعد وہ مزید کھل سکتا ہے اور یوں وہ کانٹے سے پیچھا چھڑا سکتی ہے۔''

''مچھلی، مت کودو،'' اس نے کہا۔ ''مت کودو۔''

مچھلی مزید کئی مرتبہ تار سے ٹکرائی۔ ہر مرتبہ بوڑھا ناپسندیدگی سے اپنا سر ہلاتا اور تھوڑی سی رسی ڈھیلی چھوڑ دیتا۔

''اس کے جس حصے میں درد ہو رہا ہے، مجھے کوشش کرنا چاہیے کہ وہ وہیں رہے،'' اس نے سوچا۔ ''جہاں تک میرے درد کا تعلق ہے، یہ اتنا اہم نہیں۔ میں اس پر قابو پا سکتا ہوں۔ مگر اس کا درد

اسے پاگل بنا سکتا ہے۔''

کچھ دیر کے بعد مچھلی نے تار کی پٹائی بند کر دی اور وہ دوبارہ آہستہ آہستہ دائرے میں گھومنے لگی۔ اب بوڑھا بتدریج رسی اپنی جانب کھینچتا جا رہا تھا لیکن اسے محسوس ہوا کہ وہ دوبارہ بے ہوش ہوا چاہتا ہے۔ اس نے بائیں ہاتھ سے کچھ سمندری پانی اٹھایا اور اپنے سر پر ڈال لیا۔ پھر اس نے مزید کچھ مقدار سر پر ڈالی اور اپنی گردن مسلنے لگا۔

''مجھے کہیں بھی اینٹھن نہیں،'' اس نے کہا۔ ''وہ دوبارہ اوپر اٹھے گی لیکن میں اپنی جگہ ڈٹا رہوں گا۔ تمھیں ڈٹے رہنا ہوگا۔ اس کا نام بھی زبان پر نہ لاؤ۔''

اس نے اگواڑے کے ساتھ ٹیک لگالی اور ایک ثانیے کے لیے رسی دوبارہ اپنی پشت پر کھسکا دی۔ ''جب تک وہ دائرے میں چکر لگاتی رہے گی، میں آرام کرتا رہوں گا اور جب وہ ادھر آئے گی، میں اٹھ کھڑا ہوں گا اور اس سے نپٹنے کے لیے اپنی کارروائی شروع کر دوں گا،'' اس نے فیصلہ کر لیا۔

اگواڑے میں آرام کرنے اور رسی کو مزید کھینچے بغیر اور مچھلی کو اپنی مرضی سے ایک چکر لگانے کی اجازت دینے کے فیصلے میں بڑی ترغیب تھی مگر جب دباؤ سے بوڑھے کو اندازہ ہوا کہ مچھلی مڑ چکی ہے اور کشتی کی طرف آ رہی ہے، وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے رسی کو کچھ اس طریقے سے کھینچنا شروع کر دیا کہ وہ بل کھانے اور اس کی طرف لپکنے لگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جتنی رسی کھینچ سکا، اسے اس نے اوپر اٹھا لیا۔

''مجھے جتنی تھکاوٹ آج ہوئی ہے، کبھی نہیں ہوئی تھی،'' اس نے سوچا۔ ''اب بادِ مراد چلنا شروع ہو گئی ہے لیکن اس میں میرا فائدہ ہے، مچھلی آسانی سے میری گرفت میں آ جائے گی۔ مجھے اس ہوا کی شدید ضرورت ہے۔''

''جب وہ اگلی بار ادھر جانے کے لیے موڑ کاٹے گی، میں آرام کروں گا،'' اس نے کہا۔ ''میں بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ جب وہ مزید دو تین چکر لگا لے گی، میں اس پر قابو پا لوں گا۔''

اس کا تنکوں کا ہیٹ اس کے سر کی پچھلی جانب خاصا نیچے ڈھلک چکا تھا اور جب اسے محسوس ہوا کہ مچھلی موڑ کاٹ رہی ہے، رسی کو جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار نیچے بیٹھ گیا۔

''مچھلی، اب شروع ہو جاؤ،'' اس نے سوچا۔ ''میں اگلی بار تم پر قابو پالوں گا۔''

سمندر کی سطح خاصی بلند ہو چکی تھی لیکن یہ خوشگوار موسم کی بادِ نسیم تھی اور اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے اس کی شدید ضرورت تھی۔

''میں جنوب اور مغرب کی جانب اپنی کشتی کھیوں گا،'' اس نے کہا۔ ''آدمی سمندر میں کبھی گم نہیں ہوتا۔ یہ محض ایک طویل جزیرہ ہے۔''

جب مچھلی نے تیسری بار موڑ کاٹا، تو وہ پہلی مرتبہ اسے نظر آئی۔

ابتدا میں وہ اسے ایک تاریک سایہ معلوم ہوئی جس نے کشتی کے نیچے گزرنے میں اتنی دیر لگائی کہ اسے اس کی جسامت پر اعتبار نہ آیا۔

''نہیں،'' اس نے کہا۔ ''وہ اتنی بڑی نہیں ہو سکتی۔''

لیکن وہ اتنی ہی بڑی تھی اور اس چکر کے اختتام پر وہ صرف تیس گز دور سطح پر نمودار ہوگئی اور بوڑھے نے اس کی دم پانی سے باہر دیکھ لی۔ یہ بہت بڑی درانتی کے پھل سے کہیں زیادہ اونچی تھی اور گہرے نیلگوں پانی کے اوپر اس کی رنگت ہلکی ارغوانی تھی۔ وہ پچھلی جانب جھک گئی۔ اور جب مچھلی سطحِ آب کے ذرا نیچے تیر رہی تھی، بوڑھے کو اس کا عظیم دھڑ اور ارغوانی دھاریاں، جن کی اس کے جسم پر پٹّیاں بنی ہوئی تھیں، نظر آنے لگیں۔ اس کا عقبی پنکھ نچلی جانب جھکا ہوا تھا اور اس کے جہازی صدری پنکھ بہت دور تک پھیلے ہوئے تھے۔

اس چکر کے دوران میں بوڑھے کو اس کی آنکھیں اور دو چھوٹی شارک مچھلیاں، جو اس کے اردگرد تیر رہی تھیں، دکھائی دیں۔ یہ شارکیں بعض اوقات اس کے ساتھ چمٹ جاتیں، بعض اوقات پرے بھاگ جاتیں اور بعض اوقات دھیرے دھیرے اس کے سائے میں تیرنے لگتیں۔ ان میں سے ہر ایک تین فٹ لمبی تھی اور جب وہ تیز تیز تیرتیں، ان میں بام مچھلی (eel) کی پھرتی آ جاتی۔

بوڑھے کو اب پسینا آنے لگا تھا لیکن اس کا سبب دھوپ کے علاوہ کچھ اور تھا۔ جب مچھلی دھیمے اور پرسکون انداز سے موڑ کاٹتی، ہر بار اس کے ہاتھ میں مزید رسی آ جاتی اور اسے یقین ہو گیا کہ جب مزید دو چکر پورے کر لے گی، اسے اپنا ہارپون اس کے جسم میں گھونپنے کا موقع مل جائے گا۔

''لیکن مجھے اسے نزدیک، نزدیک تر، نزدیک ترین لے آنا چاہیے،'' اس نے سوچا۔ ''مجھے اس کے سر کا نہیں بلکہ قلب کا نشانہ لینے کی کوشش کرنا چاہیے۔''

''بڑے میاں، پرسکون رہو اور اپنی قوت برقرار رکھو۔''

اگلا چکر کاٹنے کے دوران میں مچھلی کی پشت باہر نکل آئی لیکن وہ کشتی سے قدرے دور تھی۔ اگلے چکر کے دوران میں بھی فاصلے میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوئی تاہم وہ پانی سے باہر نکل چکی تھی اور بوڑھے کو یقین ہو گیا کہ جب کچھ مزید رسی اس کے ہاتھ آ جائے گی، وہ اسے اپنے قریب لے آئے گا۔

اس نے اپنا ہارپون پہلے ہی تیار کر لیا تھا۔ اس کی پتلی رسی کا گولا ایک مدوّر ٹوکری میں پڑا تھا اور اس کا سرا اگواڑے میں کھمبے کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

مچھلی اپنا چکر پورا کرنے کے بعد واپس آ رہی تھی۔ وہ پرسکون تھی اور خوبصورت نظر آ رہی تھی۔ اس کی صرف عظیم دم حرکت کر رہی تھی۔ بوڑھا اسے اپنے قریب گھسیٹنے کے لیے پوری قوت سے رسی کھینچنے لگا۔ مچھلی مڑی اور صرف ایک ثانیے کے لیے اس کے ذرا قریب آ گئی۔ اس کے بعد وہ سیدھی ہو گئی اور ایک اور چکر پر روانہ ہو گئی۔

''میں نے اسے جنبش دے ہی دی،'' بوڑھے نے کہا۔ ''تو پھر میں نے اسے جنبش دے ہی دی۔''

اسے محسوس ہوا کہ وہ دوبارہ ہوش و حواس کھوتا جا رہا ہے۔ وہ جس حد تک مچھلی پر دباؤ قائم رکھ سکتا تھا، اسے رکھنے میں کامیاب رہا۔ ''میں نے اسے جنبش دے دی تھی،'' اس نے سوچا۔ ''ممکن ہے کہ اس مرتبہ میں اس پر قابو پا لوں۔ ہاتھو، کھینچو، ٹانگو، سیدھی کھڑی رہو۔ دماغ، میری خاطر قائم رہو۔ تم نے کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا، میری خاطر قائم رہو۔ اس بار میں اسے لازماً کھینچ لوں گا۔''

مگر جب اس نے پورا زور لگایا (یہ کام اس نے مچھلی کے اپنی طرف آنے سے خاصا پہلے شروع کر دیا تھا) اور اپنی ساری قوت اسے کھینچنے میں صرف کر دی، مچھلی ذرا سا اس کی طرف کھنچ گئی لیکن وہ پھر سیدھی ہو گئی اور تیرتے تیرتے پرے چلی گئی۔

''مچھلی،'' بوڑھے نے کہا۔ ''تم کب تک بچتی رہو گی؟ تمھیں تو بہرحال مرنا ہی ہے۔ کیا تم

مجھے بھی مارنا چاہتی ہو؟''

''اس طریقے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا،'' اس نے سوچا۔ اس کا گلا اتنا خشک ہو چکا تھا کہ اس کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل پاتا تھا لیکن اب اس کا ہاتھ پانی تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ''اس مرتبہ مجھے اسے لازماً اپنے قریب لانا ہوگا،'' اس نے سوچا۔ ''اب مجھ میں مزید چکر برداشت کرنے کی ہمت نہیں۔ ہاں، تم میں ہے،'' اس نے اپنے آپ کو بتایا۔ ''تم ابد تک ڈٹے رہ سکتے ہو۔''

اگلے چکر کے دوران میں وہ تقریباً اس کے قابو آ گئی مگر مچھلی دوبارہ سیدھی ہو گئی اور تیرتے تیرتے پرے چلی گئی۔

''مچھلی، تم میرا ابھرکس نکال رہی ہو،'' بوڑھے نے سوچا۔ ''تمھیں اس کا حق حاصل ہے۔ بی بی، میں نے تم سے زیادہ جسیم یا زیادہ خوبصورت یا زیادہ پرسکون یا زیادہ عالی شان کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ آؤ اور مجھے مار ڈالو۔ مجھے قطعاً پروا نہیں کہ کون کسے ہلاک کرتا ہے۔''

''اب تمھارا دماغ پراگندہ ہو رہا ہے،'' اس نے سوچا۔ ''تمھیں اپنا ذہن صاف رکھنا چاہیے، اسے الجھن کا شکار نہیں ہونے دینا چاہیے۔ اپنا ذہن صاف رکھو اور جان لو کہ مردوں کی طرح یا یوں کہو کہ مچھلی کی طرح مصائب کیسے برداشت کیے جاتے ہیں۔''

''دماغ، اپنے جالے اتار پھینکو،'' اس نے ایک ایسی آواز میں کہا جو خود اسے بمشکل سنائی دے رہی تھی۔ ''اپنے جالے اتار پھینکو۔''

دو مزید چکروں کے دوران میں بھی یہی کچھ ہوا۔

''مجھے معلوم نہیں،'' بوڑھے نے سوچا۔ ہر مرتبہ اسے یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ اب گیا کہ اب گیا۔ ''مجھے معلوم نہیں لیکن میں ایک مرتبہ پھر کوشش کروں گا۔''

اس نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن مچھلی نے اسے جھٹکا دے دیا، اسے یوں لگا کہ وہ گیا کہ گیا۔ مچھلی نے اپنے آپ کو سیدھا کیا اور آہستہ آہستہ تیرتی دوبارہ پرے چلی گئی۔ اس کی عظیم دم چرخی کی طرح فضا میں گھوم رہی تھی۔

''میں دوبارہ کوشش کروں گا،'' بوڑھے نے اپنے آپ سے وعدہ کیا حالانکہ اب اس کے ہاتھ

گودے کی طرح ملائم ہو چکے تھے اور اس کی نگاہ صرف کبھی کبھار ہی کام کر رہی تھی۔

اس نے دوبارہ کوشش کی لیکن نتیجہ پھر وہی ڈھاک کے تین پات۔ اس کا یہی خیال تھا۔ اور اپنا کام شروع کرنے سے پہلے اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ بس گیا کہ گیا۔ ''میں ایک بار پھر کوشش کروں گا۔''

اس نے اپنا سارا زور، بچی کھچی قوت اور اپنا پندار، جو کبھی کا ختم ہو چکا تھا، مجتمع کیا اور مچھلی کی اذیت کے مخالف پلڑے میں ڈال دیا۔ مچھلی اس کی جانب آنے لگی۔ وہ سہج سہج تیرتی اس کی جانب آ رہی تھی، اس کی تھوتھنی کشتی کے تختے کو تقریباً چھونے لگی اور وہ کشتی کے پہلو بہ پہلو آگے بڑھنے لگی۔ وہ لانبی تھی، چوڑی تھی، گہری تھی۔ اس کی رنگت نقرئی تھی اور اس کے جسم پر ارغوانی دھاریاں تھیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ یونہی چلتی جائے گی، چلتی جائے گی لیکن اس کی جسامت ختم نہیں ہوگی۔

بوڑھے نے رسی نیچے گرا دی اور اس پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ اس نے اپنا ہارپون اٹھایا، اسے جتنا اوپر لے جا سکتا تھا، لے گیا اور اپنی پوری قوت سے، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہی سے، جو اس نے ابھی ابھی مجتمع کی تھی، مچھلی کے عظیم صدری پنکھ کے، جو فضا میں بوڑھے کی چھاتی تک بلند ہو چکا تھا، عقبی حصے میں گھونپ دیا۔ اسے محسوس ہوا کہ فولاد اندر دھنس گیا ہے۔ وہ اس کے اوپر جھک گیا اور اس پر اپنا سارا وزن ڈال کر اسے آگے، مزید آگے دھکیلتا چلا گیا۔

پھر مچھلی میں، جس کی موت اس کی جلو میں تھی، نئی جان آ گئی اور وہ پانی سے خاصا اونچا اوپر اٹھ گئی۔ وہ اپنے تمام عظیم طول و عرض اور تمام قوت و حسن کی نمائش کر رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بوڑھے کے اوپر، جو کشتی میں کھڑا تھا، فضا میں معلق ہو گئی ہے۔ پھر وہ یوں دھماکے سے سمندر میں گری کہ پانی کی بوچھار اٹھی جو بوڑھے اور اس کی ساری کشتی کو تر بتر کر گئی۔

بوڑھے کو محسوس ہوا کہ وہ بے ہوش ہو رہا ہے، اس کا جی متلا رہا ہے اور وہ ٹھیک طرح سے دیکھ نہیں سکتا۔ تاہم اس نے ہارپون کی رسی کو اچھی طرح پونچھ کر صاف کر دیا اور اسے اپنے ہاتھوں میں سے، جو جگہ جگہ چھل چکے تھے، آہستہ آہستہ نیچے پھسل جانے دیا۔ اور جب اس کی نگاہ ٹھیک طرح کام کرنے کے قابل ہوئی، اسے مچھلی پشت کے بل لیٹے اپنا نقرئی پیٹ اوپر اٹھائے نظر آئی۔ ہارپون کا

خنجر نما پھل زاویہ بناتے ہوئے مچھلی کے کندھے سے باہر نکلا ہوا تھا اور اس کے دل سے جو خون خارج ہو رہا تھا، وہ سمندر کے پانی کی رنگت بگاڑ رہا تھا۔ نیلگوں پانی ایک میل گہرا تھا۔ شروع میں اس کی رنگت اتنی ہی گاڑھی تھی جتنی کہ پایاب پانی کی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ خون پھیلنے لگا اور بادلوں کی طرح پھیلتا ہی چلا گیا اور اس کی رنگت ماند پڑتی گئی۔ نقرئی مچھلی ساکت ہو چکی تھی اور وہ لہروں کے ساتھ ساتھ بہتی جا رہی تھی۔

بوڑھے کی جو تھوڑی بہت نظر کام کر رہی تھی، اس نے اس سے بغور دیکھا۔ پھر اس نے ہارپون کی رسی کو اگواڑے کے کھمبے کے اردگرد دو بل دیے اور اپنا سر اپنے ہاتھوں پر ٹکا دیا۔

''اپنا دماغ پراگندہ نہ ہونے دو،'' اس نے اگواڑے کے چوبی تختے کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ ''میں تھکا ماندہ بوڑھا آدمی ہوں۔ لیکن میں نے مچھلی کو، جو کہ میری بہن ہے، ہلاک کر دیا ہے اور اب مجھے غلاموں کی مشقت کرنا ہوگی۔''

''اب مجھے اسے کشتی کے ساتھ باندھنے کے لیے رسا تیار کرنا اور پھندے بنانا ہوں گے،'' اس نے سوچا۔ ''اگر ہم دو بھی ہوتے، لادنے کے لیے اسے پانی میں اچھی طرح غوطہ دے لیتے اور سمندر سے باہر نکال لیتے، مگر یہ کشتی اس کا بوجھ کبھی سہار نہ سکتی۔ مجھے پوری تیاری کرنا ہوگی۔ پھر میں اسے قریب لے آؤں گا، کشتی کے ساتھ باندھ دوں گا، مستول کھڑا کروں گا اور گھر کی جانب روانہ ہو جاؤں گا۔''

وہ مچھلی کو اپنی جانب کھینچنے لگا تاکہ وہ اسے کشتی کے قریب لا سکے۔ پھر اسے رسی اس کے گلپھڑوں میں سے گزار کر منہ کے راستے باہر نکالنا اور اس کا سر کس کر اگواڑے کے ساتھ باندھنا تھا۔

''میں اسے دیکھنا، چھونا اور محسوس کرنا چاہتا ہوں،'' اس نے سوچا۔ ''وہ میرا مال ومتاع ہے، لیکن میں جو اسے محسوس کرنا چاہتا ہوں اس کی وجہ یہ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اس کے دل کی دھڑکن محسوس کی تھی۔ یہ تب کی بات ہے جب میں نے ہارپون کا پھل دوسری مرتبہ دھکیلا تھا،'' اس نے سوچا۔ ''اب اسے لے آؤ، کس کر باندھ دو، ایک پھندا اس کی دم اور دوسرا اس کے جسم کے درمیانی حصے میں پھنسا دو تاکہ اسے کشتی کے ساتھ باندھا جا سکے۔''

''بڑے میاں، اب کام شروع کر دو،'' اس نے ایک گھونٹ پانی پیا۔ ''مقابلہ تو ختم ہو چکا ہے لیکن جان لیوا مشقت باقی ہے۔''

اس نے آسمان پر نظر دوڑائی اور پھر اپنی مچھلی کی جانب دیکھا۔ اس نے توجہ سے سورج کا جائزہ لیا۔ ''ابھی دوپہر سے زیادہ کا وقت نہیں ہوا،'' اس نے سوچا۔ ''بادِ مراد اٹھ رہی ہے۔ اب ڈوروں کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ جب میں گھر پہنچوں گا، میں اور لڑکا انھیں آپس میں گوندھ لیں گے۔''

''مچھلی ادھر آ جاؤ،'' اس نے کہا۔ لیکن مچھلی نہ آئی، وہ وہیں سمندر میں پڑی اور پانی میں لوٹتی پوٹتی رہی۔ بوڑھا اپنی کشتی اس کے قریب لے گیا۔

جب وہ مچھلی کے برابر پہنچ گیا اور کشتی کا اگواڑا اس کے سر کو چھونے لگا، اسے اس کی جسامت پر اعتبار نہ آیا۔ تاہم اس نے ہارپون کی رسی کھمبے سے کھولی، اسے اس کے گلپھڑے میں سے گزارا، اور منہ کے راستے باہر نکال لیا، اس کے شمشیر نما جبڑے کے گرد بل دیا اور رسی اس کے دوسرے گلپھڑے میں ڈال دی۔ اسے باہر نکالا، شمشیر نما گلپھڑے کے گرد دوسرا بل دیا، دوہری رسی کو گرہ لگائی اور اسے اگواڑے کے کھمبے کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس نے (بقایا) رسی کاٹی اور دم میں پھندا ڈالنے کے لیے دنبالے میں چلا گیا۔ مچھلی کی اصلی ارغوانی اور روپہلی رنگت روپہلی ہو چکی تھی اور اس کی دم کی طرح اس کی دھاریوں کی رنگت پہلے کی طرح ہلکی بنفشی نظر آ رہی تھی۔ دھاریوں کا عرض آدمی کے ہاتھ سے، اگر اسے انگلیوں سمیت پوری طرح کھول دیا جائے، زیادہ تھا اور اس کی آنکھ اسی طرح الگ تھلگ دکھائی دے رہی تھی جس طرح پیری سکوپ[46] (periscope) میں آئینے یا جلوس میں کوئی سینٹ (saint) الگ تھلگ دکھائی دیتا ہے۔

''اسے ہلاک کرنے کا یہی طریقہ تھا،'' بوڑھے نے کہا۔ وہ بہتر محسوس کر رہا تھا کیونکہ وہ اور پانی دونوں جانتے تھے کہ وہ اب کہیں نہیں جائے گی۔ اب اس کے ذہن میں کوئی الجھاؤ نہیں تھا۔ ''اس کے قد و قامت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا وزن پندرہ سو پاؤنڈ سے اوپر ہوگا،'' اس نے سوچا۔ ''ممکن ہے کہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہو۔ اگر صفائی ستھرائی کے بعد اس کا دو تہائی گوشت بھی ہاتھ آ گیا، پھر تیس سینٹ[47] (cent) فی پاؤنڈ کے حساب سے کتنی رقم بنی؟''

''یہ حساب کرنے کے لیے مجھے پنسل درکار ہے۔'' اس نے کہا۔ ''اور میرا دماغ اتنا صاف نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ عظیم دی ماجیو آج مجھ پر فخر کرے گا۔ مجھے ایڑی کی ہڈی کی نوک کے باہر نکلنے اور خون رسنے کی کبھی شکایت نہیں ہوئی لیکن میرے ہاتھوں اور کمر میں اصلی درد ہو رہا ہے۔''

''میں جاننا چاہوں گا کہ ہڈی کی نوک باہر کیوں نکلتی ہے اور خون کیوں رستا ہے؟'' اس نے سوچا۔ ''ممکن ہے کہ ہمیں بھی کبھی اس قسم کی تکلیف ہو جاتی ہو اور ہمیں اس کا اندازہ تک نہ ہوتا ہو۔''

اس نے مچھلی کو اگواڑے، دنبالے اور ملاح کی درمیانی نشست کے ساتھ باندھ دیا۔ یہ اتنی بڑی تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے اپنی کشتی کے ساتھ اس سے کہیں بڑی کشتی باندھ دی ہے۔ اس نے رسی کا ایک ٹکڑا کاٹا اور مچھلی کا نچلا جبڑا اس کی تھوتھنی کے ساتھ باندھ دیا تاکہ اس کا منہ کھل نہ سکے اور وہ حتے الامکان صاف ستھری صورت میں سفر کر سکیں۔ پھر اس نے مستول کھڑا کیا، مستول کے اوپر بادبان کے ڈنڈے ٹکائے (ان میں سے ایک ڈنڈا دراصل اس کا گیف تھا) اور پیوند شدہ بادبان کھول دیا۔ کشتی متحرک ہو گئی۔ بوڑھا کشتی میں نیم دراز ہو گیا اور جنوب مشرق کی طرف کشتی کھینے لگا۔

یہ معلوم کرنے کے لیے کہ جنوب مشرق کدھر ہے، اسے قطب نما کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے جن اشیا کی ضرورت تھی وہ یہ تھیں کہ اسے بادمراد چلتی محسوس ہوتی رہے اور کشتی کے بادبان کھلے رہیں۔ ''مناسب یہی ہے کہ میں رسی کے ساتھ چمچہ باندھوں اور اسے باہر لٹکا دوں اور کھانے پینے کے لیے کچھ حاصل کرنے کی کوشش کروں تاکہ میں اپنے جسم میں عدم رطوبت کا مقابلہ کر سکوں۔ لیکن اسے چمچہ نہ مل سکا اور اس کی سارڈین مچھلیوں سے بو اٹھنے لگی تھی۔ اس نے اس کا مداوا یوں کیا کہ اس نے گیف کی مدد سے گلف سٹریم کی مٹھی بھر گھاس اٹھائی اور اسے زور زور سے ہلایا۔ یوں چھوٹی چھوٹی شرمپ مچھلیاں، جو اس کے ساتھ چمٹی ہوئی تھیں، کشتی کے تختوں پر گر پڑیں۔ وہ تعداد میں ایک درجن سے زیادہ تھیں اور وہ ریتلے ساحلوں کے پسوؤں کی طرح اچھل کود کر رہی اور ٹھوکریں مار رہی تھیں۔ بوڑھے نے اپنے انگوٹھے اور انگشت شہادت سے ان کے سر کچل دیے اور انھیں ان کے پوست اور دموں سمیت چبا چبا کر کھا گیا۔ وہ بالکل ہی چھوٹی چھوٹی تھیں مگر وہ جانتا تھا کہ وہ مقوی ہیں اور ان کا ذائقہ اچھا ہے۔

بوڑھے کی بوتل میں ابھی دو گلاس پانی موجود تھا اور شرمپ مچھلیاں کھانے کے بعد اس نے آدھ گلاس پانی پی لیا۔ رکاوٹوں کے باوجود کشتی اچھی خاصی رفتار پر جا رہی تھی اور وہ اسے سکان[48] اپنے بازو کے نیچے دبائے کھے رہا تھا۔ مچھلی اسے نظر آ رہی تھی اور یہ تسلی کرنے کے لیے کہ یہ واقعہ حقیقتاً پیش آ چکا ہے اور خواب کی بات نہیں ہے، اسے محض اپنے ہاتھوں کا جائزہ لینے اور دنبالے کے ساتھ اپنی کمر رگڑنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ ایک وہ وقت بھی تھا جب سوچ سوچ کر اس کی جان ہلکان ہو رہی تھی کہ خدا معلوم انجام کیا ہو۔ اور اس کے دل میں وسوسے پیدا ہونے لگے کہ یہ شاید خواب ہی ہے۔ پھر جب اس نے مچھلی کو پانی سے باہر نکلتے اور نیچے گرنے سے پہلے فضا میں ساکت و صامت معلق ہوتے دیکھا، اسے یقین ہو گیا کہ کہیں نہ کہیں گڑبڑ ضرور ہے اور اسے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آیا۔ تب اس کی نگاہ ٹھیک طرح کام نہیں کر رہی تھی، تاہم اب اسے ہمیشہ کی طرح ٹھیک ٹھاک نظر آ رہا تھا۔

اب اسے معلوم تھا کہ مچھلی موجود ہے اور اس کی کمر اور ہاتھ خواب کی چیزیں نہیں ہیں۔ ''ہاتھ بہت جلد تندرست ہو جاتے ہیں،'' اس نے سوچا۔ ''میں نے ان کا خون نکل جانے دیا، یوں وہ صاف ہو گئے اور نمکین پانی ان کے زخم مندمل کر دے گا۔ اصل گلف سٹریم کے سیاہی مائل پانی میں جو شفا ہے، دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں ہے۔ اب میرے کرنے کا جو کام ہے، وہ یہ ہے کہ میں اپنے ذہن کو پراگندہ نہ ہونے دوں۔ ہاتھ اپنا کام سرانجام دے چکے ہیں اور ہم ٹھیک ٹھاک انداز سے چلے جا رہے ہیں۔ مچھلی کا منہ بند ہے، اس کی دم اوپر نیچے سیدھی ہے اور ہم یوں جا رہے ہیں جیسے ہم بہن بھائی ہوں۔'' پھر اس کا دماغ قدرے منتشر ہونے لگا اور وہ سوچنے لگا: ''کیا مچھلی مجھے لیے جا رہی ہے یا میں مچھلی کو؟ اگر میں نے اسے کشتی کے پیچھے باندھ لیا ہوتا اور اپنے گھر کی طرف جا رہا ہوتا، پھر کوئی سوال پیدا نہ ہوتا۔ اگر وہ میری کشتی میں پڑی ہوتی اور اس کا عز و وقار خاک میں مل چکا ہوتا، پھر بھی کوئی سوال پیدا نہ ہوتا۔'' لیکن وہ ایک دوسرے کے ساتھ بندھے پہلو بہ پہلو جا رہے تھے اور بوڑھا سوچنے لگا۔ ''اگر اس کی خوشی اسی میں ہے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائے، بے شک لے جائے۔ مجھے اس پر صرف اتنی برتری حاصل ہے کہ میں داؤ فریب کھیل سکتا ہوں اور اس کا ارادہ مجھے کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا نہیں تھا۔''

وہ ٹھیک ٹھاک انداز سے سفر کرتے رہے۔ بوڑھے نے اپنے ہاتھ اچھی طرح نمکین پانی میں بھگو لیے اور اپنے دماغ کو الجھاؤ سے صاف رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ آسمان پر خاصی بلندی پر گھٹائیں امنڈ رہی تھیں۔ بادلوں نے خاصی بڑی تعداد میں اون کے گولوں کی شکل اختیار کر لی تھی۔ چنانچہ بوڑھا سمجھ گیا کہ ہلکی پھلکی ہوا رات بھر چلتی رہے گی۔ یہ یقین کر لینے کے لیے کہ جو کچھ ہوا، فی الواقع ہوا ہے، بوڑھے نے اپنی نگاہیں مسلسل مچھلی پر جمائے رکھیں۔ جب پہلی شارک مچھلی حملہ آور ہوئی، یہ اس سے ایک گھنٹہ قبل کی بات تھی۔

شارک کی آمد کوئی غیر متوقع واقعہ نہیں تھی۔ وہ گہرے پانیوں سے اس وقت برآمد ہوئی جب خون کا سیاہی مائل بادل ایک مقام پر ٹھہر چکا تھا اور ایک میل عمیق سمندر میں ادھر ادھر پھیل چکا تھا۔ وہ کسی قسم کی مطلق خبر دیے بغیر اتنی برق رفتاری سے آئی کہ نیلگوں پانی کی سطح پھٹ گئی اور دھوپ اس کے جسم پر پڑنے لگی۔ پھر وہ جھپاکے سے دوبارہ زیر آب چلی گئی۔ اس نے بو سونگھ لی تھی اور وہ اس راستے پر جس پر کشتی اور مچھلی گام زن تھے، تیرنے لگی۔

بعض اوقات وہ بو سے دور ہٹ جاتی لیکن وہ اسے دوبارہ سونگھ لیتی یا اس کا محض معمولی سا سراغ لگا لیتی اور وہ تیز تیز اور پوری قوت سے تیرنے لگتی۔ وہ بہت بڑی ماکو (Mako)[49] شارک تھی۔ اس کے جسم کی ساخت کچھ اس قسم کی تھی کہ وہ سمندر میں تیز ترین مچھلی کی رفتار سے تیر سکتی تھی اور جبڑوں کو چھوڑ کر اس کا ایک ایک عضو خوبصورتی کا شاہکار تھا۔ اس کی پشت کٹار مچھلی کی طرح نیلگوں، پیٹ سیمیں اور جلد نرم و گداز اور حسین تھی۔ اس کے جسم کی ساخت کٹار مچھلی سے مشابہ تھی۔ فرق صرف یہ تھا کہ اس کے جبڑے بے ہنگم اور جہازی تھے اور اب جب کہ وہ پھرتی سے تیر رہی تھی، اس نے انھیں مضبوطی سے بھینچ رکھا تھا۔ تیرنے کے دوران میں اس کی پشت کے آس پاس کے پنکھ ادھر ادھر گھومے بغیر پانی کو کاٹ رہے تھے جیسے وہاں تلوار چل رہی ہو۔ اس کے جبڑوں کے بند دوہرے ہونٹوں کے اندر اس کے دانتوں کی آٹھوں کی آٹھوں قطاریں اندر کی جانب جھکی ہوئی تھیں۔ یہ اہرام کی شکل کے عام دانت نہیں تھے جو اکثر شارک مچھلیوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی ساخت آدمی کی انگلیوں جیسی تھی جب وہ ٹیڑھی میڑھی ہو کر پنجوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ وہ تقریباً اتنے ہی لمبے تھے

جتنی کہ بوڑھے کی انگلیاں تھیں اور ان کی دونوں اطراف تیز دھار استرے کی طرح کے کنارے تھے۔ یہ ان مچھلیوں سے تعلق رکھتی تھی جو بنائی ہی اس مقصد کے تحت گئی ہیں کہ وہ سمندر کی تمام مچھلیوں کو اپنی خوراک بنائیں جبکہ وہ خود اتنی تیز رفتار، طاقت ور اور مسلح ہوتی ہیں کہ اپنے ماسوا ان کا اور کوئی دشمن نہیں ہوتا۔ اب یہ مچھلی جسے اپنے شکار کی بو محسوس ہونے لگی تھی، برق رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی اور اس کے پہلو کا پنکھ پانی کو کاٹتا جا رہا تھا۔

جب بوڑھے نے اسے آتے دیکھا، وہ سمجھ گیا کہ یہ وہ شارک مچھلی ہے جس پر کسی قسم کا خوف قطعاً غالب نہیں آتا اور یہ عین وہی کر گزرے گی جو یہ کرنا چاہے گی۔ وہ اپنا ہارپون تیار کرنے اور رسی کو کس کر باندھنے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ شارک کو آتے دیکھتا رہا۔ رسی چھوٹی تھی کیونکہ اس نے مچھلی باندھنے کے لیے اس کا کچھ حصہ کاٹ لیا تھا۔

اب بوڑھے کے دماغ میں اور کسی قسم کا الجھاؤ نہیں تھا، وہ صحیح طریقے سے کام کر رہا تھا۔ اس کا عزم پختہ تھا لیکن اسے اپنی امیدوں کے پورا ہونے کی کوئی خاص توقع نہیں تھی۔ ''یہ نری خوش فہمی ہے اور زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہ سکتی،'' اس نے سوچا۔ جب اس نے عظیم شارک کو قریب آتے دیکھا، اس نے اس پر ایک نگاہ دوڑائی۔ ''بہتر تھا کہ یہ خواب ہی ہوتا،'' اس نے سوچا۔ ''وہ مجھ پر حملہ کرنا چاہتی ہے، میں اسے روک تو نہیں سکتا لیکن ممکن ہے کہ میں اس پر قابو پا لوں۔ Dentuso[50]، خدا تمھاری اماں کو جہنم رسید کرے۔''

شارک پھرتی سے دنبالے کی طرف بڑھی اور جب اس نے مچھلی پر جھپٹا مارا، بوڑھے کو اس کا منہ کھلتا نظر آیا۔ اس کی آنکھیں عجیب و غریب تھیں اور جب وہ دم کے ذرا اوپر گوشت پر لپک رہی تھی، اس کے دانت کٹکٹا رہے تھے۔ شارک کا سر پانی سے باہر نکل چکا تھا اور اس کا دھڑ اوپر آ رہا تھا۔ اور جب بوڑھے نے ہارپون سے اپنی ساری قوت کو بروئے کار لا کر شارک کے سر پر اس مقام پر ضرب لگائی جہاں اس کی آنکھوں کے درمیان کی لکیر اس لکیر کو کاٹ رہی تھی جو اس کی ناک سے سیدھی پچھلی جانب جا رہی تھی، اسے جسیم مچھلی کی کھال اور گوشت کے ادھڑنے کی آواز سنائی دی۔ (جن لکیروں کا اوپر ذکر آیا ہے) وہاں اس قسم کی کوئی لکیریں نہیں تھیں، وہاں صرف بھاری بھرکم شوخ نیلگوں سر تھا،

بڑی بڑی آنکھیں تھیں اور کٹکٹاتے، اندر گھس جانے والے اور ہر چیز کو نگل جانے والے جبڑے تھے۔
لیکن یہ وہ مقام تھا جہاں اس کا مغز تھا اور بوڑھے نے اسی کو نشانہ بنایا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی، جو خون لگنے سے ملائم ہو چکے تھے، پوری طاقت استعمال کرتے ہوئے ہارپون سے ضرب لگائی تھی اور اسے اندر دھکیل دیا تھا۔ اس نے جب ضرب لگائی تھی، اسے اس کے کاری ہونے کی کوئی امید نہیں تھی لیکن اس نے یہ لگائی کچھ کرنے کے عزم سے تھی اور اس کے انگ انگ میں کینہ اور خصومت بھری ہوئی تھی۔

شارک نے پلٹا کھایا اور بوڑھے نے دیکھا کہ اس کی آنکھ بے نور ہو چکی ہے۔ اس نے ایک بار پھر پلٹا کھایا اور وہ رسی کے دو پھندوں کی لپیٹ میں آ گئی۔ بوڑھا جانتا تھا کہ وہ مر چکی ہے لیکن وہ اسے حقیقت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ پھر وہ اپنی دم زور زور سے لہراتے اور جبڑے کٹکٹاتے پشت کے بل پانی کو اس طرح چیرنے لگی جس طرح تیز رفتار کشتی چیرتی ہے۔ جہاں جہاں اس کی دم پانی سے ٹکراتی، وہاں سفید جھاگ اڑنے لگتا۔ اس کے دھڑ کا تین چوتھائی حصہ پانی سے صاف باہر آ گیا کہ رسی تنی، کپکپائی اور پھر تڑاخ سے ٹوٹ گئی۔ شارک کچھ دیر پرسکون انداز سے سطح آب پر لیٹی رہی اور بوڑھا اسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ ڈوبنے لگی۔

''حرام زادی، تقریباً چالیس پاؤنڈ گوشت اڑا لے گئی،'' بوڑھے نے با آواز بلند کہا۔ ''یہ میرا ہارپون اور ساری رسی بھی لے گئی،'' اس نے سوچا۔ ''میری مچھلی کا خون دوبارہ رسنے لگا ہے اور اب دوسری بھی آئیں گی۔''

چونکہ مچھلی کی شکل مسخ ہو چکی تھی وہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ جب مچھلی کو ٹکر لگی تھی اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ ٹکر اس کے اپنے لگی ہو۔

''لیکن جس شارک نے میری مچھلی کو ٹکر ماری تھی میں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے،'' اس نے سوچا۔ ''میں نے آج تک جتنی بھی dentusos (شارکیں) دیکھی ہیں، یہ ان سب میں بڑی تھی اور خدا جانتا ہے کہ میں بڑی بڑی مچھلیاں دیکھ چکا ہوں۔''

''مجھے جو کامیابی ہوئی وہ اتنی بڑی تھی کہ اسے زیادہ دیر سنبھالے رکھنا مشکل تھا،'' اس نے سوچا۔ ''کاش یہ سب کچھ خواب ہوتا، میں نے اس مچھلی کو کبھی پھانسا نہ ہوتا اور میں اخبار بچھائے اکیلا

اپنے پلنگ پر لیٹا ہوتا۔''

''مگر انسان شکست کھانے کے لیے پیدا نہیں ہوا،'' اس نے کہا۔ ''انسان کو فنا تو کیا جا سکتا ہے، اسے شکست نہیں دی جا سکتی۔'' ''اگر چہ مجھے اس مچھلی کو ہلاک کرنے کا افسوس ہے،'' اس نے سوچا۔ ''اب برا وقت سر پر کھڑا ہے اور میرے پاس ہارپون تک نہیں۔ dentuso ظالم ہوتی ہے، قابل ہوتی ہے، طاقتور ہوتی ہے اور ذہین ہوتی ہے۔ لیکن میں اس سے زیادہ ذہین نکلا۔ شاید نہیں۔ شاید اس کی نسبت میرے پاس بہتر ہتھیار تھا۔''

''بڑے میاں، مت سوچو،'' اس نے با آواز بلند کہا۔ ''اسی راستے پر اپنی کشتی چلاتے رہو اور جب مصیبت نازل ہو، اس کا مقابلہ کرو۔''

''لیکن مجھے لازماً سوچنا ہوگا،'' اس نے سوچا۔ ''کیونکہ میرے پاس یہی کچھ تو بچا ہے۔ یہ اور بیس بال۔ میں سوچتا ہوں کہ میں نے اس کے بھیجے پر جس طرح چوٹ لگائی تھی، اس کے متعلق عظیم دی ماجیو کا ردعمل کیا ہوگا۔ یہ کوئی عظیم کارنامہ نہیں تھا،'' اس نے کہا۔ ''کوئی بھی آدمی یہ کام کر سکتا تھا۔ لیکن تمھارا کیا خیال ہے کہ میرے ہاتھ اتنی ہی بڑی رکاوٹ تھے جتنی کہ ایڑی کی باہر نکلی ہوئی ہڈی ہوتی ہے؟ میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ میری ایڑی میں کبھی کوئی خرابی پیدا نہیں ہوئی سوائے ایک بار کے جب تیرنے کے دوران میں میرا پاؤں نیش ماہی[51] پر پڑ گیا اور اس نے مجھے ڈنک مار دیا تھا۔ اس ڈنک سے میری نچلی پنڈلی مفلوج ہوگئی تھی اور مجھے ناقابل برداشت درد ہونے لگا تھا۔''

''بڑے میاں، کسی خوش کن چیز کے بارے میں سوچو،'' اس نے کہا۔ ''ہر منٹ کے ساتھ تم گھر کے قریب تر ہوتے جا رہے ہو۔ چالیس پاؤنڈ گوشت کھونے کے بعد تمھاری کشتی کا وزن کم ہو گیا ہے اور وہ نسبتاً آسانی سے کھے رہی ہے۔''

وہ خوب اچھی طرح سمجھتا تھا کہ جب وہ منجدھار میں داخل ہوگا، اسے کس قسم کی صورت حال سے واسطہ پڑے گا، لیکن اب کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔

''نہیں، اب بھی کچھ نہ کچھ کیا جا سکتا ہے،'' اس نے با آواز بلند کہا۔ ''میں اپنا چاقو چپو کے سرے پر باندھ سکتا ہوں۔''

چنانچہ اس نے سکان اپنے بازو کے نیچے کیا، اپنا پاؤں بادبان کی رسی پر رکھا اور چاقو چپو کے سرے پر باندھ دیا۔

''خیر،'' اس نے کہا۔ ''میں رہا تو بوڑھے کا بوڑھا، مگر میں اب غیر مسلح نہیں ہوں۔''

ہوا اب خاصی تیز ہو گئی تھی اور اس کی کشتی نے رفتار پکڑ لی تھی۔ اس نے اپنی نگاہیں مچھلی کے دھڑ کے صرف اگلے حصے پر جمائے رکھیں اور اس کی کچھ امید واپس لوٹ آئی۔

''امید نہ رکھنا احمقانہ حرکت ہے،'' اس نے سوچا۔ ''اس کے علاوہ میں اسے گناہ سمجھتا ہوں۔ گناہ کے متعلق مت سوچو۔ دوسرے مسائل ہی اتنے زیادہ ہیں کہ گناہ کو بیچ میں گھسیٹنے کی کوئی تک نہیں ہے۔ پھر میں اسے ٹھیک طرح سمجھتا بھی تو نہیں۔

''میں اسے ٹھیک طرح سمجھتا نہیں اور مجھے یہ بھی یقین نہیں کہ میں اسے مانتا ہوں۔ شاید مچھلی کو ہلاک کرنا گناہ تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ گناہ ہی تھا حالانکہ میں نے یہ کام اپنے آپ کو زندہ رکھنے اور بہت سارے لوگوں کو خوراک مہیا کرنے کے لیے کیا تھا۔ مگر پھر تو ہر چیز گناہ ہوئی۔ گناہ کے بارے میں مت سوچو۔ اب اس کام میں بہت تاخیر ہو چکی ہے اور ادھر بے شمار اشخاص ہیں جنھیں اس کا ارتکاب کرنے کے لیے معاوضہ ادا کیا جاتا ہے۔ انھیں اس کے متعلق سوچنے دو۔ جس طرح مچھلی مچھلی بننے کے لیے پیدا ہوئی تھی اسی طرح تم مچھیرا بننے کے لیے پیدا ہوئے تھے۔ جس طرح عظیم دی ماجیو کا باپ مچھیرا تھا اسی طرح سان پیدرو مچھیرا تھا۔''

لیکن اس کا جن اشیا سے واسطہ پڑتا تھا، اسے ان کے متعلق سوچنا پسند تھا۔ مگر چونکہ اس کے پاس نہ تو پڑھنے کو کچھ ہوتا تھا اور نہ سننے کو ریڈیو، وہ اکثر سوچتا رہتا تھا اور یوں وہ گناہ کے بارے میں سوچتا رہا۔ ''تم نے اسے محض اس لیے ہلاک نہیں کیا کیونکہ تم زندہ رہنا اور خوراک حاصل کرنے کے لیے اسے فروخت کرنا چاہتے تھے۔ تم نے اسے اس لیے ہلاک کیا کیونکہ مچھیرے کی حیثیت سے یہ تمھارے پندار کا مسئلہ بن گیا تھا۔ جب وہ زندہ تھی، تمھیں اس پر پیار آ رہا تھا اور جب وہ ہلاک ہو گئی، تب بھی تم اس سے پیار جتاتے رہے۔ پھر اسے ہلاک کرنا گناہ نہیں ہے۔ یا بات اس سے کچھ زیادہ ہے؟''

''بڑے میاں، تم کچھ زیادہ ہی سوچتے ہو،'' اس نے با آواز بلند کہا۔

''لیکن تمھیں dentuso کو ہلاک کرنے میں تو مزہ آیا تھا،'' اس نے سوچا۔ ''تمھاری طرح وہ بھی زندہ مچھلیوں پر گزارہ کرتی ہے۔ وہ نہ تو مردار خور ہے اور نہ چلتی پھرتی اشتہا، جس طرح کہ بعض دوسری شارکیں ہوتی ہیں۔ وہ خوبصورت ہے اور شاہانہ تمکنت کی مالک۔ اور وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتی۔''

''میں نے اسے اس لیے ہلاک کیا تھا کیونکہ میں اپنا بچاؤ کرنا چاہتا تھا،'' بوڑھے نے باآواز بلند کہا۔ ''اور میں نے اسے جائز طریقے سے ہلاک کیا تھا۔''

''اس کے علاوہ،'' اس نے سوچا، ''ہر چیز دوسری چیز کو کسی نہ کسی طریقے سے ہلاک کرتی رہتی ہے۔ ماہی گیری جس طریقے سے مجھے زندہ رکھتی ہے، عین اسی طریقے سے مجھے ہلاک کرتی رہتی ہے۔ مجھے تو لڑکا زندہ رکھتا ہے، مجھے اپنے آپ کو کچھ زیادہ ہی فریب میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے۔''

وہ کشتی کے پہلو پر نیچے جھک گیا اور اس نے مچھلی کے دھڑ سے عین اس جگہ سے، جہاں شارک نے اس پر منہ مارا تھا، گوشت کا ٹکڑا نوچ لیا۔ وہ اسے چبانے لگا۔ اسے یہ اعلیٰ قسم کا گوشت معلوم ہوا اور اسے اس کا ذائقہ پسند آیا۔ یہ خشکی کے جانوروں کے گوشت کی طرح گٹھا ہوا اور رسیلا تھا مگر اس کی رنگت سرخ نہیں تھی۔ اس میں ریشہ نہیں تھا اور وہ جانتا تھا کہ بازار میں یہ سب سے مہنگے داموں فروخت ہوگا۔ لیکن اسے کوئی ایسا طریقہ معلوم نہیں تھا جس سے اس کی بو پانی سے باہر رکھی جا سکتی۔ بوڑھا سمجھ گیا تھا کہ برا وقت سر پر کھڑا ہے۔

ہوا کی رفتار میں ٹھہراؤ آ گیا تھا۔ اس کا رخ مزید تھوڑا سا شمال مشرق کی طرف ہو گیا تھا اور وہ جان گیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب یہ بند نہیں ہوگی۔ بوڑھے نے اپنے سامنے نگاہ دوڑائی لیکن اسے کسی جہاز کے نہ تو بادبان نظر آئے، نہ اس کا قالب دکھائی دیا اور نہ دھواں۔ صرف ماہی پرند، جو کشتی کے اگواڑے کے قریب پہنچ کر اوپر اٹھتے اور پھر اس کے دونوں اطراف تیرنے لگتے، یا یہاں وہاں گلف سٹریم کی گھاس دکھائی دے رہی تھی۔

اسے کشتی میں سفر کرتے، دنبالے میں آرام کرتے اور کبھی کبھار مارلن کا گوشت چباتے، آرام کی کوشش کرتے اور اپنی قوت بحال کرنے کی سعی کرتے دو گھنٹے بیت گئے کہ اسے دو شارکوں میں سے پہلی نظر آئی۔

"Ay"۔ وہ بلند آواز سے پکارا۔ یہ وہ لفظ ہے جس کا کوئی ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ شاید یہ محض چیخ کی آواز ہے جو غیر ارادی طور پر اس وقت آدمی کے منہ سے نکل جاتی ہے جب اسے محسوس ہوتا ہے کہ میخ لکڑی ہی میں نہیں ٹھکی بلکہ اس کے اپنے ہاتھوں کو بھی چیر گئی ہے۔

"Galanos"۔[52] اس نے با آواز بلند کہا۔ اسے اب دوسری مچھلی کا بھی، جو پہلی کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی، پنکھ نظر آ گیا تھا۔ ان کے بھورے تکونے پنکھوں اور ان کی چاروں اطراف لہراتی ہوئی دموں سے اس نے اندازہ لگایا کہ یہ نہنگ شارکیں ہیں۔ انھوں نے مچھلی کی بو پالی تھی اور اب پھولے نہیں سما رہی تھیں۔ لیکن شدید بھوک نے ان کی مت مار دی تھی اور اپنی ہیجانی کیفیت میں وہ کبھی بو سے دور ہٹ جاتیں اور کبھی اسے دوبارہ پالیتیں۔ تاہم اس ساری مدت کے دوران میں وہ مچھلی کے گرد گھیرا تنگ کرتی جا رہی تھیں۔

بوڑھے نے بادبان کی رسی کس کر باندھ دی اور سکان جام کر دیا۔ پھر اس نے وہ چپو، جس کے ساتھ چاقو بندھا ہوا تھا، اٹھا لیا۔ اسَ سے جس قدر ممکن ہوا، اس نے کم سے کم طاقت استعمال کرتے ہوئے اسے اوپر اٹھایا تھا کیونکہ اس کام سے اس کے ہاتھوں کو جو تکلیف پہنچ رہی تھی، اس پر وہ آمادۂ بغاوت ہو رہے تھے۔ وہ انھیں کھولتا اور دوبارہ نرمی سے انھیں چپو کے گرد لپیٹ دیتا۔ وہ یہ کام ان کی سختی دور کرنے کے لیے کر رہا تھا۔ اب کے اس نے انھیں مضبوطی سے چپو کے گرد لپیٹ دیا تاکہ وہ درد کے عادی ہو جائیں اور گھبرا کر اپنی گرفت ڈھیلی نہ کر دیں۔ اس کی نگاہیں شارکوں پر مرکوز تھیں۔ اسے اب ان کی چوڑی چپٹی تھوتھنیاں، بیلچہ نما سر اور ان کے چوڑے چپٹے پنکھ، جن کے سرے نوکیلے اور سفید تھے، نظر آنے لگے تھے۔ یہ مکروہ اور گھناؤنی شارکیں تھیں اور ان کے ابدان سے بدبو خارج ہو رہی تھی۔ وہ مردار خور بھی تھیں اور قاتل بھی۔ اور جب انھیں بھوک ستاتی، وہ چپو یا کشتی کے سکان پر بھی منہ مارنے سے گریز نہ کرتیں۔ یہ وہ شارکیں تھیں جو آبی کچھوؤں کی، جب وہ سطح آب پر سو رہے ہوتے، ٹانگیں اور ان کے تیرنے کے اعضاء کاٹ لیتی ہیں۔ اور اگر انھیں بھوک کچھ زیادہ ہی بے حال کر دیتی ہو، تو وہ پانی میں آدمی پر بھی جھپٹ پڑتی ہیں، بے شک اس آدمی کے جسم سے نہ تو مچھلی کے خون کی بو آ رہی ہو اور نہ وہاں مچھلی کی کوئی رطوبت ہو۔

"Ay"۔ بوڑھے کے منہ سے نکلا۔ ''Galanos، آ ڈ Galanos''۔

وہ آ گئیں لیکن وہ اس طرح نہ آئیں جس طرح ماکو شارک آئی تھی۔ ان میں سے ایک نے بل کھایا اور کشتی کے نیچے نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ اس نے جب مچھلی کو کھینچا اور اسے جھٹکا دیا، بوڑھے کو کشتی ڈولتی محسوس ہوئی۔ دوسری اپنی چھوٹی چھوٹی آنکھیں بوڑھے پر جمائے ہوئی تھی۔ پھر وہ اپنے چوڑے چکلے جبڑوں کے نیم دائرے کے ساتھ مچھلی کے دھڑ کے اس مقام پر، جسے پہلے ہی نوچا جا چکا تھا، جھپٹنے کے لیے پھرتی سے آگے بڑھی۔ اس کے بھورے سر اور اس عقبی حصے پر، جہاں مغز ریڑھ کی ہڈی سے ملتا ہے، لکیر نمایاں طور پر نظر آ رہی تھی۔ بوڑھے نے اپنا چپو سے بندھا ہوا چاقو اسی مقام اتصال میں گھونپ دیا، کھینچا اور دوبارہ شارک کی گربہ نما آنکھوں میں گھسیڑ دیا۔ شارک نے مچھلی چھوڑ دی اور نیچے پھسل گئی۔ وہ اس ٹکڑے کو، جو اس نے کھونچا تھا، مرتے مرتے نگل گئی۔

دوسری شارک مچھلی کی جس طرح نوچ کھسوٹ کر رہی تھی اس سے مچھلی ابھی تک ڈول رہی تھی۔ بوڑھے نے بادبان کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی تاکہ کشتی اس طرف گھوم جائے جس طرف اس کا بیشتر حصہ پانی میں تھا اور یوں شارک اس کے نیچے سے باہر آ سکے۔ جب شارک اسے نظر آئی، وہ پہلو پر نیچے جھکا اور اس نے پوری قوت سے ضرب لگا دی۔ اس کا نشانہ صرف گوشت بنا۔ شارک کی کھال سخت تھی اور چاقو اسے صرف چھو ہی سکا۔ ضرب لگانے سے نہ صرف اس کے ہاتھوں بلکہ کندھے میں بھی درد کی ٹیسیں اٹھنے لگیں۔ تاہم اس سے اتنا ہوا کہ شارک تیزی سے اوپر اٹھی اور اس نے اپنا سر پانی سے باہر نکال لیا۔ وہ مچھلی کے پہلو بہ پہلو تھی۔ جونہی اس کی تھوتھنی دکھائی دی، بوڑھے نے اس کی چوڑی چپٹی کھوپڑی کے عین درمیان پر ضرب لگا دی۔ اس نے اپنا چاقو کھینچا اور بالکل اسی جگہ دوبارہ گھونپ دیا۔ وہ مچھلی کے ساتھ چپٹی ہوئی تھی اور اس کے جبڑے سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ بوڑھے نے اپنا چاقو اس کی بائیں آنکھ میں گھسیڑ دیا۔ شارک وہیں کی وہیں معلق رہی۔

''ہونہہ، تو کچھ نہیں ہوا؟'' بوڑھے نے کہا اور اس نے چاقو کا پھل دماغ اور ریڑھ کی ہڈی کے جوڑ میں دھکیل دیا۔ اب اسے نشانہ بنانا مشکل کام نہیں رہا تھا اور اسے ہڈی کے اوپر ماس چرتا ہوا محسوس ہوا۔ بوڑھے نے چپو الٹایا اور شارک کے جبڑے کھولنے کے لیے چاقو کا پھل ان کے درمیان

میں پھنسا دیا۔ وہ پھل کو مروڑ نے لگا اور جب شارک پھسل کر نیچے گر پڑی اس نے کہا ''Galano،
جاؤ پھسلتی جاؤ اور ایک میل گہرائی میں جا کر آرام کرو۔ جاؤ اور اپنی سہیلی سے گلے ملو۔ شاید یہ تمھاری
سہیلی نہ ہو بلکہ اماں ہو۔''

بوڑھے نے چاقو کا پھل پونچھا اور چپو نیچے رکھ دیا۔ پھر اس نے بادبان کی رسی تلاش کی اور
جب بادبان میں ہوا بھر گئی، اس نے کشتی صحیح راستے پر ڈال دی۔

''یہ بدبخت اس کا چوتھائی اور وہ بھی بہترین، گوشت نوچ لے گئی ہوں گی،'' اس نے باآواز بلند
کہا۔'' کاش یہ سب کچھ خواب ہوتا اور میں نے اسے کبھی پھانسا نہ ہوتا۔ مچھلی، مجھے اپنی اس حرکت پر
افسوس ہے۔ اس سے ہر چیز گڑ بڑا گئی ہے۔'' وہ خاموش ہو گیا۔ اب اس کا قطعاً جی نہیں چاہتا تھا کہ وہ
مچھلی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے۔ اس کا خون نچڑ چکا تھا اور وہ اس قدر شرابور ہو چکی تھی کہ اس کے دھڑ
کی رنگت وہی ہو گئی جو آئینے کی روپہلی پشت کی ہوتی ہے اور اس کی دھاریاں ابھی تک نظر آ رہی تھیں۔

''مچھلی، مجھے اتنی دور نہیں جانا چاہیے تھا،'' اس نے کہا۔ ''تمھاری خاطر نہ اپنی خاطر۔ مچھلی،
میں شرمندہ ہوں۔''

''ہونہہ!'' اس نے اپنے آپ سے کہا۔ ''چاقو بندھی ہوئی رسی کا جائزہ لو اور دیکھو کہ یہ کہیں
سے کٹ تو نہیں گئی۔ پھر اپنے ہاتھ کی حالت درست کرو کیونکہ ابھی اور بھی آئیں گی۔''

''کاش، میرے پاس چاقو کی جگہ پتھر ہوتا،'' بوڑھے نے چپو کے سرے پر بندھی ہوئی رسی کی
پڑتال کرنے کے بعد کہا۔ ''مجھے ایک عدد پتھر لانا چاہیے تھا۔''

''تمھیں بہت سی اشیا لانا چاہیے تھیں،'' اس نے سوچا۔ ''لیکن تم نہیں لائے۔ بڑے میاں،
اب یہ سوچنے کا وقت نہیں رہا کہ تمھارے پاس کون کون سی چیزیں نہیں ہیں۔ اب یہ سوچو کہ جو کچھ
تمھارے پاس ہے تم اس سے کیا کچھ کر سکتے ہو۔''

''تم مجھے بہت اچھے مشورے دیتے ہو، میں ان سے تنگ آ چکا ہوں،'' اس نے باآواز بلند کہا۔
اس نے سکان اپنے بازو کے نیچے تھاما اور اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈبو دیے۔ دریں اثنا کشتی
آگے بڑھتی جا رہی تھی۔

''خدا جانے، یہ آخری کتنا گوشت اڑا لے گئی،'' اس نے کہا۔'' تاہم کشتی کا بوجھ خاصا کم ہو گیا ہے۔'' وہ مچھلی کے مسخ شدہ زیریں حصے کے متعلق سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب شارک بڑھ بڑھ کر اس پر جھپٹے مار رہی تھی، وہ ہر بار کچھ نہ کچھ گوشت نوچ کھسوٹ کر لے جاتی تھی اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ وہ سمندر میں دوسری مچھلیوں کے لیے اس قدر نشانات راہ چھوڑتی جا رہی ہے جیسے وہ سمندر میں نہ جا رہی ہو کسی وسیع وعریض سڑک پر جا رہی ہو۔

''یہ وہ مچھلی تھی کہ آدمی اس کی فروخت سے اتنی کمائی حاصل کر لیتا کہ ساری سردیاں مزے سے گزار سکتا،'' اس نے سوچا۔'' اس بارے میں مت سوچو۔ صرف آرام کرو اور اپنے ہاتھوں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرو تا کہ اس کا تھوڑا بہت جتنا گوشت بچا ہے، اس کی حفاظت کر سکو۔ اب جب کہ پانی میں اتنی مہک پھیل چکی ہے، میرے ہاتھوں سے جو خون کی بو آ رہی ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ اس کے علاوہ ان سے کوئی زیادہ خون رس بھی تو نہیں رہا۔ کوئی بھی زخم ایسا نہیں جو ذرا سا بھی اہم ہو۔ خون کے نکلنے کا ایک فائدہ یہ ہو گا کہ اس سے شاید بائیں ہاتھ میں اینٹھن پیدا نہیں ہو گی۔''

''اب مجھے کیا سوچنا چاہیے؟'' اس نے سوچا۔'' کچھ بھی نہیں۔ مجھے کسی شے کے بارے میں سوچنا نہیں چاہیے اور اگلی شارکوں کا انتظار کرنا چاہیے۔ کاش یہ حقیقتاً خواب ہوتا۔ مگر کون جانتا ہے؟ عین ممکن ہے کہ یہ خواب ہی ثابت ہو۔''

جو اگلی شارک آئی، وہ اکیلی تھی اور چوڑی چپٹی تھوتھنی والی تھی۔ وہ اسی طرح لپکتی آئی تھی جس طرح سؤر پانی کی حوضی کی طرف لپکتا ہے بشرطیکہ آپ ایک ایسے سؤر کا تصور کر سکیں جس کا منہ اتنا بڑا ہو کہ آپ اپنا پورا سر اس کے اندر دھکیل سکیں۔ بوڑھے نے اسے مچھلی سے ٹکرانے دیا اور پھر اپنا چاقو، جو چپو کے ساتھ بندھا ہوا تھا، اس کے بھیجے میں اتار دیا لیکن شارک لوٹتے پوٹتے جھٹکا مار کر عقبی جانب لڑھک گئی اور چاقو کا پھل ٹوٹ گیا۔

بوڑھا کشتی کھینے کے لیے آرام سے اپنی جگہ ٹک گیا۔ اس نے اتنا بھی انتظار نہ کیا کہ شارک کو پانی میں ڈوبتے ہی دیکھ لیتا۔ ڈوبنے سے پہلے شارک کا سارا جسم دکھائی دینے لگا تھا۔ پھر وہ جوں جوں ڈوبتی گئی، یہ چھوٹا ہوتا گیا اور آخر میں بالکل ہی مہین ہو گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اس قسم کے مناظر بوڑھے کو ہمیشہ لبھاتے رہے تھے لیکن اس مرتبہ اس نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

''اب میرے پاس گیف رہ گیا ہے،'' اس نے کہا۔ ''لیکن یہ کسی کام نہیں آ سکے گا۔ میرے پاس دو چپو، سکان اور چھوٹا ڈنڈا ابھی ہیں۔''

''انھوں نے مجھے شکست دے دی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''میں اتنا بوڑھا ہو چکا ہوں کہ ڈنڈوں سے شارکیں ہلاک نہیں کر سکتا۔ لیکن جب تک میرے پاس چپو، چھوٹا ڈنڈا اور سکان موجود ہیں، میں ہمت نہیں ہاروں گا، میں کوشش کرتا رہوں گا۔''

اس نے ہاتھوں کو اچھی طرح بھگونے کے لیے دوبارہ پانی میں ڈال دیا۔ سہ پہر خاصی بیت چکی تھی اور سمندر اور آسمان کے ماسوا اور کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ ہوا پہلے کی نسبت تیز ہو گئی تھی اور اسے جلد ہی امید بندھنے لگی کہ وہ خشکی دیکھ سکے گا۔

''بڑے میاں، تم تھک چکے ہو،'' اس نے کہا۔ ''تم اندر سے تھک چکے ہو۔''

شارکوں نے اس پر دوبارہ حملہ نہ کیا لیکن غروب آفتاب سے ذرا پہلے وہ پھر آ گئیں۔

مچھلی نے سمندر میں جو وسیع و عریض راستہ بنایا ہو گا، بوڑھے کو اس پر بھورے پنکھ پھر تیرتے نظر آ گئے۔ اب وہ بو کا بھی سہارا نہیں لے رہی تھیں بلکہ وہ ایک دوسرے کے برابر برابر تیرتی سیدھی کشتی کی جانب بڑھی آ رہی تھیں۔

اس نے سکان جام کر دیا، بادبان کی رسی کس کر باندھی اور ڈنڈا اٹھانے دنبالے کے نیچے پہنچ گیا۔ وہ کسی شکستہ چپو کا دستہ تھا۔ کاٹنے کے بعد اس کی لمبائی تقریباً اڑھائی فٹ رہ گئی تھی۔ ڈنڈے کی گرفت کچھ اس قسم کی تھی کہ وہ اسے صرف ایک ہاتھ سے استعمال کر سکتا تھا۔ اس نے اسے اچھی طرح دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا۔ وہ بغور شارکوں کو آتے دیکھتا اور ڈنڈا ہاتھ سے اوپر نیچے جھکاتا رہا۔ یہ دونوں نہنگ شارکیں تھیں۔

''مجھے پہلی کو اپنی گرفت مضبوط کرنے کا موقع دینا چاہیے اور پھر اس کی ناک کی نوک یا سیدھے کھوپڑی پر ضرب لگانا چاہیے،'' اس نے سوچا۔

دونوں شارکوں نے اکٹھے مچھلی کے گرد گھیرا بنایا اور پھر اس نے جب قریب ترین کو اپنے

جبڑے کھولتے اور انھیں مچھلی کے نقرئی پہلو پر گاڑتے دیکھا۔ اس نے اپنا ڈنڈا اوپر اٹھایا اور پوری قوت سے شارک کی چپٹی کھوپڑی پر رسید کر دیا۔ اسے محسوس ہوا کہ اس نے ضرب چوبی ڈنڈے سے نہیں بلکہ ربڑ کے ڈنڈے سے لگائی ہے لیکن اسے ہڈی کی صلابت کا بھی احساس ہوا اور جب شارک مچھلی سے پھسلی، اس نے ایک بار پھر اس کی ناک کی نوک پر ضرب لگا دی۔

دوسری شارک کبھی پانی کے اندر چلی جاتی اور کبھی باہر آ جاتی تھی۔ اب جب وہ باہر آئی اس کے جبڑے کھلے ہوئے تھے۔ اس نے مچھلی پر جھپٹا مارا اور اپنے جبڑے بند کر لیے۔ بوڑھے کو مچھلی کے گوشت کے سفید ٹکڑے، جو چمک رہے تھے، اس کے منہ کے کنارے پر لٹکتے نظر آئے۔ اس نے اپنا ڈنڈا گھمایا لیکن وہ اس کے صرف سر کو نشانہ بنا سکا۔ شارک نے اسے دیکھا اور اس کے منہ میں گوشت کا ٹکڑا ڈھیلا ہو گیا۔ وہ اسے اپنے حلق میں اتارنے کے لیے ایک طرف ڈھلک رہی تھی کہ بوڑھے نے دوبارہ اسے ڈنڈا دے مارا۔ اب کے اس کی ضرب بھاری اور ٹھوس ضرور تھی لیکن معلوم یہی ہو رہا تھا کہ وہ چوبی ڈنڈے سے نہیں بلکہ ربڑ کے ڈنڈے سے ہی اس کی دھنائی کر رہا ہے۔

''Galano، ادھر آؤ،'' بوڑھے نے کہا۔ ''ایک بار پھر ادھر آؤ۔''

شارک برق رفتاری سے آگے بڑھی لیکن جب وہ اپنے جبڑے بند کر رہی تھی، بوڑھے نے اس پر ڈنڈا دے مارا۔ اب کے اس کی ضرب شدید تھی اور وہ ڈنڈے کو اتنی بلندی پر لے گیا جتنا کہ وہ لے جا سکتا تھا۔ اس مرتبہ اسے مغز کے بالکل نیچے ہڈی کڑکتی محسوس ہوئی اور اس نے اسی جگہ دوبارہ ڈنڈا رسید کر دیا۔ ادھر شارک نے کاہلانہ انداز سے گوشت پر منہ مارا۔ ایک ٹکڑا کٹ گیا لیکن وہ مچھلی سے نیچے پھسل گئی۔

بوڑھا انتظار کرتا رہا کہ شاید کوئی شارک دوبارہ باہر آ جائے لیکن کسی نے بھی اپنی شکل نہ دکھائی۔ پھر اسے ایک سطح آب پر دائرے میں تیرتی نظر آئی۔ اسے دوسری کا پنکھ دکھائی نہ دیا۔

''میں یہ توقع بھی نہیں کر سکتا تھا کہ میں انھیں ہلاک کر سکوں گا،'' اس نے سوچا۔ ''ایک وقت تھا جب میں یہ کام کر سکتا تھا۔ تاہم میں نے ان دونوں کو بری طرح زخمی کر دیا ہے اور ان میں سے کسی کی بھی حالت اچھی نہیں ہو سکتی۔ اگر میں ڈنڈا دونوں ہاتھوں سے چلا سکتا تو پہلی کو میں نے یقیناً ہلاک

کر دیا ہوتا۔''

''اب بھی،''اس نے سوچا۔

وہ مچھلی کی طرف دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا نصف حصہ برباد ہو چکا ہے۔ جب وہ شارکوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھا، سورج غروب ہو گیا تھا۔

''عنقریب اندھیرا چھا جائے گا،''اس نے کہا۔''پھر مجھے ہوانا کی روشنیاں نظر آ جانا چاہئیں۔ اگر میں مشرق کی جانب کچھ زیادہ ہی دور ہوا، مجھے ریتلے ساحلوں میں سے، جنھیں حال ہی میں تفریحی مقامات میں تبدیل کیا گیا ہے، کسی ایک کی روشنیاں دکھائی دے جائیں گی۔''

''اب میں خشکی سے کوئی زیادہ دور نہیں ہو سکتا،''اس نے سوچا۔''مجھے امید ہے کہ کسی بھی شخص کو میرے متعلق کوئی زیادہ تشویش نہیں ہوئی ہو گی۔ ہاں صرف لڑکا میرے بارے میں ضرور تشویش میں مبتلا ہو سکتا ہے مگر مجھے یقین ہے کہ اسے مجھ پر اعتماد ہو گا۔ کئی بزرگ مچھیروں کو بھی تشویش ہوئی ہو گی۔ میں بھلے لوگوں کے قصبے میں رہتا ہوں۔''

اب وہ مچھلی کے ساتھ مزید مکالمہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ بری طرح برباد ہو چکی تھی۔ پھر اس کے دماغ میں نئی رو چل پڑی۔

''آدھی مچھلی،''اس نے کہا۔''مچھلی، جو تم کبھی تھیں۔ مجھے ندامت ہے کہ میں کچھ زیادہ ہی دور نکل گیا۔ میری حماقت نے ہم دونوں کو تباہ کر دیا۔ تاہم ہم نے... میں نے اور تم نے... بہت سی شارکوں کو ہلاک کیا ہے اور کئی دوسریوں کو برباد کیا ہے۔ بزرگ مچھلی، تم نے کبھی کسی کو ہلاک کیا تھا؟ تمھاری جو خنجر نما تھوتھنی ہے، وہ یونہی تو نہیں۔''

اسے مچھلی اور اس بات کے، کہ اگر کوئی شارک آزادانہ تیر رہی ہوتی تو وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا، سوچنا پسند تھا۔''ان کے ساتھ دو دو ہاتھ کرنے کے لیے میرے پاس کلہاڑی کا پھل ہونا چاہیے تھا۔''مگر کلہاڑی چھوڑ اس کے پاس تو اب چاقو بھی نہیں تھا۔

''اگر میرے پاس کلہاڑی کا پھل ہوتا، میں اسے چپو کے سرے پر باندھ لیتا۔ کیا زبردست ہتھیار بنتا! پھر میں اور میرا ہتھیار مل کر ان کا مقابلہ کرتے۔ لیکن اگر وہ رات کو آ گئیں، پھر تم کیا کرو

گے؟"تم کیا کر سکتے ہو؟"

"ان کا مقابلہ کرو،" اس نے کہا۔ "میں مرتے مر جاؤں گا مگر ان کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔"

مگر اب چاروں اطراف اندھیرے کی چادر تن چکی تھی اور کہیں روشنی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ صرف ہوا چل رہی تھی اور بادبان ایک سے انداز سے لہرا رہے تھے۔ ایسے میں اسے محسوس ہوا کہ اس کی شاید پہلے ہی موت واقع ہو چکی ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ ایک دوسرے کے اوپر رکھے اور اپنی ہتھیلیاں ٹٹولیں۔ ان میں زندگی کے آثار موجود تھے۔ انھیں محض کھولنے اور بند کرنے سے اسے اذیت ہوتی تھی اور یہی زندگی کی علامت تھی۔ وہ پیچھے جھک گیا اور دنبالے کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ابھی مرا نہیں۔ اس کے کندھوں نے اسے یہی بتایا۔

"ابھی مجھے ان سارے وظائف کا ورد کرنا ہے جن کا میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں نے مچھلی پکڑ لی تو میں کروں گا،" اس نے سوچا۔ "لیکن میں اتنا تھک چکا ہوں کہ یہ ورد اب نہیں کر سکتا۔ بہتر یہی ہے کہ میں بوری اٹھاؤں اور اسے کندھوں پر لپیٹ لوں۔"

وہ دنبالے میں لیٹ گیا۔ وہ کشتی کو کھینے اور بغور آسمان کا مشاہدہ کرنے لگا کہ شاید کہیں روشنیوں کے آثار نمودار ہو جائیں۔ "میرے پاس نصف بچ گئی ہے،" اس نے سوچا۔ "اگر قسمت نے یاوری کی، ہو سکتا ہے کہ میں اسے ہی گھر لے جاؤں۔ قسمت کو کچھ نہ کچھ میرا ساتھ دینا چاہیے تھا۔ نہیں،" اس نے کہا۔ "تم جب بہت زیادہ آگے نکل گئے تو تم نے خود ہی قسمت کے قوانین کو پامال کر دیا تھا۔"

"احمق مت بنو،" اس نے با آواز بلند کہا۔ "جاگتے رہو اور کشتی کھیتے رہو۔ ممکن ہے کہ قسمت اب بھی تمھارا ساتھ دے۔"

"یہ کہاں ملتی ہے؟ اگر یہ کہیں بکتی ہو، میں کچھ خریدنا چاہوں گا،" اس نے کہا۔

"میں یہ خریدوں گا کس سے؟" اس نے اپنے آپ سے پوچھا۔ "کیا میں اسے گم شدہ ہارپون، شکستہ چاقو اور دو ناکارہ ہاتھوں سے خرید سکتا ہوں؟"

"تم خرید سکتے ہو،" اس نے کہا۔ "تم نے چوراسی دن سمندر پر گزار کر اسے خریدنے کی کوشش کی تھی۔ وہ اسے تقریباً تمھارے پاس فروخت کر چکے تھے۔"

''مجھے احمقانہ باتیں نہیں سوچنا چاہئیں،'' اس نے سوچا۔ ''قسمت ایک ایسی چیز ہے جو مختلف صورتوں میں سامنے آتی ہے اور کون ہے جو اس کی پہچان کر سکے؟ اس کی شکل خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو، میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لوں گا اور اس کی جس قیمت کا بھی مجھ سے مطالبہ کیا جائے گا، میں وہ ادا کر دوں گا۔ کاش میں روشنیوں کو دیکھ سکتا،'' اس نے سوچا۔ ''مجھے بے شمار چیزوں کی خواہش ہے لیکن فی الحال میری خواہش صرف یہ ہے کہ میں روشنیاں دیکھ سکوں۔'' اس نے کشتی کھینے کے لیے زیادہ آرام دہ حالت میں بیٹھنے کی کوشش کی اور اسے جو درد ہو رہا تھا، اس سے وہ سمجھ گیا کہ وہ مرا نہیں۔

اسے تب جب تقریباً دس بج چکے ہوں گے، شہر کی چندھیا دینے والی روشنیوں کی، جو پانی میں منعکس ہو رہی تھیں، جھلک دکھائی دی۔ شروع میں یہ روشنیاں اسی قسم کی تھیں جس طرح کی روشنی طلوع ماہتاب سے پہلے آسمان پر نظر آتی ہے۔ پھر وہ ایک نقطے پر ٹھہر گئیں اور اب سمندر کے آر پار، جو ہوا کے تیزی پکڑنے سے ہر دم طوفانی ہوتا جا رہا تھا، دیکھا جا سکتا تھا۔ وہ اپنی کشتی روشنیوں کے دائرے کے اندر چلاتا رہا اور اس نے سوچا کہ وہ بہت جلد ندی کے کنارے پہنچ جائے گا۔

''اب معاملہ اختتام تک پہنچ گیا ہے،'' اس نے سوچا۔ ''وہ غالباً ایک بار پھر مجھ پر حملہ کریں گی لیکن آدمی اندھیرے میں ہتھیار کے بغیر ان کا کیا بگاڑ سکتا ہے؟''

اس کا جسم اکڑ چکا تھا اور اس کا جوڑ جوڑ دکھ رہا تھا۔ رات کی سردی میں اس کے زخموں اور جسم کے ان حصوں پر، جن پر بے پناہ کھنچاؤ محسوس ہوا تھا، درد کی ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔ ''مجھے امید ہے کہ مجھے دوبارہ لڑنا نہیں پڑے گا۔ میری زبردست خواہش ہے کہ مجھے دوبارہ لڑنا نہ پڑے۔''

تاہم بوقت نیم شب اسے لڑنا پڑا اور اس مرتبہ اسے معلوم تھا کہ اس کی لڑائی بے سود ہے۔ وہ غول کی شکل میں آئی تھیں۔ جب وہ مچھلی پر جھپٹ رہی تھیں، اسے پانی میں صرف لکیریں، جو ان کے پنکھ بنا رہے تھے اور ان کے پنکھوں کی چمک دمک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ ان کے سروں پر ڈنڈے برسانے لگا۔ اور جب وہ نیچے مچھلی کو اپنی گرفت میں لے رہی تھیں، اسے ان کے جبڑوں کے کٹکٹانے اور کشتی کے ڈگمگانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ ان چیزوں پر، جنھیں وہ محض محسوس کر سکتا تھا اور جن کی محض اصوات سن سکتا تھا، عالم مایوسی میں تابڑ توڑ ڈنڈے برسا رہا تھا۔ پھر اسے محسوس

ہوا کہ کسی چیز نے ڈنڈے کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اس نے کشتی کا سکان اکھاڑ لیا، اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور اس کے ساتھ تابڑ توڑ ضربیں اور چوٹیں لگانے لگا۔ اس کی مسلسل پٹائی کے باوجود وہ اگواڑے کے قریب پہنچ گئیں اور یکے بعد دیگرے اور اکٹھی حملہ آور ہونے لگیں۔ وہ گوشت کے ٹکڑے نوچ رہی تھیں اور جب وہ ایک بار پھر آگے بڑھیں، گوشت کے ٹکڑے نیچے سمندر میں چمکنے لگے۔

ان میں سے ایک بالآخر خود سر تک پہنچ گئی اور وہ سمجھ گیا کہ اب مچھلی کا قصہ ختم ہو گیا ہے۔ اس نے سکان گھمایا اور شارک کے سر پر، عین اس جگہ جہاں اس کے جبڑے مچھلی کے بھاری بھرکم سر میں، جو علیحدہ نہیں ہو رہا تھا، پھنسے ہوئے تھے، دے مارا۔ اس نے سکان ایک مرتبہ، پھر دوسری مرتبہ اور اس کے بعد ایک بار اور گھمایا۔ اسے سکان کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ہاتھ میں سکان کا صرف ٹوٹا پھوٹا سرا رہ گیا۔ وہ آگے بڑھا اور اس نے یہی شارک کے جسم میں گھونپ دیا۔ اسے محسوس ہوا کہ یہ اندر گھس گیا ہے اور چونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ نوک دار اور تیز ہے، اس نے اسے مزید آگے دھکیل دیا۔ شارک نے مچھلی کا سر چھوڑ دیا اور پرے ڈھلک گئی۔ یہ غول کی آخری شارک تھی جو حملہ کرنے آئی تھی۔ اب ان کے کھانے کے لیے کچھ نہیں بچا تھا۔

بوڑھے کو سانس لینے میں دقت پیش آ رہی تھی اور اسے اپنے منہ میں عجیب و غریب ذائقے کا احساس ہو رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ تانبے کے رنگ کے پروں والی تتلی چبا رہا ہو اور اس کے منہ میں مٹھاس گھل رہی ہو۔ ایک لمحے کے لیے اسے وسوسوں نے گھیر لیا لیکن یہ کیفیت زیادہ دیر برقرار نہ رہی۔

اس نے سمندر میں تھوک دیا اور بولا: ''Galanos، لو اور کھاؤ اسے۔ اور اب خواب دیکھو کہ تم نے ایک آدمی کو ہلاک کر دیا۔''

وہ جانتا تھا کہ وہ بالآخر پٹ چکا ہے اور اس کے پاس اس کا کوئی درمان نہیں۔ وہ واپس دنبالے میں چلا گیا۔ اسے اندازہ ہوا کہ وہ سکان کا تیز نوکیلا سرا اپنے سوراخ میں اس قدر ضرور پھنسا

سکتا ہے کہ اس کے لیے کشتی کھینا ممکن ہو جائے گا۔ اس نے بوری اپنے کندھوں پر جمائی اور کشتی اپنے راستے پر ڈال دی۔ اب وہ کشتی دھیرے دھیرے کھے رہا تھا اور اس کے دل و دماغ میں نہ کسی قسم کے خیالات اور نہ جذبات موج زن ہو رہے تھے۔ اب وہ ہر چیز سے ماورا ہو چکا تھا اور وہ اپنی کشتی اپنی گھریلو بندرگاہ کی جانب اتنے ہی اچھے اور دانش مندانہ انداز سے چلا رہا تھا جتنا کہ اس کے لیے ممکن تھا۔ رات کے دوران میں شارکیں مچھلی کے پنجر پر یوں جھپٹتی رہیں جیسے کوئی شخص دستر خوان سے روٹی کے بھورے چن رہا ہو۔ بوڑھے نے ان کی طرف اور نہ کسی اور چیز پر دھیان دیا، اس کی ساری توجہ بس اپنی کشتی کھینے پر مرکوز تھی۔ اسے اب یہی نظر آ رہا تھا کہ اب جب کہ کشتی کو کوئی وزن نہیں کھینچنا پڑ رہا، وہ بڑے مزے اور آرام سے چلی جا رہی ہے۔

''یہ اچھی کشتی ہے،'' اس نے سوچا۔ ''یہ مضبوط ہے اور سکان کے علاوہ اس کے کسی حصے کو کوئی زک نہیں پہنچی۔ رہا سکان، وہ آسانی سے نیا لگایا جا سکتا ہے۔''

اسے محسوس ہوا کہ وہ آبی رو میں داخل ہو گیا ہے۔ اسے ساحلی آبادیاں نظر آنے لگیں۔ اسے معلوم تھا کہ اب وہ کہاں ہے اور گھر پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں رہا تھا۔

''بہر حال ہوا ہماری دوست ہے،'' اس نے سوچا۔ پھر اس نے اپنی اس سوچ میں اضافہ کیا ''بعض اوقات۔ عظیم سمندر بھی جس میں ہمارے دوست اور دشمن دونوں موجود ہیں، ہمارا دوست ہے۔ اور بستر،'' اس نے سوچا۔ ''میرا دوست ہے۔ محض بستر،'' اس نے سوچا۔ ''بستر بڑی زبردست چیز ہے۔ جب آپ مار کھا جائیں، یہ چبھتا نہیں،'' اس نے سوچا۔ ''مجھے کبھی اندازہ نہیں ہوا تھا کہ یہ اتنا آرام دہ ہوتا ہے۔ اور تمھیں شکست کس نے دی ہے؟'' اس نے سوچا۔

''کسی نے بھی تو نہیں،'' اس نے باآواز بلند کہا۔ ''بس میں کچھ زیادہ ہی دور نکل گیا تھا۔''

جب اس کی کشتی ننھی منی بندرگاہ میں داخل ہوئی، ٹیرس کی روشنیاں بجھ چکی تھیں اور وہ سمجھ گیا کہ سب لوگ سو چکے ہیں۔ ہوا کی رفتار میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور وہ اب خاصی تیز ہو گئی تھی۔ تاہم بندرگاہ پرسکون تھی اور وہ اپنی کشتی چٹانوں کے نیچے کنکریوں کے چھوٹے قطعے پر لے گیا۔ وہاں کوئی ایسا شخص موجود نہیں تھا جو اس کی مدد کر سکتا، چنانچہ وہ اپنی کشتی کو جس قدر دور لے جا سکتا تھا، لے

گیا۔ پھر وہ باہر نکلا اور اس نے اسے چٹان کے ساتھ باندھ دیا۔

اس نے مستول اکھاڑا، بادبان لپیٹا اور اسے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے مستول کندھے پر رکھا اور چڑھائی چڑھنے لگا۔ صرف اب اسے محسوس ہوا کہ وہ کس قدر تھک چکا ہے۔ وہ ایک ثانیے کے لیے رک گیا اور اس نے پیچھے نگاہ ڈالی۔ سڑک کی بتیوں کی روشنی میں، جو پانی میں منعکس ہو رہی تھی، اسے کشتی کے دنبالے کے خاصا عقب میں مچھلی کی عظیم دم بالکل سیدھی کھڑی نظر آئی۔ اسے اس کی کمر کی ہڈی کی سفید برہنہ لکیر اور بہت بھاری سر بھی دکھائی دیا۔ اس کی تھوتھنی باہر کی جانب نکلی ہوئی تھی اور بیچ میں گوشت کا کہیں نام ونشان تک نہیں تھا۔

وہ دوبارہ چڑھائی چڑھنے لگا۔ جب وہ چوٹی پر پہنچا، وہ گر پڑا اور کندھے کے آر پار مستول رکھے کچھ دیر وہیں پڑا رہا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ کام اس کی ہمت سے باہر تھا۔ وہ مستول سمیت وہیں بیٹھ گیا اور سڑک کی جانب دیکھنے لگا۔ سڑک کی پرلی جانب ایک بلی نمودار ہوئی اور غائب ہو گئی۔ وہ کسی اپنی کارروائی کے لیے کہیں جا رہی تھی۔ بوڑھے نے اسے بغور دیکھا اور پھر اس نے صرف سڑک پر اپنی نگاہیں گاڑ دیں۔

آخر کار اس نے مستول نیچے رکھا اور خود اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے مستول اٹھایا، کندھے پر رکھا اور سڑک ناپنے لگا۔ اپنے جھونپڑے تک پہنچنے سے پہلے اسے راستے میں پانچ مرتبہ بیٹھ کر ستانا پڑا۔

جھونپڑے میں داخل ہونے کے بعد اس نے مستول دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ اندھیرے میں اسے پانی کی بوتل مل گئی اور اس نے ایک گلاس پانی پیا۔ پھر وہ بستر پر لیٹ گیا۔ اس نے کمبل سے پہلے اپنے کندھے، پھر پشت اور ٹانگیں ڈھانپیں، چہرہ الٹا کیا اور اخبارات پر سو گیا۔ اس کے بازو سیدھے پڑے تھے اور اس کی ہتھیلیوں کا رخ اوپر کی جانب تھا۔

جب لڑکے نے صبح کو اس کے دروازے میں سے جھانک کر دیکھا، وہ سویا پڑا تھا۔ ہوا اتنی تیز چل رہی تھی کہ بادبانوں والی کشتیوں کے باہر جانے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ یوں لڑکا دیر تک سوتا رہا تھا اور جب وہ جاگا، روزمرہ کی طرح اس صبح بھی بوڑھے کے جھونپڑے کا طواف کرنے آنکلا۔ لڑکے نے دیکھا کہ بوڑھے کی سانس چل رہی ہے۔ پھر اس کی نگاہیں بوڑھے کے ہاتھوں پر پڑیں اور اس

کے آنسو بہنے لگے۔ وہ کافی لانے باہر نکل گیا مگر وہ سارا راستہ روتا رہا۔

متعدد مچھیرے کشتی کے اردگرد جمع ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ جو کچھ بندھا ہوا تھا، وہ اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ ایک نے اپنی پتلون کے پائنچے اوپر چڑھائے اور پانی میں گھس گیا۔ وہ رسی سے پنجر کی لمبائی ناپ رہا تھا۔

لڑکا نیچے نہ اترا۔ وہ پہلے ہی وہاں ہو آیا تھا اور اس کی درخواست پر ایک مچھیرا کشتی کی نگرانی کر رہا تھا۔

''اس کا کیا حال ہے؟'' ایک مچھیرے نے گلا پھاڑ کر پوچھا۔

''سو رہا ہے،'' لڑکے نے جواب دیا۔ اسے مطلق پروا نہیں تھی کہ انھوں نے اسے روتے دیکھ لیا ہے۔ ''کسی کو بھی اس کی نیند میں مخل نہیں ہونا چاہیے۔''

''ناک سے دم تک اس کی لمبائی اٹھارہ فٹ ہے،'' اس مچھیرے نے جو اس کی لمبائی ناپ رہا تھا، باآواز بلند کہا۔

''مجھے یقین ہے،'' لڑکے نے کہا۔

وہ ٹیرس کے اندر چلا گیا اور اس نے ایک کین (Can) کافی کا آرڈر دے دیا۔

''گرما گرم اور دودھ اور شکر کافی مقدار میں۔''

''اور کچھ؟''

''نہیں۔ بعد میں دیکھیں گے کہ وہ کیا کھا سکتا ہے۔''

''کتنی عظیم مچھلی تھی!'' مالک نے کہا۔ ''اتنی بڑی مچھلی کبھی نہیں دیکھی۔ کل تم جو دو مچھلیاں لائے تھے، وہ بھی اچھی تھیں۔''

''میری مچھلیوں پر لعنت بھیجیں،'' اور وہ پھر رونے لگا۔

''تمھیں کچھ پینے کو چاہیے؟'' مالک نے پوچھا۔

''نہیں،'' لڑکے نے جواب دیا۔ ''ان لوگوں کو بتا دیں کہ وہ سانتیاگو کو پریشان نہ کریں۔ میں واپس آتا ہوں۔''

''اسے بتا دینا کہ مجھے بہت افسوس ہے۔''

''شکریہ،'' لڑکے نے کہا۔

لڑکا کافی کا گرم کین بوڑھے کے جھونپڑے میں لے گیا اور جب تک وہ جاگ نہ گیا، وہیں بیٹھا رہا۔ ایک مرتبہ یوں لگا جیسے وہ آنکھیں کھول رہا ہو مگر وہ دوبارہ گھوڑے بیچ کر سو گیا۔ لڑکا باہر چلا گیا۔ وہ کافی گرم کرنے کے لیے کچھ لکڑی ادھار لینے گیا تھا۔

آخر کار بوڑھا جاگ گیا۔

''آپ اٹھ کر نہ بیٹھیں،'' لڑکے نے کہا۔ ''یہ پی لیں۔'' اس نے کچھ کافی گلاس میں انڈیل دی۔

بوڑھے نے گلاس پکڑا اور کافی پینے لگا۔

''مینولن، انھوں نے مجھے ہرا دیا،'' اس نے کہا۔ ''انھوں نے سچ مچ مجھے ہرا دیا۔''

''اس نے، میرا مطلب مچھلی نے تو آپ کو نہیں ہرایا۔''

''نہیں، سچ مچ، یہ بعد کی بات ہے۔''

''پیدریکو کشتی اور سامان کی نگرانی کر رہا ہے۔ آپ سر کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟''

''پیدریکو سے کہہ دو کہ وہ مچھلیوں کے پھندے بنانے کے لیے اسے کاٹ لے۔''

''اور اس کا خنجر؟''

''اگر تمھارا جی چاہے تو تم رکھ لو۔''

''میرا جی چاہتا ہے۔ اب ہمیں دوسری چیزوں کے منصوبے بنانا ہوں گے۔''

''مجھے کسی نے تلاش کیا تھا؟''

''بالکل، کوسٹ گارڈز اور ہوائی جہازوں کے ساتھ۔''

''سمندر بے کنار ہے اور میری کشتی چھوٹی سی۔ یہ تو کسی کو نظر بھی نہیں آئی ہوگی،'' بوڑھے نے کہا۔ اسے احساس ہوا کہ محض اپنے آپ سے اور سمندر سے باتیں کرنے کی نسبت کسی دوسرے کی موجودگی میں باتیں کرنے میں کتنا لطف آتا ہے۔ ''تم مجھے بہت یاد آئے،'' اس نے کہا۔ ''تم نے کیا کچھ پکڑا؟''

''ایک پہلے روز، ایک دوسرے روز اور دو تیسرے روز۔''

''بہت خوب۔''

''اب ہم اکٹھے مچھلیاں پکڑا کریں گے۔''

''نہیں، میں خوش قسمت نہیں ہوں۔ اب میں مزید خوش قسمت نہیں رہا۔''

''بھاڑ میں جائے قسمت،'' لڑکے نے کہا۔ ''میں قسمت ساتھ لاؤں گا۔''

''تمھارے گھر والے کیا کہیں گے؟''

''مجھے کوئی پروا نہیں۔ کل میں نے دو پکڑی تھیں۔ لیکن اب ہم اکٹھے مچھلیاں پکڑنے جایا کریں گے کیونکہ مجھے ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔''

''ہمیں شکار کے لیے کوئی اچھی سی برچھی حاصل کرنا اور اسے ہمیشہ کشتی پر رکھنا ہوگا۔ تم فورڈ کمپنی کی کسی پرانی گاڑی کی کمانی سے اس کا پھل بنا سکتے ہو۔ ہم گوناباکوا میں سان پر اس کی رگڑائی کرا سکتے ہیں اور اسے تیز کرا سکتے ہیں۔ اسے تیز تو ہونا ہی چاہیے مگر سخت نہیں، ورنہ یہ ٹوٹ جائے گی۔ میرا چاقو ٹوٹ گیا تھا۔''

''میں ایک اور چاقو لے آؤں گا اور کمانی کی بھی رگڑائی کرالوں گا۔ یہ تیز ہوا ابھی کتنے دن اور چلے گی؟''

''ممکن ہے تین دن چلتی رہے، ممکن ہے زیادہ۔''

''میں ہر چیز تیار کرلوں گا،'' لڑکے نے کہا۔ ''بڑے میاں، ہم آپ کے ہاتھوں کا بھی علاج کرالیں گے۔''

''مجھے معلوم ہے کہ ان کا علاج کیسے کیا جاتا ہے۔ رات میں نے عجیب وغریب قسم کا تھوک اگلا تھا۔ مجھے محسوس ہوا تھا کہ میرے سینے میں کوئی چیز ٹوٹ پھوٹ گئی ہے۔''

''اس کا بھی بندوبست کرلیں گے،'' لڑکے نے کہا۔ ''بڑے میاں، آپ لیٹ جائیں۔ میں آپ کے لیے صاف قمیص لاتا ہوں اور کچھ کھانے کے لیے۔''

''جن دنوں میں یہاں نہیں تھا ان دنوں کا کوئی اخبار بھی لیتے آنا،'' بوڑھے نے کہا۔

''آپ کو جلد از جلد تندرست ہو جانا چاہیے کیونکہ مجھے ابھی بہت سی باتیں سیکھنا ہیں اور آپ

مجھے سب کچھ سکھا سکتے ہیں۔ آپ کو کتنا جوکھم اٹھانا پڑا؟"

"کافی زیادہ،" بوڑھے نے جواب دیا۔

"میں کھانا اور اخبارات لاتا ہوں،" لڑکے نے کہا۔ "بڑے میاں، آپ اچھی طرح آرام فرمائیں۔ میں میڈیکل سٹور سے آپ کے ہاتھوں کے لیے دوائیاں بھی لیتا آؤں گا۔"

"پیدریکو کو بتانا مت بھولنا کہ سر اس کا ہے۔"

"نہیں۔ میں یاد رکھوں گا۔"

جب لڑکا باہر نکلا اور مونگے کی چٹانوں کی سڑک پر چلنے لگا اس کے پھر آنسو بہنے لگے۔

اس سہ پہر ٹیرس میں ایک سیاحوں کی پارٹی آئی ہوئی تھی اور ایک عورت کو بیئر کے خالی ڈبوں اور مردہ بارا کوڈا[53] مچھلیوں کے ڈھیر کے مابین پانی میں جھانکتے ہوئے ایک بے حد طویل سفید کمر کی ہڈی نظر آئی۔ اس کے سرے پر عظیم دم تھی جو جوار بھاٹے کے ساتھ اوپر اٹھتی اور فضا میں لہرانے لگتی جب کہ طوفانی پوربی ہوا سمندر کی لہروں کو بندرگاہ کی طرف دھکیل رہی تھی۔

"وہ کیا ہے؟" اس نے ایک بیرے سے پوچھا اور ایک عظیم مچھلی کی، جواب محض کوڑا کرکٹ تھی اور سمندر کی لہروں کے ساتھ بہے جانے کی منتظر، طویل کمر کی ہڈی کی طرف اشارے کرنے لگی۔

"Tibum"۔[54] ویٹر نے جواب دیا۔ "شارک۔" جو کچھ وقوع پذیر ہوا تھا، وہ اس کی وضاحت کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔

مجھے نہیں معلوم تھا کہ شارکوں کی دُمیں اتنی خوش اندام اور سڈول ہوتی ہیں۔

"میں بھی نہیں جانتا تھا،" اس کے مرد ساتھی نے کہا۔

ادھر سڑک کی شمالی جانب بوڑھا اپنے جھونپڑے میں دوبارہ سو گیا تھا۔ وہ ابھی تک منہ کے بل لیٹا ہوا تھا۔ لڑکا اس کے پاس بیٹھا تھا اور اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ بوڑھا ببر شیروں کے خواب دیکھ رہا تھا۔

حواشی

1- گلف سٹریم: ایک سمندری رو جو بحراوقیانوس میں شمالی امریکہ کے مشرق میں چلتی ہے۔

2- گیف: ایک آنکڑا (hook) جو خاصے لمبے ڈنڈے کے ساتھ وابستہ ہوتا ہے اور بڑی مچھلیاں پکڑنے میں استعمال ہوتا ہے۔

3- ہارپون: برچھی نما ہتھیار۔ اس کا سر تیر کی طرح کا ہوتا ہے اور یہ وھیل اور دوسری بڑی مچھلیوں کے شکار میں استعمال ہوتا ہے۔

4- ٹیرس: ایک کھلا ریستوران جو چبوترے پر واقع تھا۔

5- مارلن: بحراوقیانوس اور بحرالکاہل کی بہت بڑی مچھلی۔ پورا نام marlinspike ہے۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس کی تھوتھنی نوکیلی ہوتی ہے۔

6- سارڈین: ایک قسم کی چھوٹی مچھلی۔ کھانے کے کام آتی ہے اور عام طور پر تیل میں محفوظ کی جاتی ہے۔

7- اگواڑا: (bow) کشتی یا جہاز کا اگلا حصہ۔

8- Mosquito Coast: مشرقی نکاراگوا اور شمال مشرق ہنڈورس کا علاقہ۔

9- یانکی: New York Yankees، Cleveland Indians اور Detroit Tigers: امریکا کی بیس بال کی ٹیمیں ہیں۔

10- Cleveland: امریکی ریاست اوہائیو کا شہر۔

11- Dimaggio جو (Joe) دی ماجیو: بیس بال کا غالباً عظیم ترین امریکی کھلاڑی۔ پیدائش 1914۔ وہ ایک ماہی گیر کے بیٹے تھے اور یہ تین بھائی تھے۔ تینوں ہی بیس بال کے بڑے کھلاڑی تھے۔ ونس (Vince) اس سے بڑا اور ڈوم (Dom) اس سے چھوٹا تھا۔ جب 1951 میں جو نے ریٹائر ہونے کا اعلان کیا، New York yankees کلب کا شریک مالک ڈان ٹیپنگ Dan Tapping زاروقطار روتا رہا۔ جو نے مشہور امریکی اداکارہ، مارلن منرو سے بھی جسے sex symbol قرار دیا جاتا تھا، شادی کی تھی مگر یہ شادی صرف 274 دن برقرار رہی۔ مارلن منرو نے ''ذہنی اذیت'' کے الزام میں اس سے طلاق لے لی تھی۔

12- Detroit: امریکی ریاست مشی گن کا شہر۔

13- Reds of Cincinnati اور White Sox of Chicago: بیس بال کی دو امریکی ٹیمیں۔ سنسناٹی امریکی ریاست اوہائیو کا شہر ہے۔

14- Brooklyn: نیویارک کا ایک علاقہ۔ لونگ آئی لینڈ پر واقع ہے۔ اولڈ پارک گراؤنڈ بھی وہیں ہے۔

15- فلاڈلفیا: امریکی ریاست پنسلوانیا کا شہر۔

16- ڈِک سسلر: بیس بال کا ایک عظیم کھلاڑی، کوچ اور متعدد ٹیموں کا منیجر۔ اس کے دونوں بیٹے بھی بیس بال کے کھلاڑی تھے۔

17- ڈرائیو: بیس بال کی ایک ہٹ۔

18- میگ گرا: پورا اور اصل نام John Joseph Mcgraw ہے۔ 1873 میں پیدا ہوا اور 1934 میں فوت ہوا۔ بیس بال کا امریکی کھلاڑی اور منیجر تھا۔

19- دوروچرا (1906-91) Leo Ernest Durocher: بیس بال کا امریکی کھلاڑی اور منیجر۔

20- que va : Nonsense: واہیات، فضول۔

21- que va: فضول۔ واہیات۔

22- سکڈ: ایک قسم کی لمبوتری مچھلی۔ اس کے چہرے کے ارد گرد دس بازو ہوتے ہیں اور تیرنے میں مدد دینے کے لیے اس کے دو تکونے یا گول پنکھ ہوتے ہیں۔

23- ماہی پرند: flying fish: اڑنے والی مچھلی۔

24- ہسپانوی زبان میں سمندر کو جب مونث تصور کرنا ہو تو la mar اور جب مذکر تصور کرنا ہو تو el mar کہتے ہیں۔

25- بونیٹا: اصل لفظ بونیتو (bonito) ہے۔ یہ ٹونا مچھلی سے ملتی جلتی اور اصلاً اسی کی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ کھائی بھی

جاتی ہےاور چارے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ ہسپانوی زبان میں اس کے معانی ''خوبصورت یا نفیس'' بھی ہیں۔

26- البکر: ایک خاصی بڑی سمندری مچھلی۔ کھانے کے کام آتی ہے۔ یہ بھی تونا مچھلی کی نسل سے ہے۔ انگریزی لفظ albacore پرتگالی زبان کی وساطت سے عربی لفظ ''البکر'' (نوجوان اونٹ) سے مشتق ہے۔

27- tuna: خاصی بڑی سمندری مچھلی۔ گرم پانیوں میں پائی جاتی ہے۔ کھائی جاتی ہے۔ اس کی ایک نسل ''البکر'' ڈبوں میں بھی بند کر کے فروخت کی جاتی ہے۔

27الف- ڈولفن۔ بھلّن۔ بڑی بھلی مانس اور شریف النفس تقریباً دس فٹ لمبی اور قدرے سیاہی مائل مچھلی۔ دریائے سندھ میں بھی پائی جاتی ہے۔ تماشاگر اس کی پشت پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر طرح طرح کے کرتب دکھاتے ہیں۔ راقم الحروف نے برطانوی ملکہ کے ونڈسر محل کے قریب سفاری پارک میں یہ کرتب دیکھے تھے۔

28- Portuguese man of war: ایک قسم کی سمندری مخلوق۔ اس کے جسم کی ساخت پیچیدہ ہوتی ہےاور اس کے اوپر نیلے رنگ کی پھکنے نما تھیلی ہوتی ہے۔ اس تھیلی کے اردگرد تیز نوکیلے لمبے کانٹے لٹکتے رہتے ہیں اور جس کسی کے جسم میں چبھتے ہیں، اسے بری طرح زخمی کر دیتے ہیں۔ یہ گرم پانیوں میں پائی جاتی ہے۔

29- پھکنا (blardder): نوٹ نمبر 28 دیکھیں۔

30- کانٹے (tentacles): کانٹے نما یہ چیزیں خاصی لمبی اور لچکدار ہوتی ہیں اور سکڈ جیسی مچھلیوں کے موہنوں کے اردگرد اگی ہوتی ہیں۔

31- aqua mala: ہسپانوی میں aqua پانی کو اور mala ڈاک کے تھیلے کو کہا جاتا ہے۔ اس مچھلی کو یہ نام اس کی پھکنے نما تھیلیوں کے سبب دیا گیا ہے۔ یہ پرتگالی مین آف وار کی ایک قسم ہے۔

31الف- مچھلی کے جگر کا تیل۔ لوگ اسے جسمانی توانائی بڑھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس کی بو اور ذائقہ خاصا ناخوشگوار ہوتا ہے۔ اب بے بو اور بے ذائقہ گولیوں کی شکل میں بھی دستیاب ہے۔

32- مارلن: ہسپانوی زبان میں اس مچھلی کو hescado کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ مونث ہوتی ہے لیکن جب پکڑی جائے تو مذکر کہلاتی ہے۔ چنانچہ بوڑھا ساری کہانی میں اس کے لیے he استعمال کرتا ہے۔

33- کاتالونی: جس کا تعلق ہسپانیہ کے شمال مشرق صوبے کاتالونیا (Catalonia) سے ہو۔

34- broadbill: اسے sword fish بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کا اوپر کا جبڑا تلوار کی طرح آگے کو نکلا ہوتا ہے۔

35- lightbrisa: ہلکی ہوا۔

36- calambre: ہسپانوی زبان میں cramp (اینٹھن) کو کہتے ہیں۔

37- Grand Leagues gran ligas کا ہسپانوی مترادف۔

38- Juegos: میچ (جمع)۔

39- bone spur: بعض اوقات ہڈی کی نوک جسم سے باہر نکل آتی ہے اور خون رسنے لگتا ہے۔ ہڈی کی اس نوک کو bone spur کہتے ہیں۔ مرغوں کی ایڑیوں میں جب یہ ہڈی باہر نکلتی ہے، کانٹا کہلاتی ہے۔

40- a spur of the bone : un espuela de hueso (ہسپانوی)

41- کاسابلانکا: کیوبا کا ایک قصبہ۔

42- Cienfuegos : جنوبی کیوبا کا ایک شہر۔

43- یہ ڈنڈے جنھیں انگریزی میں cross trees کہا جاتا ہے، نچلے مستولوں کے اوپر سطح سمندر کے متوازی لگے ہوتے ہیں اور ان پر بادبان پھیلائے جاتے ہیں۔

44- dorado : سنہری (مچھلی)

45- رجل: rigel : عربی لفظ ہے (لفظی معنی پاؤں ہیں)۔ یہ سات ستاروں کے ایک جھرمٹ جوزا (Orion) کا جڑواں ستارہ ہے۔ جڑواں ستارہ اصل میں دو ستاروں کا مجموعہ ہوتا ہے لیکن دیکھنے میں ایک ہی نظر آتا ہے۔

46- گردنما: ایک قسم کی دوربین۔ یہ ان اشیا کے دیکھنے میں کام آتی ہے جن کے دیکھنے میں کوئی رکاوٹ حائل ہو۔

47- سینٹ: امریکی سکہ۔ ڈالر کا سواں حصہ۔

48- سکان tiller: ایک قسم کا بیرم (lever): جہاز یا کشتی کھینے میں مدد دیتا ہے۔

49- ماکو: ایک قسم کی شارک مچھلی۔ اس کا جسم بہت بڑا اور بھاری اور دم متناسب ہوتی ہے۔ یہ مواری (Maori) زبان (نیوزی لینڈ کے قدیم قبیلے کی زبان) کا لفظ ہے۔

50- dentuso: ہسپانوی لفظ: ماکو شارک

51- نیش ماہی: (sting-ray): ایک قسم کی مچھلی۔ اس کی چابک نما دم میں زہریلا کانٹا ہوتا ہے۔ جس شخص کے یہ ڈنک مار دے، وہ بری طرح زخمی ہو جاتا ہے۔

52- galano نہنگ شارک: سٹرجن (sturgeon) سے ملتی جلتی ہے۔ اس کی تھوتھنی چوڑی چپٹی اور جسامت خاصی بڑی ہوتی ہے۔ عام شارکوں کی طرح اس کی سخت کھال پر کانٹے نما فلس ہوتے ہیں۔ یہ کھائی نہیں جاتی۔ اس کے برعکس سٹرجن کا گوشت بہت لذیذ ہوتا ہے۔

53- barracuda: استوائی سمندروں کی پیٹو مچھ[illegible] کا دھڑ لمبا اور دبلا پتلا، جبڑے بڑے بڑے اور منہ میں

سانپ کے سے دانت ہوتے ہیں۔

54- lilburn: شارک۔(ہسپانوی لفظ ہے۔)

''بوڑھا اور سمندر'' ایک بوڑھے مچھیرے کی کہانی ہے جو کافی دن مچھلی پکڑنے میں ناکام رہتا ہے۔ کبھی کا سانتیاگو چیمپیئن اب لوگوں کی نظر میں بس ''سلاؤ'' بن کے رہ گیا ہے جو بدقسمتی کی بدترین مثال ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے واحد شاگرد کے ماں باپ بھی اپنے لڑکے کو اُسے ملنے سے منع کرتے ہیں۔ اور پھر وہ دن آتا ہے جب سانتیاگو سمندر اور اُس کی تمام تر ہولناکیوں سے بھِڑ جاتا ہے۔

''بوڑھا اور سمندر'' پہلی بار ستمبر 1952 میں Life میگزین میں چھپا جو صرف دو دن میں پچاس لاکھ بِک گیا۔ اس کی کتابی اشاعت بھی اسی سال ہوئی۔ 1953 میں اسے فکشن کا Pulitzer انعام دیا گیا۔ 20ویں صدی کے اِس شاہکار ناول کی بدولت ہیمنگوے کو 1954 میں ادب کا نوبل انعام دیا گیا۔

فکشن
ISBN 978-969-640-024-0
9 789696 400240 >
www.readings.com.pk
Rs. 150
القا پبلیکیشنز
ریڈنگز کا اشاعتی ادارہ